بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجلیاتِ اکبر رحمۃ اللہ علیہ

از

ڈاکٹر علی عاطف گوھیر

Marfat.com

Marfat.com

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی ● لاہور پاکستان ●
ذخیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عجب نہیں کہ گریزاں ہو ظلمت شب تار
مثال ماہ درخشندہ ہیں مرے افکار

جلال الدین اکبر

Marfat.com

Marfat.com

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی لاہور پاکستان
ذخیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تجلیاتِ اکبر رحمۃ اللہ علیہ

(حضرت جلال الدّین اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی و کلام)

مصنف و مولف

ڈاکٹر علی عاطف گوہیر

ایف آر سی ایس (یو کے)، ڈپلومہ سرجری اطفال (لندن)

خلیفہ مجاز سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ (زارستی)

آغا جی فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان

Marfat.com

اولیاء کرام کے اقوال و سنن کی قیمت وصول کرنا ایسے ہی ہے جیسے خدائے بزرگ و برتر کے احکام انسانیت تک پہنچانے کی اجرت لینا۔ کیونکہ صدائے 'عبداللہ' در حقیقت صدائے اللہ ہے۔ اور ان پاک اقوال و سنن سے اگر کسی انسان کی اصلاح ہو جائے تو اس کا اجر ماسوائے ربِ عظیم کسی کے پاس نہیں۔

آغا جی فاونڈیشن ایک رفاعی رضاکارانہ ادارہ ہے جسکا مقصد احکام محبوب خدا ﷺ کی روشنی اور متابعت میں معاشرے کی فلاح و بہبود و ترقی ہے۔ یہ ادارہ درد مند حضرات کے عطیات سے اشاعت اور دیگر اصلاحی کام سرانجام دیتا ہے۔ آغا جی فاؤنڈیشن کی کتب کی اشاعت و تقسیم بغیر کسی معاشی نفع کو مدنظر رکھ کر کی جاتی ہے۔

81522

جملہ حقوق محفوظ ہیں

بار اول: رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ (دسمبر 2001ء)

تعداد: 1000

کمپوزنگ: محمد نعیم احمد

مطبع: ٹی۔ایف پرنٹرز فون:6375090

ناشر: آغا جی فاؤنڈیشن، 40بی حمید پارک، جی بلاک جوہر ٹاؤن، لاہور، پاکستان۔

قیمت: ۹۰ روپے

Marfat.com

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی ۔ لاہور پاکستان
ذخیرہ

جنونِ عشق کے نام

نار ہو طور ہو یا عرشِ الٰہی اکبرؔ
عشق اک جہدِ مسلسل ہے جہاں تک پہنچے

Marfat.com

Marfat.com

ذخیرہ

سلسلہ

؎ گلستانِ تصور کا تماشا دیکھتے جاؤ
ہمارے دل میں آؤ دل کی دنیا دیکھتے جاؤ

تعارف ۱۵

آپؒ کی زندگی

ابتدا ۱۹
جوانی و پیری ۲۱
شاعری ۲۸
گرانقدر رائیں ۳۲
راہِ سلوک میں مسافرت ۴۱
حُبِ رسول ﷺ ۴۶
سلسلہء نقشبندیہ توضیحی خاکہ ۵۲
سالکین حق کی تربیت ۵۴
علمِ طب اور علم الاعداد ۶۳
شخصیت ۶۵
وصالِ پُر ملال ۷۱

Marfat.com

آپؒ کا کلام

اللہ کی ہے مجھ کو طلب ۷۹
حضورِ سرورِ کونینؐ کا جس وقت نام آیا ۸۰
کیا غم اگر ہجومِ بلا میرے ساتھ ہے ۸۱

سکول کا زمانہ

اہلِ عدم کے خواب پہ بیداریاں نثار ۸۳
شورِ بے ہنگام ہوں میں یا خیالِ خام ہوں ۸۳
یا اپنے دل میں درد نہ پیدا کرے کوئی ۸۴
جب ہمیں اپنی جبیں کا ہی نشاں ملتا نہیں ۸۴
نہ کہو عشق کا کہا نہ کہو ۸۴

۱۹۲۶ء سے پہلے

دُعاہائے مستجاب ۸۶
حُسنِ تلوّن ۸۷
بے حسی ۸۷
خونِ آرزو ۸۸
تجدیدِ آرزو ۸۹
لسان العصر اکبر (مرحوم) ۹۰
مانوس ہو گئے ہیں بہت بیکسی سے ہم ۹۰
اظہارِ آرزو کی جو ہمت نہ ہو سکی ۹۱
رنجِ فراقِ یار کی ہمت نہ ہو سکی ۹۱
امید و بیم زیست سے فرصت نہیں مجھے ۹۲
بھر دئے جامہائے گل ساقئ نوبہار نے ۹۲
تابِ بیانِ دردِ محبت نہیں مجھے ۹۳

Marfat.com

وہ دل ہی کیا ہے حسن جہاں جلوہ گر نہ ہو	۹۳
جلوہ ہے تیرا سلسلۂ جنبانِ آرزو	۹۴
عشق میں مغموم رہنا ہے خوشی میرے لئے	۹۵
دل ابتدا سے محوِ تمنائے کیف ہے	۹۵
حُسنِ خود بیں کو خود نما کر کے	۹۶
عالم فریفتہ ہے اسی عشوہ ساز کا	۹۶
اب دوا میں ہے اثر نہ دعا میں اثر	۹۷
حسن کی ظلم کوشیاں نہ گئیں	۹۷
کس کا یہ جلوۂ انوار نظر آتا ہے	۹۸
عشق نے جب سے کر دیا برباد	۹۸
وہ تو ہے میری جان کا دشمن	۹۹
غم سے لبریز ہے عیش سے معمور بھی ہے	۹۹
مظہرِ شانِ کبریا ہیں ہم	۹۹
مرے جذباتِ خفتہ فتنہ ساماں ہوتے جاتے ہیں	۱۰۰
شکر خدا کہ روٹھ کے وہ خود ہی من گئیں	۱۰۰
کاش پھر عشقِ یار پیدا ہو	۱۰۱
آپ کی خوش جمالیاں نہ گئیں	۱۰۱
ہیں جفاؤں پر جفائیں پھر بھی یہ مسرور ہے	۱۰۲
دلِ حسرت نشاں نہیں رکھتے	۱۰۲
شدتِ درد سے اُٹھ اُٹھ کے کھڑا ہوتا ہوں	۱۰۳
وقفِ حسرت ہے زندگی میری	۱۰۳
اب وہ نگاہِ یار کی دلداریاں کہاں	۱۰۳
عشق نیرنگ ساز کا اعجاز	۱۰۴
دیکھ کر اُس کا حسنِ فتنہ خیز	۱۰۴

Marfat.com

کوئی تدبیر ملاقات جہاں بھر میں نہیں ۱۰۵
جہاں سے بے خبر اپنے جہانِ دل میں رہتے ہیں ۱۰۵
رباعیات ومتفرقات ۱۰۶

۱۹۲۶ء کے بعد

دُرِ یتیم ۱۱۱
اقبال ۱۱۲
نہیں جاتا کبھی شوقِ سفر اکبر مرے دل سے ۱۱۲
عرضِ حال ۱۱۳
ہندی نوجوانوں سے ۱۱۴
شعرِ اقبال ۱۱۵
؟ ۱۱۵
تاریخ وفات حضرت حاکم علیؒ ۱۱۶
اکبر واقبال واکبر ۱۱۶
تحریکِ عمل ۱۱۷
سمجھو جو رکھتے ہو قلبِ حق آگاہ ۱۱۷
انگریز سے ۱۱۸
نصر اللہ خان عزیز ۱۱۹
مفت میں میری جان کو، روگ سا اک لگا دیا ۱۲۰
بس کہ پابندِ محبت دلِ ناکام ہوا ۱۲۰
سوز و گدازِ عشق کے قابل بنا دیا ۱۲۱
جنونِ شوق اے کاش اتنا عالمگیر ہو جائے ۱۲۱
صبر و قرار اب کسی صورت نہیں مجھے ۱۲۲
شوق طلسم ہندئ حیرت نہیں مجھے ۱۲۲
اندوہِ انتظار سے فرصت نہیں مجھے ۱۲۲

Marfat.com

اور ہوں گے وہ جنہیں دید سے ٹالا تو نے ۱۲۳
آرزوئے اثر نہ ہو جائے ۱۲۳
مجھ کو اک رشکِ ماہ نے مارا ۱۲۴
کیا ستم تو نے لطفِ یار کیا ۱۲۴
لکھتا ہے مجھ کو دلبرِ جادو نگار خط ۱۲۵
روزِ اول سے مستِ صہبائے بیخودی ہوں ۱۲۵
جب بے نقاب وہ رخِ پر نور ہو گیا ۱۲۶
قصۂ حسنِ یار کہتے ہیں ۱۲۶
مری خامشی اور مری بے زبانی ۱۲۷
اپنا جلوہ دکھا دیا کس نے ۱۲۷
ہجومِ اشک سے رازِ وفا افشا نہ ہو جائے ۱۲۸
نگار خوبرو ہے اور میں ہوں ۱۲۸
ہر آن اک تازہ شکایت ہے آپ سے ۱۲۹
ہجوم صد بلا ہے اور میں ہوں ۱۲۹
کچھ سوجھتا نہیں ہے ترے انتظار میں ۱۳۰
طبع نازک نہ ہو کسی کی ملول ۱۳۰
سمجھ میں آتا نہیں ہے کچھ بھی یہ الفتِ طرفہ کار کیا ہے ۱۳۱
وفورِ الفت کی ہیں سراسر یہ میری آئینہ دار باتیں ۱۳۱
وہ عاشق نہ ہو گا کوئی خام ہو گا ۱۳۲
ہے اگر درد آشنا کوئی ۱۳۲
آج مہمان ہے وہ شوخ ستمگر میرا ۱۳۳
عشقِ بتاں سے آپ کو پرہیز کیوں نہ ہو ۱۳۳
وہ لطفِ ابتدائے تمنا نہیں رہا ۱۳۴
بیتابیٔ فراق میں میرا یہ حال تھا ۱۳۴

Marfat.com

میری مشکل بھی ہو آساں تناناہو یا ہو	۱۳۵
سمجھے وہی کہ کیوں نہیں اکبر کو گھر عزیز	۱۳۵
غرورِ حسن یہ طرفہ ادا کیا	۱۳۶
دل دردِ محبت سے جو لبریز نہیں ہے	۱۳۶
خاموش ہیں لب اور آنکھوں سے آنسو ہیں کہ پیہم بہتے ہیں	۱۳۷
جدّتِ فکر و درد و سوز و گداز	۱۳۸
کرتے ہیں غیر سے مرا شکوہ	۱۳۸
جامِ صہبائے مشکبو نہ ہوا	۱۳۸
کیوں اس قدر نگاہ تری عشوہ بار ہے	۱۳۹
کہتے ہیں وصل میں جو تمہارا یہ حال ہے	۱۳۹
دلِ محوِ الفت کی دنیا عجب ہے	۱۳۹
محفلِ ناز میں ہے حشر بداماں کوئی	۱۴۰
مجھ سا نہ ہوگا کوئی جہاں میں تباہ ناز	۱۴۰
نہیں ہے بے سبب اپنی یہ نغمہ پیرائی	۱۴۱
خدا کا شکر ہے ہم دل سے اُس پر صاد کرتے ہیں	۱۴۱
اے کہ تجھ سے اک جہاں خوشنود ہے	۱۴۲
ہوا تیرے غم کی جاں فروزی سے قلب میں جو سرور پیدا	۱۴۳
اے ودود! اے کریم !اے وہاّب	۱۴۴
نہ کوئی بات آتی ہے نہ کوئی کام آتا ہے	۱۴۴
اور ٹھہرا ہے کہیں اور نہ کہیں دل ٹھہرے	۱۴۵
وہ ہر اک مرحلۂ فکر و نظر سے گزرے	۱۴۵
یہ کائنات یہ بزمِ ظہور کچھ بھی نہیں	۱۴۶
دنیا کا غم نہ خواہشِ عقبیٰ کرے کوئی	۱۴۶
یہ بھول بھی کیا بھول ہے یہ یاد بھی کیایاد	۱۴۷

Marfat.com

اے حیرتِ نظارہ یہ طرفہ تماشا ہے	۱۴۷
جو تری راہ میں ہلاک ہوا	۱۴۸
جسم وجاں میں ہر جگہ روشن تمہارا نام ہے	۱۴۸
یہ جو اہلِ نیاز ہوتے ہیں	۱۴۹
آج دنیا میں نہیں کوئی خدا کا بندہ	۱۴۹
کبھی جو ترکِ وفا کا ارادہ ہوتا ہے	۱۵۰
موت سے اس قدر جو ڈرنا ہے	۱۵۱
یہ جستجو رہی کہ کوئی راہبر ملے	۱۵۱
ذکر تیرا جہاں نہیں ہوتا	۱۵۲
مہرباں وہ نہ ہوئے اور کسی عنواں نہ ہوئے	۱۵۳
خوفِ حق ہے دلیلِ راہ صواب	۱۵۴
یہ ہے طرفہ رسم و رہِ جنوں یہ عجب طلسمِ خیال ہے	۱۵۵
مرے سامنے ہیں وہ جلوہ گر مری بے خودی کا کمال ہے	۱۵۶
مجھے فضلِ خدا میسر ہے	۱۵۶
ترے سخن کا یہ اعجاز ہے بہ ربِ ودود	۱۵۸
ترے التفات کا فیض ہے ترے فیض کا یہ ظہور ہے	۱۵۸
رباعیات وقطعات	۱۵۹
شجرہ طیبہ	۱۷۶

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

سب تعریف اللہ ذوالجلال کے لئے ہے جو ازل سے رحمان و رحیم ہے اور یومِ جزا کا قائم کرنے والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ فخرِ موجودات، امام الانبیاء، مرکزِ کائنات، رحمت العالمین، شفیع المذنبین، آنحضرت محمد ﷺ ربِ قیوم کے محبوب ترین بندے اور خاتم النبیین ہیں۔

ہزار آپؐ پہ سلام اور ہزار آپؐ پہ درود۔

زمانہ قدیم میں سنتِ خداوندی کے تحت دنیا میں ہر ہزار سال بعد ایک پیغمبر پیدا ہوتا جو صاحبِ احکامِ جدیدہ ہوتا اور درمیان میں آنے والے انبیاء علیہ السلام اس صاحبِ کتاب کی شریعت کے متبع ہوتے اور اُسؑ کے دین کو ترویج دیا کرتے۔ یہ سنتِ ربِ حکیم اب بھی جاری و ساری ہے۔ سلسلۂ نبوت تو تمام ہوا مگر خداوندِ بزرگ و برتر ہر صدی میں ایسا شخص پیدا کرتے ہیں جو دینِ اسلام کی تجدید کرتا ہے اور تقریباً ہزار سال بعد مجدد کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ اللہ کے دوست (اولیاء اللہ) ہر ساعت ہر زمانہ میں موجود ہیں۔ اور پیغمبرِ آخر ﷺ کے نائبین ہیں۔ یہ مذہب میں آئی ملاوٹ و بدعت کو دور کرتے ہیں۔ لوگوں کو صراطِ مستقیم کا پتا بتاتے ہیں اور دینِ اسلام کو پھر سے خالص و پاک کرتے ہیں۔ اِن کی جستجو لازم اور اِن کی اطاعت فرض ہے۔

حضرت جلال الدین اکبرؒ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے صاحبِ فہم و کرامت مرشدِ کامل تھے۔ یہ بات شک سے بالا ہے کہ پاکستان، افغانستان اور ہندوستان میں اولیاء کرام نے دین حق پھیلانے اور سوسائٹی کی اصلاح کرنے میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ انفرادی و اجتماعی سطح پر معاشرے کی ترقی میں انکا کردار حکومت اور علمائے وقت سے ہمیشہ کہیں زیادہ رہا۔ یہ درویش ذاتی آرام کو پسِ پشت ڈال کر توحید کا پرچم بلند کیے ہوئے اپنی زندگیاں خدمتِ خلق میں لگائے رہے۔ حضور ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ مجھے ہندوستان کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ یہ ارشاد انہی بزرگانِ عالی مقام کے بلند مراتب اور بے لوث خدمات کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت اکبرؒ اُن بزرگانِ دین میں منفرد مقام رکھتے ہیں جو صاحبِ دنیا ہوتے ہوئے بھی درویش ہوئے اور تمام عمر

Marfat.com

تحصیل و تدریسِ دینِ مصطفےٰؐ میں مشغول رہے۔ آپؒ سے سینکڑوں طالب علموں، ادیبوں، شاعروں، اساتذۂ تعلیم اور ہزاروں طالبانِ راہِ روحانیت نے کسبِ فیض کیا۔

آپؒ کا دورِ حکومت دنیوی آپؒ کے بچپن و نوجوانی کا زمانہ تھا۔ آپؒ کی دلکش سخن وری نے آپؒ کا شہرہ لاہور و پنجاب کی سرحدوں سے باہر پورے ہندوستان میں پھیلا دیا تھا۔ ادب سے آپؒ کے لگاؤ اور آپؒ کے زورِ قلم نے آپؒ کا کالج کے زمانے میں ہی اردو شعراء میں ایک بلند و منفرد مقام مقرر کر دیا تھا۔

آپؒ کا دورِ حکومت روحانی پچاس سالوں پر محیط ہے۔ ہزاروں طالبان حق نے آپؒ سے فیض حاصل کیا اور آج بھی آپؒ کا مزارِ مبارک حق کے پیاسوں کے لئے سر چشمۂ تسکین و تمکین ہے۔ آپؒ چودھویں واسطے سے حضرت مجدد الف ثانیؒ اور بائیسویں واسطے سے حضرت بہاؤالدین نقشبندؒ سے جا ملتے ہیں۔

بزرگانِ دین مختلف قسم کے ہیں ایک وہ جنہیں خداوند تعالیٰ دنیا والوں میں مرتبہ و منزلت دیتا ہے اور ان کا فیض عام ہوتا ہے اور دوسرے وہ جن کا فیض خاص ہوتا ہے اور خدا انہیں اپنے صنم خانہ میں اپنے لئے محفوظ کر لیتا ہے۔ آج اکیسویں صدی کے آغاز میں جب امتِ مسلمہ کو ایک نئی حرارت و سمجھ بوجھ کی ضرورت ہے، خدا کرے کہ آپؒ کے فلسفۂ محبت کا پردا وا ہو اور یوں اس فنافی اللہ کا فیض عام انسانوں تک پہنچے۔ کہ یہ پیرِ طریقت اسوہ رسولؐ کا جامع عکس تھے۔

کسی کے ذخیرہ ہائے بیش بہا میں سے انتخاب ایک مشکل کام ہے اور میرے جیسے طالبِ علم و ادب کے لئے بہت ہی مشکل، انسان کس جلوے کو چنے اور کسے چھوڑ دے۔ یہاں تو ہر شعر ایک درخشاں ستارے کی مانند فلکِ ادب پر رونق افروز ہے۔ ڈاکٹر ڈاکٹر کی بات سمجھے اور رومی رومی کی۔ بزرگ ہی بزرگ کو پہچان سکتا ہے۔ اسلئے میرے لئے حضرت جلال الدین اکبرؒ کی کلیات 'نقوشِ اکبر' سے انتخاب اور بھی دشوار تھا۔ قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری۔ میں نہ ادیب ہوں نہ شاعر، نہ صوفی نہ شافی۔ بس ایک مودب شاگرد کی طرح کوشش ضرور کی ہے کہ بزرگوارمؒ کے ان اشعار کو جن کا فہم عام آدمی کے لئے آسان ہو شامل انتخاب کروں۔ جسے مکمل کہکشاں کا نظارہ کرنا ہو وہ 'نقوشِ اکبر' سے رجوع کرے۔

Marfat.com

سر ورق پر جو گٹھلیاں (شمارے) دکھائی گئی ہیں وہ حضرت اکبرؒ کے ذاتی استعمال میں تھیں۔ ان شماروں اور آپؒ کی تسبیحات اور آپؒ کی مختلف تصاویر، ڈائریوں اور آپؒ سے متعلقہ کئی اوراقِ پریشاں کو آپؒ کے پوتے سنیع اکبر چوہدری نے کمپیوٹر سی ڈی پر محفوظ کر لیا ہے۔ اسی طرح آپؒ کے ذاتی کتب خانہ کو جو تقریباً بارہ سو کتب پر مشتمل ہے، اور جس میں ادب، تصوف، روحانیت و معرفت اور طب کے کئی نادر نسخے شامل ہیں آپؒ کے صاحبزادے مجاہد اکبر صاحب نے بڑی محنت و قرینے سے محفوظ کیا ہے۔ جناب مجاہد اکبر آپؒ کی زندگی پر ایک جامع کتاب بھی مرتب کر رہے ہیں اور اس کام میں آپؒ کے چند مرید اُن کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔

میرے لئے آپؒ کے حالاتِ زندگی قلمبند کرنا بہت ہی مشکل بلکہ ناممکن ہوتا اگر بشیر ساجد صاحب، بشیر کھوکھر صاحب اور چوہدری محمد اشرف جلالی صاحب کی یادداشتوں، جناب رانا نثار صاحب کی کئی مقامات پر رہنمائی و حوصلہ افزائی اور مجاہد اکبر صاحب کی حقیقت الامری میری معاون نہ ہوتی۔

بے شک یہ کام حضرت جلال الدین اکبرؒ کی مجھ سے لازوال محبت و شفقت، ابدی مہربانیوں اور دائمی دُعاؤں سے آج مکمل ہوا۔

دست بدعا ہوں کہ حضرت اکبرؒ ہماری اس کاوش کو قبول و پسند فرمائیں اور اللہ اُن کے اشعار و افکار کو آج کے اس گھپ اندھیرے دجالی زمانے میں ہر خاص و عام کے لئے مینارۂ نور بنائے۔ آمین ثم آمین۔

۱۹ شعبان ۱۴۲۲ھ

ڈاکٹر علی عاطف گوہیر

ایف آر سی ایس (یو کے) ڈپلومہ سرجری اطفال (لندن)

سائرہ میموریل ہسپتال، ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن، لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپؒ کی زندگی

ع مرے سامنے ہیں وہ جلوہ گر مری بے خودی کا کمال ہے

Marfat.com

ابتدا

مشرقی پنجاب میں ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر ایک سرسبز، پُر فضا و خوشحال گاؤں علی وال نہراں والا ہے۔ یہاں آم، سنگترے، چاول اور گندم بکثرت ہوتے ہیں۔ حضرت اکبرؒ کی پیدائش بابرکت لگ بھگ ۱۳۲۳ھ بمطابق ۱۹۰۵ء اسی گاؤں میں ہوئی۔ میٹرک کے سرٹیفکیٹ پہ تاریخ پیدائش یکم دسمبر ۱۹۰۴ء درج ہے۔ مگر آپؒ اپنا سالِ پیدائش ۱۹۰۵ء بتاتے۔ تاریخ کا صحیح علم کسی کو نہیں، مگر گمان غالب ہے کہ یکم جولائی کے قریب کی کوئی تاریخ تھی۔

یہ عجیب اتفاق ہے یا قدرت کا لطیف جغرافیائی اشارہ کہ قلبِ پاکستان، قطب البلاد، شہر لاہور کے وسط سے گزرتی اور اسے سیراب کرتی اپرباری دوآب نہر کی لاہور برانچ علی وال نہراں والا کے ہیڈورکس سے دریائے راوی سے نکالی گئی تھی۔

آپؒ کے والد گرامی چوہدری فتح علی، درمیانہ درجہ کے زمیندار اور اعلیٰ درجہ کے زورآور اور زور آزما قومی سطح کے پہلوان تھے۔ آپؒ کے والدین دیندار، پابندِ صوم و صلوٰۃ، خود دار، سخی اور علاقے بھر میں باعزت و بارعب تھے۔ والد صاحب پنچایت کے رکن بھی تھے۔ اُنہیں شہ زوری پر انگریز ڈپٹی کمشنر نے دو مربع زمین انعام میں دی تھی۔

آپؒ نے پرائمری تک تعلیم اپنے گاؤں کے سکول میں حاصل کی۔ جماعت ششم بٹالہ کے اے۔ ایل۔ او۔ ای ہائی سکول سے پاس کی۔ پھر ۱۹۱۹ء میں آپؒ گوجرہ سابقہ ضلع فیصل آباد کے ایم۔ بی ہائی سکول میں داخل ہوئے۔ آپؒ کی پھوپھی گوجرہ میں رہائش پذیر تھیں۔ آپؒ نے میٹرک اسی سکول سے کیا۔ آپؒ شروع سے کم خفتن تھے۔ ساری ساری رات پڑھتے رہتے۔ اگلی جماعت کا کورس پہلے ہی پڑھ لیتے اور لغات بھی آپؒ کو ازبر تھیں۔ بچے اور بڑے آپؒ سے پڑھنے آیا کرتے تھے۔ گوجرہ کے متعلق فرمایا

نظر افروز ہے از بس بہارِ گوجرہ اکبر
خدا حافظ رہے اس خطۂ فردوسِ آئیں کا

Marfat.com

مئی ۱۹۲۳ء میں آپؒ گورنمنٹ کالج لاہور میں فرسٹ ایئر میں داخل ہوئے، اور اپریل ۱۹۲۹ء تک یہاں طالب و مطلوب رہے۔ اعلیٰ تعلیمی کارکردگی پر پرائمری سے ایم اے تک وظیفہ حاصل کیا۔ کالج میں آپؒ نے پہلے کواڈرینگل ہوسٹل اور پھر نیو ہوسٹل میں قیام کیا۔ ایم اے میں تھے تو 'راعی بلڈنگ' موہنی روڈ منتقل ہو گئے۔

۱۹۲۷ء میں آپؒ نے فارسی میں بی اے آنرز کیا۔ انگلش اور تاریخ بی اے میں آپؒ کے دوسرے مضامین تھے۔ یونیورسٹی میں اول آنے پر آپؒ کو پنجاب یونیورسٹی سے سلور میڈل ملا اور گورنمنٹ کالج کے رول آف آنر میں آپؒ کا نام شامل کیا گیا۔

پہلے انگریزی میں ایم اے کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر فارسی میں ایم اے کے لئے وظیفہ ملا تو ایم اے فارسی میں داخلہ لے لیا۔ فائنل امتحان کا ایک پرچہ علامہ اقبالؒ نے ترتیب دیا تھا۔ یونیورسٹی کا رواج یہ چلا آرہا تھا کہ اس پرچے کا جواب انگلش میں دینا ہوتا تھا۔ مگر علامہ اقبالؒ نے یہ رسم توڑی اور سوالنامہ کے نیچے درج کیا کہ جواب فارسی ہی میں دینا ہے۔ حضرت اکبرؒ نے تغافل فرمایا اور جوابات حسبِ دستور انگلش میں دئے۔ علامہ صاحب نے آپؒ کو فیل قرار دیا۔ آپؒ اس سے اتنے شکستہ دل ہوئے کہ دوبارہ امتحان نہ دیا حالانکہ آپؒ کا شمار کسی بھی وقت کے گورنمنٹ کالج کے ذہین ترین طلباء میں ہوتا ہے۔

آپؒ نے معلّمی اختیار کر کے علم و اخلاق پھیلانے کا کام اپنے ذمہ لینے کا ارادہ کیا۔ ۱۹۳۰ء میں آپؒ نے سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے بی ٹی کیا۔

Marfat.com

جوانی اور پیری

اکبر فسوں طرازئ ذوقِ سخن کہاں
غم ہائے روزگار سے فرصت نہیں مجھے

کالج کے زمانے سے ہی آپؒ خود کفالت کے لئے کوشاں رہے۔ والدین پر کم سے کم بوجھ ڈالتے۔ آپؒ بی اے میں تھے کہ والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ گزارہ وظیفہ اور ادبی سرگرمیوں سے پورا کرنے کی کوشش کرتے۔ ایم اے میں تقریباً آٹھ دس ماہ روزنامہ 'سیاست' کے ایڈیٹر رہے۔ اس اخبار میں کسی نے کرنال کے ڈپٹی کمشنر اور پھر پنجاب یونیورسٹی کی شکایت شائع کروائی تو حکومت نے اخبار سے جواب طلبی کی۔ آپؒ سے پوچھے بغیر مالک اخبار سید حبیب نے احتراز چھاپ دیا۔ آپؒ فرماتے تھے کہ اس عالم میں استعفےٰ دینے کے علاوہ میرے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔ یہاں آپؒ کو ساٹھ روپے ماہوار ملتے تھے۔

ایم اے میں جب آپؒ "الراعی" کے ایڈیٹر تھے تو آپؒ کا اٹھنا بیٹھنا جسٹس محمد صدیق رمدے، عبدالمجید سالک (ایڈیٹر انقلاب)، محمد شفیع (م ش)، مولانا غلام رسول مہر (نامور محقق، نقاد اور ادیب) وقار انبالوی (شاعر)، میاں محمد شفیع (ڈپٹی کمشنر لاہور و مصنف '۱۸۵۷ء') کے ساتھ رہا۔

مولانا سید سلیمان ندوی سے بھی تعلقات تھے۔ مولانا حامد علی خان (ایڈیٹر ہمایوں، مخزن، الحمرا) سے گہرے مراسم تھے۔ نصراللہ خان عزیز (ایڈیٹر زمیندار) سے بہت دوستانہ تھا اور منصور احمد (ایڈیٹر ادبی دنیا) تو یارِ غار تھے۔ منصور احمد صاحب کی وفات پر آپؒ نے ایک نہیں تین مرثیے لکھے اور چند رباعیات بھی۔

فرماتے تھے کہ نصراللہ خان عزیز کو "مدینہ" (بجنور) کی ادارت چھڑوا کر میں نے لاہور بلوالیا۔ یہاں وہ 'زمیندار' کے ایڈیٹر ہوئے۔ میرے قریب رہائش پذیر تھے۔ ایک دن میرے سکول کے ایک استاد نے شکار کر کے مجھے بہت سے کبوتر لا دیئے جو میں نے خود پکائے۔ عزیز کو بھی ایک منظوم دعوت نامہ لکھا جو یوں تھا۔

Marfat.com

شوقِ دعوت بھی ہے انہیں لیکن　　مادرِ طیبہ کا ہے ڈر بھی
کہیں غصہ میں یہ نہ وہ کہہ دیں　　اے شکم بندہ گھر نہیں مر بھی
کاش اُن سے یہ کوئی کہہ آئے　　آپ کا شیفتہ ہے اکبؔر بھی
ہیں ادھر آپ اُن کے دلدادہ　　ہیں ادھر آپ میرے دلبر بھی
آپ کے فرش براہ ہیں دیدہ و دل　　آپ آئیں ذرا مرے گھر بھی
مجھے شکوہ نہ ہو گا آئیں اگر　　شام کو جو نماز پڑھ کر بھی
اور کھانے کا آپ اگر پوچھیں　　سرِ اکبؔر بھی ہے کبوتر بھی
اُن کو چھیڑا نہ کر بہت اکبؔر
جان کا کچھ نہیں تجھے ڈر بھی

نصر اللہ خان عزیز کو تحریک آزادی کے دوران انگریز نے ڈیڑھ سال کے لئے پابند سلاسل کیا تو آپؒ نے اس پر ایک خون گرمانے والی نظم لکھی، جو بہت مشہور ہوئی۔ ''مدینہ'' میں شائع ہوئی اور مصرع مکرر تھا 'اس خاک کے پتلے میں ایماں کی حرارت ہے (صفحہ ۱۱۹)۔

یاس یگانہ راعی بلڈنگ میں چھ آٹھ ماہ آپؒ کے ساتھ رہے۔ رہائش یاس یگانہ کی مفت تھی مگر کھانے کا انتظام اپنا اپنا تھا۔ یگانہ بہت خوددار اور غیرت مند تھے ساتھ رہنے کے باوجود کسی خوردنی چیز کی پیشکش قبول نہ کرتے خواہ فاقہ ہی کرنا پڑے۔

زمانہ کالج میں کچھ عرصہ علامہ اقبالؒ کی خدمت میں روزانہ حاضری بھی دی اور زبورِ عجم کی بعض غزلیں اُن سے پڑھیں اور سمجھیں۔ ان مجالس میں عبدالمجید سالک، غلام رسول مہر، محمد دین تاثیر، صوفی تبسم، جسٹس آغا حیدر، میاں محمد شفیع اور بعض دوسرے حضرات شامل ہوتے تھے۔ سالک صاحب زبور عجم سے پڑھتے جاتے اور علامہ اقبالؒ حسبِ ضرورت وضاحت فرماتے جاتے تھے۔ علامہ اقبالؒ پر آپؒ نے عقیدت بھری پانچ نظمیں لکھیں جو مختلف تقریبات میں پڑھیں۔ یہ نظمیں نقوش (اقبال نمبر) اور دیگر رسائل میں چھپیں۔

حضرت اکبرؒ بی ٹی کے طالب علم تھے۔ ''نقش ارژنگ'' چھپ چکی تھی اور آپؒ کی شہرت

81522

Marfat.com

لاہور سے نکل کر برصغیر میں پھیلی جا رہی تھی۔ ایسے میں ایک ہندو لڑکی آپؒ کے پیچھے پڑ گئی۔ معاملہ یہاں تک بڑھا کہ وہ راعی بلڈنگ پہنچ جاتی تھی۔ آپؒ نے اسے لاکھ سمجھایا لاکھ منع کیا مگر بے سود۔ ایک دن جب معاملہ ہاتھ سے نکلتا دکھائی دیا تو آپؒ نے نہایت سختی سے اُسے بہت ڈانٹا اور برا بھلا کہا۔ وہ ہندو لڑکی بھی طیش میں آگئی اور آپؒ کو دھمکیاں دے کر چلی گئی۔ پھر اس نے جادو ٹونے کا سہارا لیا اور حضرت صاحبؒ اس جادو کے اثر سے بیمار پڑ گئے۔ بہت شدید بخار ہوا اور آپؒ کچھ دن نیم بے ہوش سے رہے۔ اسی دوران دائیں آنکھ پر بھی مرض کا حملہ ہوا اتنا کہ آنکھ ابل کر باہر آگئی۔ انگریز ڈاکٹر (ڈاکٹر ڈک، ماہر امراض چشم) کو تشویش ہوئی کہ کہیں دوسری آنکھ متاثر ہو کر ضائع نہ ہو جائے اس لئے اُس نے دائیں آنکھ آپریشن سے نکال دی۔ فرماتے تھے کہ ایک مسلمان ڈاکٹر وہاں آیا تو اس نے انگریز ڈاکٹر کے تشخیص و علاج کو غلط قرار دیا اور اُس سے بہت الجھا، مگر انگریز اپنا کام دکھا چکا تھا۔

۱۹۳۰ء میں شعبۂ درس و تدریس سے منسلک ہوئے اور انجمنِ حمایتِ اسلام کے اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالا گیٹ میں بطور سینیئر انگلش ٹیچر ملازمت کا آغاز کیا۔ آپؒ کی تنخواہ ایک سو چار روپے ماہانہ مقرر ہوئی۔ اس دوران آپؒ سکول کے ہیڈ ماسٹر چوہدری علی محمد کے ساتھ ان کے مکان کے ایک کمرے میں رہائش پذیر رہے۔ آپؒ چوہدری علی محمد کو ہمیشہ بہت عزت واحترام سے یاد کرتے تھے۔

۱۹۳۲ء میں آپؒ ترقی پا کر وطن اسلامیہ ہائی سکول لاہور میں سیکنڈ ماسٹر تعینات ہوئے۔ یہاں آپؒ عرصہ چار سال رہے۔ ۱۹۳۶ء میں آپؒ کو ہیڈ ماسٹر بنا کر اچھرہ مڈل سکول (موجودہ اسلامیہ ہائی سکول، ملتان روڈ، لاہور) کا انچارج لگا دیا گیا۔ یہ سکول اُس وقت ابتر حالت میں تھا مگر آپؒ کی توجہ اور محنت و لگن سے جلد اسکی کایا پلٹ گئی اور اسے ہائی سکول کا درجہ دے دیا گیا۔ اُس وقت آپؒ کی تنخواہ لگ بھگ ۱۳۵ روپے ماہوار تھی۔

اب آپؒ قریبی بستی ڈھولن وال میں ایک مختصر مکان میں جو دو کمروں اور ایک باورچی خانہ پر مشتمل تھا شفٹ ہو گئے۔ آپؒ تقریباً ۳۵ سال اس سکول میں ہیڈ ماسٹر رہے۔ اس

Marfat.com

دوران کچھ ہفتوں کے لئے آپؒ کو گوجر خان میں انجمن کے ہائی سکول کا بگڑا انتظام سنوارنے کا کام بھی سونپا گیا یہ کام مکمل ہوتے ہی واپس ملتان روڈ سکول بلوالیا گیا۔ ملازمت میں توسیع کے بعد بالآخر ۳۰ نومبر ۱۹۷۰ء ریٹائر ہوئے۔

آپؒ نوجوانی میں حقہ اور جوانی میں سگریٹ (قینچی مارکہ) پیتے تھے۔ پان کھانے کا شوق بھی تھا۔ ایک نہیں بلکہ دو دو پان بیک وقت منہ میں رکھتے تھے۔ جب تصوف کی طرف رجحان ہوا تو پان و سگریٹ سے بیزار ہوئے اور یہ عادت ہمیشہ کے لئے ترک فرمادی۔

آپؒ کی شادی میاں جلال الدین سٹیشن ماسٹر محکمہ ریلوے کی صاحبزادی اور میاں عبدالعزیز سیکرٹری مواصلات، مغربی پاکستان اور پھر وائس چانسلر انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کی ہمشیرہ سے ۱۹۳۱ء میں ہوئی۔ ۱۹۳۳ء میں اللہ نے آپؒ کو ایک بیٹی (ہماری والدہ صاحبہ) دی جس پہ آپؒ نے لوری اور نظم لکھی۔ ۱۹۳۴ء میں بڑے صاحبزادے مجاہد اکبر پیدا ہوئے۔ جنہوں نے بی اے آنرز ایل ایل بی اور پھر ایم اے انگلش کیا۔ پھر سی ایس ایس کا امتحان پاس کیا۔ بطور کمشنر انکم ٹیکس ۱۹۹۶ء میں ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں آپؒ کے چھوٹے صاحبزادے محمد احمد پیدا ہوئے جنہوں نے انگلینڈ سے سی اے کیا اور آجکل امریکہ کے شہر سان فرانسیسکو میں مقیم ہیں۔

اللہ سے لو لگانے کے بعد آپؒ نے قضا نمازیں ادا کرنے کا سوچا۔ ایک ڈائری میں حساب لکھتے اور نافرمانی میں بیتے دنوں کی قضا نمازیں ادا فرمائیں۔ اس دوران آپؒ کے گھٹنوں پر زخم بن گئے اور ماتھے پر نشانِ سجدہ۔

ڈھولن وال میں اپنے قیام کے دوران آپؒ نے وہاں پیر بڈھن شاہ کے قبرستان کے قریب ایک دو منزلہ مسجد تعمیر کروائی۔ اس کام میں آپؒ کے مریدین، خاص کر حاجی دل محمد صاحب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دل محمد صاحب نے تو قسم کھالی تھی کہ جب تک مسجد کی تعمیر مکمل نہیں ہوتی وہ اور کوئی کام نہیں کریں گے۔ اور ایسا ہی کیا۔

۱۹۵۱ء کے لگ بھگ کا واقعہ ہے کہ لاہور کے ایک بزرگ بابا دھیان شاہ خواب میں حضرت اکبرؒ کو ملنے لگے اور مصر ہوئے کہ آپؒ اپنی رہائش اُن کے پاس کریں۔ آپؒ انہیں نہیں

Marfat.com

جانتے تھے اور نہ ہی ان کے مزار کے محلِ وقوع سے واقف تھے۔ بابا دھیان شاہ ایک سے زیادہ بار آپؒ کو خواب میں ملے اور ہر بار یہی اصرار کرتے۔ اسی دوران آپؒ کے ایک مرید ملک محمد نادر (ایڈووکیٹ) آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک رہائشی پلاٹ لٹن روڈ پر نواب بہاولپور کی پرانی رہائش گاہ ' الفیض ' میں اکٹھے خریدنے کی درخواست کی۔ تاکہ ساتھ رہیں اور اُنہیں آپؒ کی خدمتِ بابرکت میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے اور فیض حاصل کرنے کا موقع ملے۔ آپؒ نے یہ تجویز قبول فرمائی اور یہاں ' الفیض ' میں اپنا گھر بنایا۔ تعمیر کے کام کی نگرانی آپؒ کے صاحبزادے مجاہد اکبر صاحب نے کی جو اُس وقت طالب علم تھے۔ آپؒ ۱۹۵۴ء میں یہاں منتقل ہوئے۔ ملک نادر صاحب کا اور آپؒ کا مکان اندر سے ایک دروازے کے ذریعے ملا ہوا تھا۔ ایک روز آپؒ نماز کے لئے قریبی مسجد (یہ مسجد نادر صاحب کے مکان کے ساتھ تھی) جو مسجد نواب بہاولپور کے نام سے مشہور تھی، جا رہے تھے کہ دیکھا کہ مسجد کے ساتھ ایک مختصر سا قبرستان اور مزار ہے اور مزار پر ایک چھوٹی سی تختی لگی تھی "آستانہ بابا دھیان شاہ"۔

بچپن ہی سے آپؒ کو اللہ کی زمین میں پھرنے پھرانے اور نئی جگہیں دیکھنے کا شوق تھا۔ کالج کے زمانے میں شام کو لاہور کی سڑکوں پر دوستوں کے ساتھ یا اکیلے ہی نکل جاتے اور رات گئے واپسی ہوتی۔ جب سکول میں برسرِ روزگار ہوئے تو گرمیوں کی چھٹیوں کے ساتھ ایک کرتہ شلوار اور پگڑی پہن کر اور ایسا ہی ایک جوڑا تھیلے میں ڈال کر جہاں کسی ولی اللہ کا ذکر سنتے اُس سے ملنے کے لئے اور فیض حاصل کرنے نکل پڑتے۔ ۱۹۴۵ء میں سرہند شریف گئے۔ وہاں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مزارِ پاک پر کسی کو رات گزارنے کی اجازت نہ تھی کیونکہ وہاں کی دہشت و ہیبت مشہور تھی مگر آپؒ کو اجازت مل گئی۔ فرماتے تھے کہ رات قیام کے دوران بہت فیض حاصل کیا۔ مجاہد اکبر صاحب اس سفر میں آپؒ کے ساتھ تھے۔ ایک دفعہ حضرت باقی باللہؒ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ واپسی پر آپؒ نے ایک صوفیانہ غزل "یہ بھول بھی کیا بھول ہے...... الخ"(صفحہ نمبر ۱۴۷) کہی۔ کئی بار ایسا ہوتا کہ آپؒ تو اپنی طرف سے بغیر اطلاع کے کسی ولی اللہ سے ملنے پہنچتے مگر وہاں ان کو مطلع کر دیا گیا ہوتا اور وہ آپؒ کے منتظر ہوتے۔

Marfat.com

۱۹۴۶ء میں سائیکلوں پر لاہور نہر کے ساتھ ساتھ علی وال گئے۔ آپؒ کے ہمراہ ملک یوسف، (سیکنڈ ماسٹر) حاجی دل محمد (ڈھولن وال) اور میاں عبدالرشید (کالم نویس "نورِ بصیرت") تھے۔

۱۹۴۹ء میں آپؒ پہلی بار حج پر تشریف لے گئے۔ سمندری سفر تھا اور دس لوگ آپؒ کے ساتھ تھے۔ آپکے ساس سسر اور پھوپھی صاحبہ بھی ہمراہ تھیں۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ اتنے لوگوں کی رفاقت کی وجہ سے یہ محسوس ہی نہیں ہوا کہ سفر پر ہیں۔ سارا وقت آرام سے ہنسی خوشی گزرا۔ ۱۹۷۷ء میں آپؒ نے دوسرا سفرِ حج کیا اس بار آپؒ کی بیگم اور آپؒ کی ہمشیرہ ہمراہ تھیں۔ آپؒ مکہ مکرمہ پہنچتے ہی بیمار ہو گئے اور یہ سفرِ حج کچھ مشکل میں کٹا۔ فرمایا کرتے تھے کہ پہلے حج میں خدمت کرنے والے ساتھ تھے دوسرے حج پر خدمت کروانے والے۔

پہلے حج کا واقعہ ہے آپؒ درِ کعبہ کے ساتھ مقامِ ملتزم پہ کھڑے دعا مانگ رہے تھے کہ دل میں خیال آیا اے کاش کعبہ شریف کے اندر نوافل ادا کرنے کا موقع مل جائے۔ چند ہی لمحوں بعد درِ کعبہ وا ہوا اور کچھ لوگ اندر داخل ہونے لگے اور جاتے ہوئے آپؒ کو بھی ساتھ اُٹھا لے گئے۔ حضرت اکبرؒ فرماتے اِس سعادت پر دل بہت مسرور ہوا اور خانہ کعبہ کے اندر چاروں طرف نوافل ادا کیئے۔

دوسرے حج سے واپسی پر آپؒ نے ارادہ کیا کہ پچھلے بیس سال کی نمازیں دوبارہ پڑھیں کہ آپؒ کے خیال میں یہی بہتر تھا۔ دوبارہ نمازیں ادا کرنے کا سلسلہ آخری عمر تک جاری رہا۔

۱۹۸۳ء میں جناب مجاہد اکبر نے ۱۲۶ احمد بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں اپنا مکان بنایا تو حضرت جلال الدین اکبرؒ اور آپؒ کی اہلیہ انکے ساتھ رہنے لگے۔ آپؒ نے زندگی کے باقی ایام احمد بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں گزارے۔

۱۹۸۶ء میں آپؒ کے داماد انجینئر محمد رفیق گوہیر صاحب نے اسلامک ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے نام سے ایک رفاعی ادارہ قائم کیا، جس کا مقصد صحت اور تعلیم کے شعبوں میں غریب عوام کی خدمت کرنا ہے۔ اس ٹرسٹ کے پہلے منصوبہ ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن لاہور میں

Marfat.com

تعمیر شدہ سائرہ میموریل ہسپتال کے سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب میں آپؒ نے نہایت اشتیاق اور بھرپور ولولے سے شرکت فرمائی اور دعائے خیر وبرکت کی۔ یہ ہسپتال آج رفاعی اداروں کی صف میں ایک سنگِ میل اضافہ ہے۔

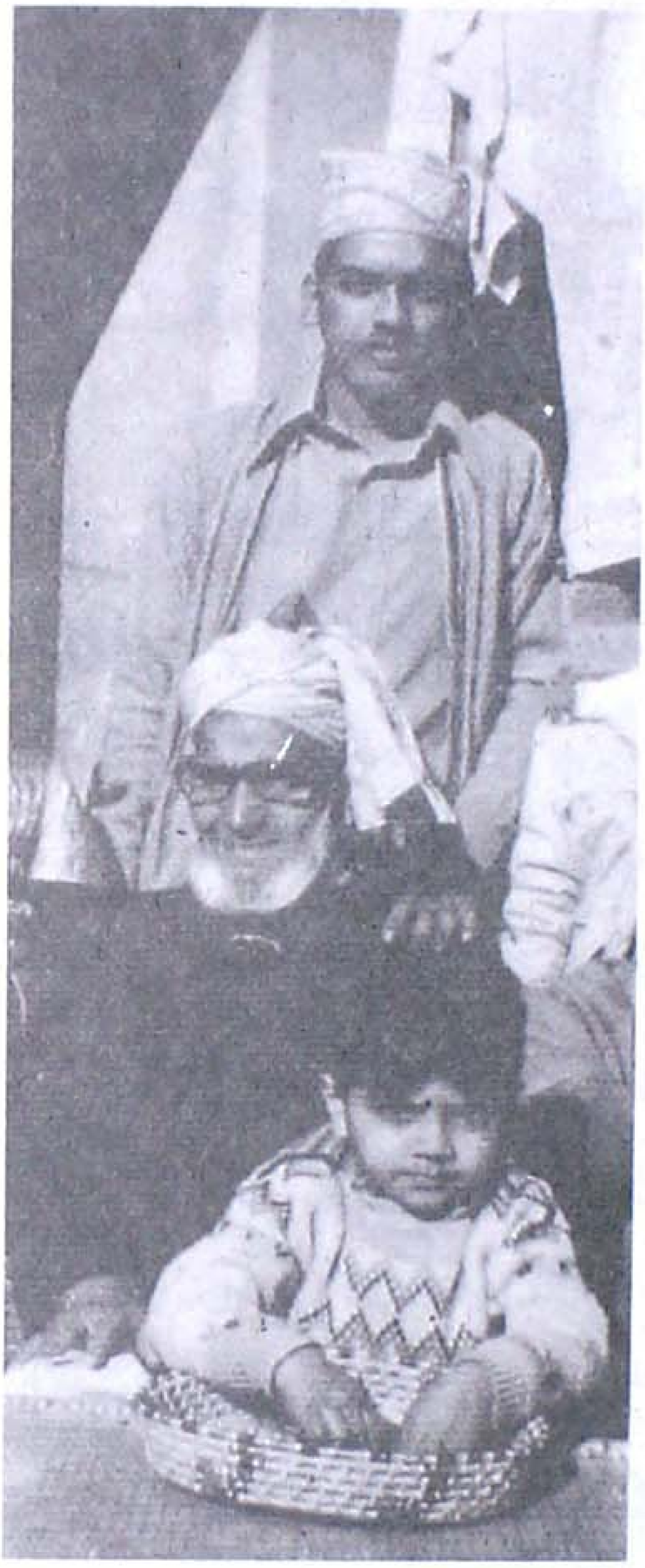

؎ مجھے اولاد حق گزار ملی
جسے میری دعا میسر ہے

۱۹۷۵ء عید کے موقع پر آپ کے نواسے
ڈاکٹر علی عاطف گوہیر کھڑے اور پوتے سنیع اکبر بیٹھے ہیں

Marfat.com

شاعری

کیوں نہ مقبولِ جہاں میرا سخن ہو اکبر
شعر اس وقت کہا میں نے کہ الہام ہوا

پنجاب کے قصباتی ماحول کے برعکس آپؒ کے جنونِ مطالعہ نے آپؒ کو بچپن ہی میں سخن شناس اور ایک فصیح البیان خوش گفتار سخن ور بنا دیا۔ طبیعت الفاظ پرونے کی طرف مائل تھی۔ آٹھویں جماعت میں غالب کا پورا دیوان حفظ تھا۔ خیالات کی بصورت اشعار آمد بارہ تیرہ سال کی عمر میں شروع ہوئی۔ چھٹی جماعت میں آپؒ نماز جمعہ کے بعد حساب کا ایک سوال کرنے مسجد میں ہی بیٹھ گئے۔ سوچتے سوچتے بیخود سے ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ کاغذ پر نو اشعار کی ایک مناجات لکھی پڑی ہے۔

۱۹۱۹ء میں جب جماعت ہفتم میں داخلے کے لئے والد صاحب نے آپؒ کو گوجرہ کی ریل گاڑی میں سوار کیا تو آپؒ بہت اداس تھے۔ پہلی دفعہ گھر سے جدا ہو رہے تھے۔ آپؒ نے ایک جذباتی نظم لکھی جس کا ایک شعر محفوظ ہے۔

الوداع کر کے گئے جبکہ سٹیشن پر وہ چھوڑ
شیشۂ دل تھا مرا نازک گئے اُسکو وہ توڑ

گورنمنٹ کالج لاہور کے رسالہ "راوی" میں آپؒ کی غزلیں، نظمیں اور مضامین چھپنے لگے۔ فرماتے تھے کہ اِدھر میں نے غزل کہی اور دوستوں کو سنائی اور اُدھر وہ سارے کالج میں پھیل گئی۔ زمانۂ طالب علمی ہی میں آپؒ کا کلام گراں پایہ ادبی رسائل جیسے ہمایوں، ہزار داستاں، ادبی دنیا، نیرنگِ خیال، عالمگیر، مخزن، الحمرا، الناظر، نگار وغیرہ میں چھپنے لگا۔

۱۹۲۶ء میں بیس سال کی عمر میں آپؒ کا پہلا مجموعۂ کلام "نقشِ ارژنگ" چھپا اور زبان زدِ عام ہوا۔ آپؒ اُس وقت تھرڈ ایئر کے طالب علم تھے اور تاریخ اردو ادب میں کسی بھی متعلم کا یہ کتابی صورت میں شائع ہونے والا پہلا دیوان تھا۔ "نقشِ ارژنگ" آپؒ نے اپنے خرچ اور اہتمام سے انجمن اربابِ علم لاہور کے زیرِ سرپرستی محمد اسماعیل نعیم مالک رسالہ ہزار داستاں لاہور سے

Marfat.com

چھپوائی۔ بار اول اسکی تعداد ایک ہزار اور قیمت ایک روپیہ پچیس پیسے تھی۔ جیبی سائز کی یہ کتاب ۱۳۶ صفحات پر مشتمل تھی۔ پہلے دن کالج میں پچاس نسخے لائے وہ فوراً بک گئے۔ دوسرے دن ڈیڑھ سو نسخے لائے وہ بھی ہاتھوں ہاتھ گئے۔ ماہنامہ ہزار داستاں کے دفتر سے چند روز میں دو سو نسخے فروخت ہوئے۔ ماہنامہ نگار (لکھنؤ) کے مدیر نیاز فتح پوری نے پچاس نسخے منگوائے اور ماہنامہ الناظر لکھنؤ نے پچیس۔

چوہدری محمد علی سابق وزیر اعظم پاکستان کالج میں آپؒ سے دو سال آگے تھے اور آپؒ کے بہت قدرداں تھے۔ آپؒ نے ایک نسخہ انہیں بھیجا۔ تھوڑی دیر میں ہوسٹل کا ایک ملازم ایک بند لفافہ لایا جس میں ایک رقعہ اور سوا روپیہ تھا۔ چوہدری محمد علی نے رقعہ میں لکھا "اگر کسی مصنف کے دوست اُس کی تصانیف خرید کر اُسکی حوصلہ افزائی نہ کریں اور مفت نسخے حاصل کرنے کے متوقع ہوں تو اس کی کتابیں مخالف تو خریدنے سے رہے۔ لہذا اُس مصنف کے حشر کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ میں نسخہ کی قیمت بھیج رہا ہوں، آپؒ برا نہ مانیں اور قبول فرمائیں۔ اگر میرے حالات اجازت دیتے تو میں اس سے کہیں زیادہ ہدیہ پیش کرتا"۔

"نقشِ ارژنگ" کی اشاعت کے بعد آپؒ کی شہرت پر لگا کر اُڑی اور آپؒ لاہور سے دہلی و لکھنؤ تک مشاعروں اور ادبی حلقوں کی جان بن گئے۔ ایک بار دورانِ طالب علمی آپؒ کو لکھنؤ کے سالانہ مشاعرہ میں مدعو کیا گیا۔ آپؒ نے ایک شعر کہہ کر مشاعرہ لوٹ لیا۔

ؔ ایک آنسو میں کہہ دیا غمِ دل
کس قدر ہم نے اختصار کیا

سکول کے زمانے ہی میں آپؒ کا رجحان غزل گوئی کی طرف ہو گیا تھا۔ گو آپؒ نظمیں بھی کہتے تھے مگر طبعاً آپؒ غزل گو تھے۔ کالج کے زمانے میں حکیم فیروزالدین طغرائی امرتسری کو ایک غزل اور ایک نظم اصلاح کیلئے بھیجی۔ کافی عرصہ کوئی جواب نہ آیا۔ پھر حکیم صاحب کے ایک شاگرد نے لکھا کہ اگر شاگردی کرنا چاہتے ہو تو دس روپے ماہانہ ادا کرنا ہوں گے۔ دس روپے ۱۹۲۴ء میں بہت رقم تھی۔ اس لئے آپؒ نے پھر کبھی اُدھر کا رخ نہ کیا۔ پھر عابد علی عابد

Marfat.com

سے چند ایک غزلوں کی اصلاح لی۔ لیکن عابدؔ علی صاحب کی خود پسندی اور باطن پرستی اُن کے خیالات کے مکمل اور جامع اظہار میں مانع پائی۔ ویسے بھی عابدؔ علی صاحب نے کہہ دیا کہ اصلاح کی گنجائش کم ہے اور شاعری پہلے ہی استادانہ ہے۔

۱۹۳۸ء میں آپؒ نے اپنے مرشدِ مبارک کے حکم پر شاعری سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ تقریباً دو سال بعد جب مرشدِ مبارک نے آپؒ کو بساطِ سخن پر دوبارہ پھول بکھیر نے کی اجازت دی تو آپؒ عشق مجازی سے عشق حقیقی تک پہنچ چکے تھے۔

گئے وہ دن کے اُنکی جستجو تھی
اب اپنی جستجو ہے اور میں ہوں

کلام میں، جو پہلے ہی روحانیت کی حسین آمیزش لئے تھا، اب تصوف اور معرفت کی درخشندہ چھاپ نمایاں تھی۔ آپؒ نے اپنے عارفانہ کلام میں سالکین راہ حق کی عمدہ طریقے سے رہنمائی فرمائی۔ ۱۹۵۰ء کے لگ بھگ آپؒ نے حضرت محمد ﷺ کے حکم پر (تفصیل صفحہ نمبر ۱۷۶) شجرۂ طیبہ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ مرتب کیا اور حافظ شیخ نور الدین احمد صدیقی صاحب نے جو آپؒ کے مرید تھے انشاء پریس لاہور سے اسکو چھپوایا۔ یہ شجرہ اسکے بعد دو بار اور چھپ کر تقسیم ہوا ہے۔ اور سلسلۂ عالیہ کے ہزاروں افراد اسے اپنی دعاؤں اور التجاؤں کا وسیلہ بناتے ہیں۔ روحانیت کے جذب و کیف سے سرشار ہو کر آپؒ نے جو کچھ کہا وہ صوفیانہ شاعری میں اپنی الگ پہچان و مقام رکھتا ہے۔ پھر ۱۹۶۰ء کے لگ بھگ شاعری ترک کر دی۔

میں گنہگار اور تیری یاد
انقلاب !انقلاب زندہ باد!

آپؒ کے کلام کا بیشتر حصہ محفوظ نہ رہ سکا۔ رباعیات کا مجموعہ آپؒ کے عزیز دوست میاں محمد شفیع اشاعت کے واسطے مرتب کرنے کے لئے لے گئے لیکن ان کی اچانک وفات کے بعد یہ مجموعہ رباعیات کھو گیا اور اب تک نہیں ملا۔ آپؒ نے رام رتن مضطر (انڈیا کے مشہور شاعر اور آپؒ کے شاگرد و دوست) کو ایک خط میں لکھا'...... مجھ میں یہ ایک بڑی کمی ہے کہ بے حد

Marfat.com

کو تاہ قلم ہوں۔ تساہل کا یہ عالم ہے کہ غزلوں کی غزلیں کہیں اور لکھی نہیں اور اتنا بھولا کہ قافیہ و ردیف تک یاد نہیں۔ مجاہد پاس تھا جب کبھی سنایا اُس نے لکھ لیا اب وہ بھی پاس نہیں.......'

آپؒ کی دنیاوی مشاغل سے فطری بے نیازی آپؒ کے کلام کو جمع کرنے اور چھپوانے میں آڑے آتی رہی۔ آپؒ کے ایک مرید جناب بشیر ساجد صاحب جو خود شاعر ہیں اور آپؒ کے فرزند مجاہد اکبر صاحب کئی سال آپؒ سے التجا اور درخواست کرتے رہے کہ کلیات چھپوا لی جائیں مگر آپؒ یہ کہہ کر ٹالتے رہے کہ سارے کلام پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ مگر نظر ثانی کی نوبت نہ آئی۔ بالآخر ۱۹۸۷ء میں آپؒ نے کلام کی طباعت کی اجازت دے دی بلکہ بشیر ساجد صاحب سے کہا کہ وہ یہ کام خود کریں اور جلدی کریں۔ مجاہد اکبر صاحب نے مختلف بیاضوں میں بکھرے ہوئے کلام کو بڑی محبت اور محنت سے یکجا کر کے ساجد صاحب کے حوالے کیا۔ مئی ۱۹۸۸ء میں یہ نسخہ کتابت کے لئے تیار تھا کہ حضرت صاحب کا وصال ہو گیا۔ آپؒ کی کلیات "نقوشِ اکبر" کے نام سے ۱۹۸۹ء میں چھپیں۔ مرزا ادیب نے پیش لفظ لکھا اور دیگر کئی ادباء کی رائیں اس میں شامل ہیں۔ یہ ۳۸۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ نفیس کتابت اور دلکش سرورق ہے۔ اسے نثار آرٹ پریس لاہور نے مکتبہ کارواں لاہور کے زیرِ سرپرستی چھاپا۔

آپؒ کی نثر کئی اوراق پریشان کی صورت میں مجھ تک پہنچی ہے۔ یہ زیادہ تر انبیاء عظام اور اولیاء کرام کی سیرت اور احادیث پر مشتمل ہے۔ کئی عمل، تعویز اور وظائف بھی اس میں شامل ہیں۔

زمانہ کالج میں آپؒ نے ماہنامہ "طور" نکالا۔ اس میں نامور شعرا اور ادبا لکھتے تھے۔ رام رتن مضطر (مصنف "چمنستان" وغیرہ) اس کی اشاعت میں آپؒ کے حصہ دار اور شریکِ کار تھے۔ یہ سلسلہ تین چار سال جاری رہا۔

۱۹۲۸ء میں جب ابھی ایم اے کے طالب علم تھے تو آپؒ "اخبار الراعی" اور روزنامہ "سیاست" کے ایڈیٹر بھی رہے۔ اسی زمانے میں آپؒ انجمن ارائیاں کے سیکرٹری بھی رہے۔ اور ایک صنعتی و سائنسی رسالہ کیلئے انگریزی سے اردو میں مضامین کا ترجمہ بھی کرتے رہے۔

Marfat.com

آپؒ کو کتابوں سے عشق تھا۔ اور مطالعہ بہت وسیع تھا۔ آپؒ کو اردو، فارسی، پنجابی اور انگریزی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ عربی بھی لکھ پڑھ اور سمجھ لیتے تھے۔ اردو، فارسی اور پنجابی کے اکثر شعرا کا کلام حفظ تھا۔ مجھے اپنی کم علمی کا اعتراف ہے اس لئے مناسب ہو گا کہ یہاں ''نقشِ ارژنگ'' اور ''نقوشِ اکبر'' سے کہنہ مشق اساتذہ کی آپؒ کی شاعری کے بارے میں گرانقدر تبصرہ جات سے چند اقتباسات شامل کروں۔

گرانقدر رائیں

''نقوشِ اکبر'' ایک ایسے خوش زمزمہ شاعر کا سرمایۂ عمر ہے جس کے شعروں پر سحرِ حلال کا گمان ہوتا ہے۔ جس کی باتیں کسب و قال نہیں، حضور و حال ہیں۔ جس کے سخن کا خمیر تکرار سے نہیں اسرار سے اٹھا ہے جسے مبدأ فیض نے جدّت ادا و جودتِ فکر کے ساتھ حرف کا عرفان اور غزل خوانی کا لب و لہجہ بخشا ہے۔ وہ ایسا حُسن کار ہے جو سہل ممتنع کا جادو جگانا جانتا ہے۔ جسے معلوم ہے کہ حُسن کلام کی جان ایجازِ بیان ہے۔ جو لفظ کی جوہری طاقت سے واقف ہے اور اسے آشکارا کرنے پر قادر بھی۔ اس کا اسلوب سادہ بھی ہے مرصع بھی، شوخ بھی شائستہ بھی، دلنواز بھی دلگداز بھی۔

عبدالعزیز خالد

0 0 0

جلال الدین اکبر اردو شاعری کے اس دور کی ایک ہر دلعزیز شخصیت ہیں جب معیاری ادبی رسالوں میں حسرت موہانی، فانی بدایونی، جگر مراد آبادی، اصغر گونڈوی، یگانہ لکھنوی اور فراق گورکھپوری کا طوطی بولتا تھا۔ اتنے عمدہ اور مسلم الثبوت شعرا کے ہجوم میں اپنی انفرادیت کو نمایاں کرنا خاصا دشوار کام تھا۔ مگر فن پر جلال الدین اکبر کی مکمل گرفت اور اظہار کی بے ساختگی نے ان کے لئے اس کام کو آسان بنا دیا۔ چنانچہ اُس دور میں جہاں رسائل میں متذکرہ بالا اصحاب کے کلام کی جستجو ہوتی تھی وہاں فہرستِ مندرجات میں جلال الدین اکبر کا نام پڑھ کر بھی قارئین ان صفحات پر جھپٹتے تھے اور انہیں کبھی ایک بار بھی مایوسی نہیں ہوتی تھی۔ اس کا سبب جلال الدین اکبر کی کہنہ مشقی اور قادر الکلامی تھی۔ وہ اونچے

Marfat.com

سے اونچے خیال اور گہری سوچ کا اظہار بھی تغزل کے لہجے میں حیرت انگیز سہولت سے کرتے تھے۔ ان کے فنی صحیفے کے بغیر بیسویں صدی عیسوی کے نصف اول کی تاریخِ شعر اردو نامکمل رہ جاتی۔

احمد ندیم قاسمی

0 0 0

اکبر صاحب کا محبوب عرصہ فکر غزل ہے۔ اور ان کے انداز فکر کو ہمارے اہل زبان صوبہ کے شعرا سے خاص مناسبت ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ نئی مغربی تحریکات جو آج کل پنجاب کی اردو شاعری کی رہنمائی کر رہی ہیں، اب تک اکبر صاحب کے لئے نمایاں طور پر موجب کشش ثابت نہیں ہوئیں۔ میری آرزو ہے کہ شاعر اکبر کی شاعری ہماری ادبی تاریخ میں اس خصوصیت کے ساتھ زندہ رہے کہ اس نے کشور ہند کی مشترکہ زبان کو دونوں مرکزوں، پنجاب اور اضلاع آگرہ و اودھ کی شاعری کے خصائص مختلفہ کے کامل امتزاج و وصال کا نظارہ پیش کیا۔

حمید احمد خان

وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی

0 0 0

مرحوم چوہدری جلال الدین اکبر قدیم ادبائے عرب کی زبان میں 'شاعر مطبوع' تھے۔ مراد ہے شاعری ان کی فطرت، مزاج اور طبیعت کا جوہری عنصر تھی۔ سید سلیمان ندویؒ نے تو ان کو پنجاب کا حسرت موہانی مان لیا، اور حدیہ ہے کہ اس عنفوانِ شباب کے مرحلے میں ....وقت کے ساتھ ساتھ جلال الدین اکبر صاحب کی شاعری، مواد، گداز، وسعتِ نظر، جدت بیاں وغیرہ عناصر کے باب میں باستقلال نموپذیر رہی، واضح ہے کہ اٹھان تو عام روایتی غزل کے روپ میں ہوئی تھی لیکن اس رُوپ میں بھی تازگی چشمک زن تھی۔ آگے چل کر اکبر کی غزل میں گیرائی اور گہرائی میں نمایاں اضافہ ہوا۔ قرآنی تشبیہ سے کام لوں تو عرض کروں کہ کلام جلال الدین اکبر ایک پاک پودے کی طرح ہے۔ جس کی جڑ مضبوط ہے اور شاخیں پنہائے آسمانی میں پھیلتی چلی گئی ہیں۔ جو قاری بھی اس کلام کو نگاہِ توجہ سے دیکھے گا محسوس کرے گا کہ سر تا سر جس جوہر کو حاوی اور نمایاں قرار دیا جا سکتا ہے وہ پاکیزگی ہے۔ ابو فراس صدانی

Marfat.com

کا مصرعہ ہے ''و غرس طلب غار سما فطابا'' جس پودے کا بیجنے والا پاک ہو وہ پودا پاک ہی پروان چڑھتا ہے۔ مرحوم چوہدری جلال الدین اکبر مرحلہ بہ مرحلہ اس طرح بڑھے کہ انہیں فقط غزل گو شاعر کہہ کے بات ختم نہیں کی جاسکتی۔ ان کے کلام میں متصوفانہ آہنگ بھی ترقی پذیر رہا۔ لغت کی چاشنی اور سپردگی میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ نیز قومی ملّی معاملات سے دلچسپی اور قوم و وطن کے امور میں شاعرانہ شمولیت میں بھی زور آتا گیا، اس اعتبار سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جلال الدین اکبر بھی اکبر الہ آبادی، حالی، علامہ اقبال، آزاد، اثر اور حفیظ جالندھری کی صف کے ایک فردِ عزیز تھے۔ وہ شاعر جنہوں نے اپنے شاعرانہ جوہر کو دینی قومی اور ملّی جہاد کا ترجمان بنایا وہ ہیں ہی کتنے ؟ ہاتھوں کی انگلیاں شاید ایسے اکابر کی گنتی سے زیادہ ہوں۔ پھر جب ہم اُمت کے شعرائے عظام کو دیکھتے ہیں تو بقول مولانا عبدالماجد دریا آبادی شعر کی دو صفیں واضح نظر آتی ہیں امراؤالقیس کی صف یعنی عیش و عشرت، لذتیت، جنسیت اور لااُبالی پن کی شاعری۔ دوسری صف وہ ہے جس کے امام حضرت حسان بن ثابتؓ ہیں جلال الدین اکبر رفتہ رفتہ دوسری صف میں جا شریک ہوئے۔ کتنے فخر کی بات ہے۔

پروفیسر مرزا محمد منور

0 0 0

آج اس واقعے کو گزرے ہوئے کم و بیش باسٹھ برس بیت چکے ہیں۔ ۱۹۲۶ء میں ایک نوجوان شاعر کا پہلا مجموعۂ کلام شائع ہوا تھا اور اس مجموعے کی اشاعت کے ساتھ یہ نوجوان برصغیر کے عام ادبی حلقوں میں موضوعِ گفتگو بن گیا تھا۔ یہ اس دور کا اولین شعری مجموعہ تھا، جو اپنے ساتھ بڑے شاعروں اور ادیبوں کے تحسین آمیز کلمات لے کر طلوع ہوا تھا۔ اس نوجوان شاعر کا نام جلال الدین اکبر ہے، اور مجموعے کا نام ''نقشِ ارژنگ''۔ جس زمانے میں اکبر کا پہلا مجموعۂ کلام نقشِ ارژنگ طبع ہوا تھا میں محض ایک طالب علم تھا۔ شعر و ادب سے شغف تھا۔ نئی کتابیں بازاروں میں دیکھتا تھا تو ضرور چاہتا تھا کہ سب کی سب حاصل کر کے گھر لے آؤں۔ مگر ظاہر ہے یہ خواب پورا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ البتہ یہ ضرور ہوتا تھا کہ جو کتاب بہت اچھی لگتی تھی وہ کسی نہ کسی طرح خرید ہی لیتا تھا۔ نقشِ ارژنگ کو جیسے ہی کسی دکان میں دیکھا اسے خرید لایا تھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جس شام یہ کتاب خریدی تھی اسے پڑھنا شروع کر دیا تھا اور

Marfat.com

جب تک اسے ختم نہیں کر لیتا تھا بستر پر لیٹا نہیں تھا۔ اکبر نے شروع میں نظمیں کہی ہیں۔ بعد میں نظم گوئی سے دور ہوتے گئے ہیں۔ اور اپنے دل و دماغ کی تمام صلاحیتیں غزل گوئی کے لئے وقف کرتے گئے ہیں۔ اکبر کی نظم اور غزل میں مجھے فنی حدود و قیود کے علاوہ کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ وہ طبعاً غزل گو ہیں۔ کبھی کبھی نظم بھی کہی ہے۔ مگر یہ نظم بھی غزل ہی کے انداز کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جلال الدین اکبر کی غزل ایسی غزل ہوتی ہے جسے پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاعر نے ہمارے اپنے جذبات کی ترجمانی کر دی ہے۔ اگر میں جلال الدین اکبر کی غزل کی وضاحت بڑے سادہ طریقے سے کرنا چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ غزل ان کے دل کی گہرائیوں سے نکلتی ہے اور پڑھنے والوں کے دلوں میں اتر جاتی ہے۔ ان کی غزل کی اس سے بہتر تعریف میں کر ہی نہیں سکتا۔ جلال الدین اکبر اردو کے خوش فکر، خوش گو اور حقیقتاً سچے غزل نگار ہیں۔ انہوں نے اردو غزل کو وہ خوبی دی ہے جسے حسنِ تغزل کہا جاتا ہے۔ آپ ان کی غزل پڑھتے ہیں تو آپ کی روح سرشار ہو جاتی ہے۔ اس سے بڑھ کر غزل کی اور کیا خوبی ہو سکتی ہے۔

مرزا ادیب

0 0 0

شاعری میں کلاسیکی روش کے شیدائی۔ اعتدال، سکون، متانت اور لطیف احساسات کے حامل شاعر جلال الدین اکبر کی کلیات ''نقوشِ اکبر'' آپ کے ہاتھ میں ہے۔ حسرت، فانی، یگانہ اور اصغر جیسے کلاسیکی رنگ کے حامل غزل گو شعرا کے بعد کلاسیکی مزاج کا اہم ترین اظہار جلال الدین اکبر کے یہاں ہوا ہے۔ پطرس بخاری نے توان کے نام کی رعایت سے ''جلالی طلبا'' کی ایک قسم دریافت کی تھی مگر جلال اُن کے یہاں ''برائے نام'' ہو تو ہو، نہ انکی ذات میں نظر آتا تھا، نہ شاعری میں دکھائی دیتا ہے۔ انہوں نے اپنی تہذیبِ نفس اس طرح کی کہ نام کے 'جلال' کو شاعری کے 'جمال' میں ڈھال لیا اور اپنی زندگی کی آخری ربع صدی حصولِ کمال کی کاوش میں صرف کی۔ اس دور میں کہ بیجا شور و شغب و ذوقِ خود نمائی روز افزوں ہے جلال الدین اکبر کی شاعری کا مطالعہ نفیٔ اَنا، خود سپردگی، لطیف نکتہ آفرینی اور زبان و بیان کے اعلیٰ معیار کا مطالعہ ہے جو ہمیں یہ بتاتا ہے کہ خود کو خرچ کر کے اپنے فن میں زندہ رہنے کے کیا معنی ہیں۔

ڈاکٹر سجاد باقر رضوی

Marfat.com

اپنے دور میں اکبر کی شہرت بر صغیر میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ ۱۹۲۶ء میں ان کا مختصر سا مجموعہ کلام شائع ہوا تو ان کی شہرت پر لگا کر اڑنے لگی۔ اکبر کی شاعری اپنی وضع قطع کے لحاظ سے کلاسیکی ہے لیکن موضوعات اور کیف واثر کے اعتبار سے وہ جدید طرزِ احساس کے شاعر ہیں۔ انہوں نے غزل کو ایک نئے آہنگ سے آشنا کیا جس کے وہ موجد بھی تھے اور خاتم بھی۔ ان کا سرمایۂ شعر مختصر ہے اور اگرچہ ان کے دورِ شہرت کے بہت بعد کلیات کی صورت میں شائع ہو رہا ہے تاہم ان کا نام اور مقام بہت پہلے متعین ہو چکا تھا اور اردو غزل کے ارتقا میں جلال الدین اکبر کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ تاریخ ادبِ اردو میں ان کے کارنامے زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔

ڈاکٹر وحید قریشی

0 0 0

ان کی شاعری جذبہ و فن کے خلوص اور صداقت کی شاعری ہے۔ "نقشِ ارژنگ" کی اشاعت کے ساتھ وہ پنجاب میں اردو غزل کے افق پر ایک روشن ستارے کی طرح نمودار ہوئے۔ ان کی غزل کو دیکھ کر کوئی بڑے سے بڑا اہل زبان، شاعر یا نقاد بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کسی غیر اہلِ زبان شاعر کا کلام ہے۔ ذکر و فکر، سکر و صحو، ذوق و شوق کی کیفیات سوز میں ڈوب کر بیان کرتے ہیں۔ بعض انتہائی نازک احساسات وواردات، روحانی تجربات و مشاہدات اور احوال و مقامات کو بڑی حسن کاری اور سپردگی کے انداز سے بیان کیا ہے۔ اس دور میں جناب اکبر خالص "رب کا" ہو گئے یعنی اکبر کا الٹ۔ رسول اکرم ﷺ کی شان اقدس میں آٹھ دس نعتیں بھی ہیں جو عشق رسولؐ میں ڈوب کر اپنے زمانے کی عام ڈگر سے ہٹ کر لکھی ہیں۔ یہ رسمی نہیں قلبی ہیں۔

بشیر ساجد

0 0 0

اگر میں اپنی طبیعت کے اقتضا کا لحاظ کرتا۔ تو اکبر صاحب کے ذاتی تعارف کی بجائے ان کے کلام کا تبصرہ کرنے کی خدمت اپنے ذمے لیتا۔ چونکہ تکلف بر طرف ان کی ذات کی بہ نسبت انکی شاعری میرے لئے کہیں زیادہ دلچسپیوں کا مجموعہ ہے۔ ہم جماعت تک ہمیشہ مذہبی، اخلاقی اور ملکی نظمیں لکھتے

Marfat.com

رہے۔ پھر غزل گوئی کا شوق پیدا ہوا۔ اس وقت سے غزل ہی کہتے ہیں۔ کبھی کبھار نظم بھی لکھتے ہیں۔ تعجب خیز بات یہ ہے کہ اتنا اچھا شاعر ہونے کے باوجود طبیعت میں غرور کا نام تک نہیں۔ اکثر شاعروں کی طرح دوسرے شاعروں پر حسد نہیں کرتے کیونکہ شاعری کو پیشہ قرار نہیں دیتے۔ آپؒ کے خلاف جو حساد لغو اور بے معنی مضمون لکھتے رہتے ہیں۔ ان کے بھی اچھے شعروں کی دل کھول کر داد دیتے ہیں۔ اکبر صاحب میں شرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ آپؒ کی فطرت خاموشی پسند واقع ہوئی ہے۔ مگر جب کوئی بات کرتے ہیں پتے کی کرتے ہیں۔ خود غرضی آپؒ میں نام کو نہیں۔ اس کے برعکس ایثار کا مادہ حد سے زیادہ ہے۔

ہادی حسین 'فلسفی'

ایڈیٹر 'ہزار داستان'

0 0 0

اکبر صاحب کہ میرے عزیز دوست بھی ہیں اور میرے شاگرد بھی۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے کافی سے زیادہ کامیابی حاصل کی ہے۔ تقریظات میں آپ ان کی کامیابی کے ثبوت ملاحظہ فرمائیں گے۔ میں صرف ان کی دو تین خصوصیات کی طرف اشارہ کروں گا۔ ایک یہ کہ ہر بات کو انداز کی رنگینی اور بیان کی شیرینی سے اس طرح ادا کرتے ہیں۔ گویا خود الفاظ شاداب ہو کر رنگ و بو میں غرق ہو گئے ہیں۔ فطرتی مناظر کو دیکھتے ہوئے ان کی آنکھوں پر مستی کا ایک ہلکا سا پردہ ہوتا ہے۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ حقائقِ کائنات کو بیان کرتے ہیں۔ مگر اس طرح کہ معمولی دل و دماغ والے آدمی بھی ان سے لطف اندوز ہو سکیں۔ بہت بڑے مصنف اور بہت بڑے شاعر اسی طرح کرتے ہیں۔ کہ عظیم الشان مسائل کو نہایت آسان زبان میں حل کر دیا جائے۔ تیسرے یہ کہ تراکیب کے تنوع اور رنگینی سے وہ کلام کو نہایت پُر زور بنا دیتے ہیں۔ چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ جذبات کے بیان میں وہ ایسے گداز الفاظ اور دردناک انداز سے کام لیتے ہیں کہ بے اختیار دل میں ایک درد محسوس ہوتا ہے۔

سیدؔ عابد علی صاحب عابدؔ

بی۔اے (آنرز) ایل۔ایل۔بی

0 0 0

Marfat.com

مجموعۂ کلام قلمی صورت میں میرے پاس آیا۔ گویا یہ پیام لایا۔ کہ اگر قدرت نے تجھ کو شاعر نہیں بنایا ایک مصرعہ موزوں کرنے یا موزوں پڑھنے کی صلاحیت نہیں دی تو کیا مضائقہ ہے۔ شعرا تجھ سے اپنے کلام پر رائے دریافت کریں گے۔

اور لکھ کہ پنجاب کے اکبر کا کلام ایسا ہے کہ اس کو کلام کہہ سکتے ہیں۔

حضرت اکبر الہ آبادیؒ کے نامِ نامی کی مشابہت ہمیشہ اکبر میرٹھی کے نام سے ہو جایا کرتی تھی۔ مگر شکر ہے۔ کہ باپ بیٹے کے بعد اب تیسری روح القدس نے بھی اپنا تخلص اکبر رکھا۔ پنجاب کی شاعری اب ترقی کر رہی ہے اور دہلی و لکھنو کا تیسرا ہمسر پیدا ہو رہا ہے۔ اکبر انہی ہونہار افراد میں ہیں۔ جو پنجاب کی عزت کو بڑھا رہے ہیں۔ کلامِ اکبر کی نسبت صرف یہی کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس میں سلاست ہے۔ نفاست ہے۔ اور اثر ہے۔

مصوّرِ فطرت حسن نظامی دہلوی

۱۱ فروری ۱۹۲۶ء

0 0 0

آپ کا مجموعہ غزلیات جا بجا اسے دیکھا۔ تعجب ہوا کہ پنجاب کی سرزمین اب کیا گل کھلانے والی ہے۔ آپ کی غزلیں نہایت ہموار نہایت شیریں ہیں۔ فارسی ترکیبوں کا اعتدال، ابتذال سے پرہیز اظہارِ جذبات میں احتیاط اور بلندی، الفاظ میں سادگی، آپ کو پنجاب کا حسرت موہانی کہنے پر مجبور کرتی ہے۔ خصوصاً چھوٹی بحروں میں آپ کی غزلیں حسرت کا نقش ثانی معلوم ہوتی ہیں۔ میں آپ کو آپ کی اس کامیابی پر دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ کبھی کبھی معارف کو بھی یاد رکھیئے گا۔

سیّد سلیمان ندوی

ایڈیٹر معارف اعظم گڑھ

۱۸ مارچ ۱۹۲۶ء

0 0 0

آپ کی غزلیں ماشاء اللہ بہت خوب ہیں۔ آپ کا طرزِ بیان اور رنگِ تغزل بہت دل فریب و دلنشین ہے۔ آپ کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ آپ پہلو میں دردمند دل رکھتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ

Marfat.com

آپ بھی نوجوان ہیں اور آپ کی شاعری بھی نوجوان ہے۔ لیکن آپ کی افتادِ طبیعت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مشق جاری رہی اور مطالعہ وسیع تر ہوتا گیا تو آپ کا رنگِ تغزل ابھی اور بھی نکھرے گا۔

مصوّر جذبات شبیر حسین جوشؔ ملیح آبادی

۳۰ جنوری ۱۹۲۶ء

0 0 0

اکبر کی زبان اور کلام کی پرواز اگرچہ اردو نظم کے تازہ سکول سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن اس کی بنیاد کلاسیکل ہے۔ اس مجموعے میں آپ کو غزلیں ملیں گی۔ مگر ان کا طرز بیان اور ماحول عام رندانہ شاعری سے جدا ہے۔ اکبر نے بہت اچھی زبان پائی جو رنگین بھی ہے اور شیریں بھی۔ مضامین اعلیٰ جذبات کو لئے ہوئے، بندش برجستہ اور اسلوب دلآویز ہے۔ کلام میں ولولہ انگیزی ہے۔ کیا اچھا کہتے ہیں۔

تصنع اور آورد جو کلام کے عیب ہیں آپ کے ہاں نہیں پائے جاتے۔ اکبر صاحب کی شاعری وہی جوہر ہے۔ جو قدرت نے ان کو عطا کیا۔ جو باتیں شاعری کے لئے ضروری ہیں وہ ان میں موجود ہیں۔ اگر مشق جاری رہی اور نظر ثانی سے محترز نہ رہے تو اِس سے زیادہ دلکش حسنِ کلام کے مالک ہو جائیں گے۔ جو انہوں نے عالم خیال میں کسی خاص ذات سے منسوب کیا ہے۔

علامہ پنڈت برج موہن کیفی

0 0 0

اکبر کی غزلوں کا قلمی مسودہ جو بطلب رائے میرے پاس آیا ہے۔ سرسری نگاہ سے میں نے دیکھا اور اس کی فارسی ترکیبوں کو دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔ کیوں کہ اب یہ رجحان عام ہے۔ لیکن یہ معلوم کر کے ضرور تعجب ہوا کہ یہ غزلیں اکبر نے اس وقت کہی تھیں۔ جب وہ میٹرک میں تعلیم پاتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اکبر کی نشو و نما اہلِ علم و صاحبانِ ذوق کے حلقہ میں ہوئی ہے۔ اور قدرت کی طرف سے ان کو اصلاح پذیر دماغ عطا ہوا ہے۔

نیاز فتح پوری
ایڈیٹر ”نگار“

Marfat.com

عزیز فاضل مسٹر جلال الدین اکبر کے بہت سے عقیدت مندوں میں سے میں بھی ہوں۔ میں انہیں اخلاقی اعتبار سے بہت اچھا سمجھتا ہوں۔ ان کے کلام کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ اکبر کے کلام میں حسرت کا رنگِ تغزل کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وہی ترکیبیں وہی رنگین پیرایۂ بیان اکبر کو حسرت کا ثانی کہوں تو بجا ہے۔

بلیغ الملک علامہ تاجور نجیب آبادی
پروفیسر ڈی۔ ایس کالج لاہور

0 0 0

مسٹر جلال الدین اکبر کا مجموعۂ کلام میری نظر سے گزرا۔ مجھے اس وقت اتنی فرصت نہیں۔ کہ صحیح تبصرہ کا حق ادا کر سکوں۔ البتہ مطالعہ سے یہ اندازہ ضرور ہوا۔ کہ اگر جناب موصوف کی دماغی نشوونما معتدل آب و ہوا میں ہوتی رہی تو طبیعت جلد رنگ پکڑ لے گی۔

ابو المعانی مرزا یاس یگانہ لکھنوی

0 0 0

روشن ہے روزگارِ اقلیم سخن — اکبر ہے تاجدارِ اقلیم سخن
فردوس خیال ہے تغزل اس کا — اللہ رے یہ بہارِ اقلیم سخن

صاحبزادہ سیدّ غلام رسول طاہر
ایڈیٹر نونہال

0 0 0

میں آپؒ کی شاعری سے متعلق بات آپؒ ہی کے ایک شعر پر ختم کرتا ہوں

میرے نغموں کی بدولت ہے زمینِ لاہور
رشکِ شیراز و صفا تنانا ہو یا ہو

Marfat.com

راہ سلوک میں مسافرت

اکبر کہ جسکے عشق و محبت کی دھوم تھی
سنتے ہیں آج عابدِ شب زندہ دار ہے

زمانۂ طالب علمی تھا۔ گورنمنٹ کالج کے ہر دل عزیز سٹوڈنٹ تھے اور جلال الدین اکبرؒ کی شہرت کا ستارہ آسمان پر اُڑا جا رہا تھا۔ داڑھی مونچھ صفا تھی۔ نہ نماز کی ہوش تھی اور نہ اولیائے اللہ سے کوئی نسبت۔ ساری شام دوستوں کے ساتھ لاہور کی سیر کرتے اور راتیں شعر و شاعری کی نذر تھیں۔ پطرس بخاری نے تو اپنے ایک مضمون ''لاہور کا جغرافیہ'' میں آپکی رعایت سے، جلالی طلبا کی ایک قسم دریافت کر ڈالی تھی۔ یہ سب کچھ تھا مگر آپؒ کا خمیر خالصاًللہ تھا۔

اس زمانے میں حضرت شیر محمد شرقپوریؒ صاحب کی بزرگی کا بہت شہرہ تھا۔ آپؒ فرماتے تھے کہ اکثر اُنؒ کے متعلق سنتا رہتا تھا۔ اُنؒ سے ملاقات کا تجسّس ایک روز حضرت اکبرؒ کو شرقپور شریف لے گیا۔ میاں شرقپوریؒ خود سخت پابندِ شریعت تھے اور اپنے پاس حاضر ہونے والوں کو بھی پابندیٔ شریعت کی تاکید کرتے رہتے تھے۔ کسی داڑھی منڈے کو اپنی مسجد اور مجلس میں دیکھنے کے روادار نہ تھے۔ آپؒ نمازِ عصر کے بعد شرقپور پہنچے۔ میاں صاحب مسجد میں ملاقات کرتے تھے، آپؒ کو بھی یہی حکم ملا۔ فرماتے تھے ''میں مسجد میں بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد میاں صاحبؒ تشریف لائے اور میرے گھٹنوں کیساتھ گھٹنے ملا کر بیٹھ گئے۔ مجھ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے جواب دیا جلال الدین۔ فرمایا جلال ہی جلال ہے دین نہیں ہے۔ دین کا جلال نہیں ہے۔ تین دفعہ میرا نام دریافت کیا اور میں نے اسی طرح عرض کیا۔ اور آپؒ نے تینوں دفعہ یہی فرمایا۔ پھر میرے کپڑے کا کالر پکڑ کر منہ میں لے لیا اور چوسنے لگے۔ فرمایا اس میں دودھ تو آتا نہیں۔ پھر اسکو میرے منہ میں دے دیا اور یہی فرمایا۔ مطلب کہ یہ تقلیدِ فرنگی بیکار چیز ہے۔ میں نوجوان تھا ئی تہذیب کا دلدادہ تھا مجھے یہ باتیں کچھ ناگوار گزریں۔ میاں صاحبؒ نے فرمایا تم میرے ساتھ رہو گے میرے مکان میں اور میرے ساتھ کھاؤ گے؟ میں اس کے لئے تیار نہ ہوا۔ پھر حضرت میاں صاحبؒ نے خادم کو حکم دیا کہ مجھے کھانا کھلائیں اور رات قیام کا بندوبست کریں۔ مگر مجھ پر میاں صاحبؒ کا اتنا دبدبہ خوف اور

Marfat.com

ہیبت سوار ہوئی کہ آپؒ کی محفل سے اُٹھ آیا۔ اُن دنوں لاہور سے شرقپور شریف صرف تانگے ریڑھے چلتے تھے مگر رات کے وقت کچھ نہ ملا۔ میں پیدل ہی چل پڑا۔ راستہ کچا اور غیر آباد تھا۔ ویرانے میں کبھی کتے گلے پڑ جاتے کبھی کسی کھڈ میں جا پڑتا۔ بھوک اور پیاس نے الگ ستار کھا تھا۔ راستے میں ایک کنواں چل رہا تھا۔ میں پیاس بجھانے اُدھر گیا تو بیلوں کے بدکنے سے قریب سویا ایک شخص اُٹھ بیٹھا اور مجھے چور سمجھ کر پکڑ لیا۔ جب اُس کسان کو صورت حال سے آگاہ کیا تو اُس نے کچھ بچا کچا کھانا بھی کھلایا اور سونے کے لئے ایک چارپائی مویشیوں والے کمرے میں ڈال دی۔ مگر مجھے کمرے اور بستر کی بدبو اور دل کی بے کلی نے ایک پل بھی سونے نہ دیا۔ میں نکل کر پھر لاہور کی طرف چل پڑا۔ بیس میل کا سفر رات کی سنسناتی تاریکی میں طے کر کے نڈھال، شکستہ حال صبح اپنے ہوسٹل پہنچا۔ کئی روز پاؤں میں چھالے پڑے رہے اور بخار رہا۔ یہ ایک ولی اللہ کا حکم نہ ماننے کی سزا مجھے ملی۔ کچھ دن سوچتا رہا کہ کیا کیا جائے۔ اللہ سے گڑ گڑا کر عاجزانہ دعائیں کیں کہ یا اللہ مجھے اپنا صحیح سیدھا راستہ دکھا اور اس پر چلنے کی توفیق دے"۔ آپؒ ہنس کر فرمایا کرتے آخر حضرت میاں صاحبؒ کے در کی ہی گدائی ملی۔ جب حضرت حاکم علیؒ سے وابستہ ہوئے تو ایک روز اُنکی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت صاحبؒ نے مسکراتے ہوئے پوچھا "شرقپور شریف کیسے گئے تھے"؟ آپؒ چپ رہے۔ حضرت حاکم علیؒ فرمانے لگے "اب تو تم شرقپور کے ہی ہو گئے"۔

"مسلمان ہونے سے پہلے" آپؒ نماز کو فقط ایک ورزش قرار دیتے تھے۔ ایک دفعہ ملک محمد یوسف کے ساتھ بازار میں گھوم پھر رہے تھے کہ اذان ہوئی۔ ملک صاحب نے قریبی مسجد میں نماز ادا کرنے کی خواہش کی تو آپؒ نے کہا تم نماز پڑھو میں تمہاری جوتی کی حفاظت کرتا ہوں۔

۱۹۳۱ء کے لگ بھگ کا واقعہ ہے آپؒ چوہدری علی محمد (ہیڈ ماسٹر شیرانوالہ گیٹ سکول) کے مکان میں اُن کے ساتھ رہتے تھے۔ جوانی کا زمانہ تھا ادبی مصروفیات زوروں پر تھیں اور دین کی طرف کوئی توجہ نہ تھی۔ ایک دن چوہدری صاحب کی غیر حاضری میں ایک نامعلوم شخص پُر تکلف کھانا دے گیا۔ چوہدری صاحب گھر واپس آئے تو آپؒ نے انہیں کھانا پیش کیا۔ پوچھا کون دے گیا ہے؟ آپؒ نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس پر چوہدری صاحب نے کہا جلال الدین یہ کھانا تم کھا

Marfat.com

لو میں نہیں کھاؤں گا۔ پتا نہیں جائز کمائی کا ہے کہ نا جائز کا؟ حضرت صاحبؒ فرماتے تھے "حلال و حرام کی اتنی باریک تمیز نے میرے دل پر ایک چوٹ سی لگائی اور میری آنکھیں کھل گئیں۔ میں نے اس کے بعد نماز کی طرف توجہ دینی شروع کر دی"۔

حضرت اکبرؒ جب ڈھولن وال میں رہائش پذیر تھے تو قریب ہی چوک یتیم خانہ کے ساتھ حضرت حاکم علی ابو الرضاؒ کا بیت الرضا اور مسجد تھی۔ یہ اُس سڑک پر واقع ہے جو اچھرہ کو ملتان روڈ سے ملاتی تھی۔ آپؒ کے ایک عزیز دوست ذیلدار میاں عبد الرشید آپؒ کو اکثر حضرت حاکم علیؒ سے ملنے پر اکساتے تھے مگر آپؒ ٹال مٹول کر جاتے۔ ایک روز آپؒ اچھرہ سے پیدل گھر آرہے تھے کہ کھیتوں میں بیٹھے حضرت حاکم علیؒ سے نظریں ملیں اور آپؒ کی دلی کیفیت ہیجان ہو گئی۔ آپؒ اسی لمحہ فنا فی الشیخ ہوئے۔ ایک آدھ دن حالت غیر رہی۔ پھر آپؒ حضرت صاحب سے ملنے بیت الرضا تشریف لے گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے حضرت صاحب نے دروازہ کھولے بغیر فرمایا "جلال الدین آپؒ نے بڑا انتظار کروایا ہم تو کب سے آپؒ کے منتظر ہیں"۔ پھر دروازے پر ہی یسرنا القرآن پڑھنے کی تاکید کی اور دوبارہ آنے کا کہا۔ آپؒ اس موقع پر اپنا حال دو غزلوں میں 'عرض حال' (صفحہ ۱۱۳) کی صورت لکھ کر لے گئے تھے۔ حضرت صاحبؒ نے پڑھیں اور فرمایا یہ تو آپؒ میرا حال لکھ لائے ہیں۔ اس ملاقات کے متعلق حضرت اکبرؒ نے اپنے ایک روحانی دوست کو خط میں لکھا "میری پیدائش ۱۹۳۸ء میں ہوئی جب کہ میں ایک ساعتِ سعید میں فخر الاولیاء حضرت ابو الرضاؒ کے آستانۂ مبارک پر حاضر ہوا"۔ اس کے بعد آپؒ روزانہ حضرت صاحبؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت صاحبؒ نے جمعہ کا دن آپؒ کی حاضری کے لئے مقرر فرمایا۔ حضرت اکبرؒ فرماتے کہ دل مرشدِ مبارکؒ کیلئے کبھی اتنا بیقرار اور بیکل ہوتا کہ میں دوسرے دنوں اور اوقات میں بھی حاضرِ خدمت ہو جاتا۔

حضرت حاکم علیؒ فرمایا کرتے کہ طالبین کو علیحدہ علیحدہ آنا چاہیئے تاکہ اخفائے حال رہے۔ نیز فرماتے کہ محبت ہے تو آنے کا فائدہ ہے اور کچھ حاصل ہوتا ہے اور اگر محبت نہیں تو کچھ فائدہ اور حصول نہیں ہوتا۔ محبت دور سے بھی اپنا اثر دکھاتی ہے۔

Marfat.com

حضرت اکبرؒ فرمایا کرتے تھے کہ آپؒ کے مرشدِ مبارکؒ بہت خوبصورت اور وجیہہ تھے۔ دراز قد اور کشیدہ جسم، کسی کی طرف نگاہ نہ اٹھاتے تھے اور نظریں نیچی رکھتے تھے۔ اگر کسی کی جانب نگاہ بھر کر دیکھ لیتے تو وہ مجذوب ہو جاتا تھا۔ میاں صاحبؒ کے پہلے خلیفہ حاجی اللہ دتہ گناچوری تھے۔ حضرت حاکم علیؒ وظائف کم بتاتے تھے اور استغفار اور ذکرِ قلبی پر زور دیتے تھے۔ فرماتے ذکر سب سے افضل ہے اور روحانی ترقی کا موجب بھی۔ حضرت اکبرؒ فرماتے تھے "میں نے مرشد مبارکؒ کے ہر سبق کو اُن کے بتائے ہوئے طریقے سے ذوق و شوق سے جاری رکھا۔"

حضرت حاکم علیؒ سے ملاقات کے بعد آپؒ کے حکم پر حضرت اکبرؒ نے یسرنا القرآن اور پھر قرآن ناظرہ پڑھا۔ فرماتے کہ نورانیت کا اسقدر ظہور ہوتا تھا کہ ایک تختہ سیاہ کو اپنے سامنے موجود پاتے تھے۔ اور اس پر کوئی قرآن پاک کے الفاظ لکھتا اور بولتا جاتا اور آپؒ پڑھ کر ذہن نشیں کرتے جاتے۔ اس طرح غائب استاد سے ناظرہ قرآن کی تعلیم مکمل کی۔

حضرت اکبرؒ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ آپؒ حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پاک پر مراقبہ کر رہے تھے کہ حضرت حاکم علیؒ تشریف لے آئے۔ اُس وقت داتا گنج بخشؒ آپؒ پر شفقت فرما رہے تھے۔ حضرت حاکم علیؒ نے داتا گنج بخشؒ صاحب کو سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور آپؒ جلال الدین کو مجھے ہی عنایت کر دیں۔ داتا صاحبؒ مسکرائے اور حضرت اکبرؒ کا ہاتھ حضرت حاکم علیؒ کے ہاتھ میں دے دیا اور جانے کی اجازت فرمائی۔

ایک روز حضرت حاکم علیؒ نے آپؒ سے فرمایا کہ نماز تہجد پڑھا کرو۔ آپؒ نے سوچا میں تو پنجوقت نماز میں بھی کوتاہی کرتا ہوں۔ عرض کی جناب اُٹھنا مشکل ہے۔ مرشدِ مبارک نے فرمایا تم ارادہ کرو اٹھا ہم دیا کریں گے۔ آپ فرماتے تھے کہ اُس رات سے میاں صاحبؒ کی آواز کان میں پڑتی تھی اور میں اُٹھ جاتا تھا۔ پھر کبھی خود کبھی میاں صاحبؒ کی آواز یا کوئی اور آواز سنائی دیتی تھی اور میں اُٹھ بیٹھتا تھا۔

۱۹۴۰ء میں حضرت حاکم علیؒ نے حضرت اکبرؒ کی روحانی سمجھ بوجھ، حسن سیرت، عقیدت مندی اور کامل تصورِ شیخ کے پیش نظر اپنا خرقۂ مبارک دے کر خلافت عطا کی۔ خلافت

Marfat.com

ملنے کے بعد آپؒ نے داڑھی رکھی۔ حضرت حاکم علیؒ آخری عمر میں بہت علیل ہوئے تو حضرت اکبرؒ نے ایک منظوم دعا مانگی۔ نہیں ہے بے سبب اپنی یہ نغمہ پیرائی (صفحہ ۱۴۱)۔ حضرت حاکم علیؒ کا وصال جنوری ۱۹۴۱ء میں ہوا۔

کچھ عرصہ بعد آپؒ نے حدیث پڑھنے کا ارادہ کیا۔ اپنے سکول میں عربی و حدیث کے ایک استاد مولوی محمد شفیع صاحب سے مدد لی اور سکول کے بعد اُن سے احادیث کی تعلیم لینے لگے۔ ابتدائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۹۴۷ء کے ہنگاموں میں مولوی محمد شفیع صاحب شہید ہوئے۔ اسکے بعد سکول کے ایک اور معلم مولوی محمد اسحاق صاحب سے آپؒ سبقِ حدیث لینے لگے۔ مگر تسلی و تشفی نہ ہوتی اور تشنگی رہ جاتی۔ آپؒ نے خود عربی لغت کی مدد سے کوشش جاری رکھی۔ بلوغ المرام سے ایک دفعہ ایک حدیث اکیلے بیٹھے پڑھ رہے تھے۔ فرماتے سمجھ نہیں آرہی تھی اور تھک کر اُونگھ آگئی۔ اس عالم میں حضور رسالتمآب ﷺ حضرت علیؓ کے ہمراہ تشریف لائے اور خودؐ حدیث پڑھائی اور مطالب کی وضاحت فرمائی۔ پھر دعا فرمائی اور مجھ سے فرمایا اب تمہارے لئے حدیث کا علم سہل کر دیا گیا ہے۔ حضرت اکبرؒ فرماتے کہ بعد ازاں میں نے اللہ کے فضل و کرم سے خوب خوب احادیث پڑھیں۔ مشکوۃ شریف اور صحیح بخاری مفصل پڑھیں۔

میں ہوں تلمیذِ صاحبِ لولاکؐ
کس کو یہ مرتبہ میسر ہے

آپؒ کو حضرت علیؓ سے خواب میں بیعت حاصل ہوئی آپؒ فرماتے تھے کہ حضرت علیؓ کے آپؒ پر بہت الطاف و اکرام ہیں۔ اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بھی خواب میں کئی دفعہ زیارت ہوتی اور اُنہوںؓ نے آپؒ پر بڑی توجہ اور مہربانیاں فرمائیں۔ حضرت جلال الدین اکبرؒ کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ اور سلسلہ قادریہ میں مرید کرنے کی اجازت تھی۔

Marfat.com

حبِ رسول ﷺ

تصوف اور روحانیت عشقِ نبوی ﷺ کے بغیر نامکمل ہیں۔ سلسلہ ء طریقت کی زنجیر حلقہ بہ حلقہ اولیاء اللہ اور صحابہ کرامؓ سے حضرت محمد ﷺ تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح تصورِ شیخ میں گم صوفی فنافی الشیخ سے فنافی الرسول کی منزل تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور فنافی اللہ کی منازل ایک ہی ہیں تو غلط نہ ہوگا۔

حضرت اکبرؒ کا بھی یہی حال ہوا فنافی الشیخ تو پہلی نظر میں ہوئے عشقِ رسول ﷺ میں ایسے ڈوبے کہ ہر لمحہ آپؐ کی یاد میں کھوئے ہوئے آپؐ پر درود بھیجتے۔ مطابعتِ رسولؐ کا عالم یہ تھا کہ ہر دم سوتے جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، ملتے جلتے بالارادہ سنتِ نبویؐ کے اتباع کی جستجو میں رہتے۔ فرمایا

شاہوں کی بارگاہیں اوروں کو ہوں مبارک
میں بندۂ حقیرِ عشقِ محمدیؐ ہوں

کہتے ہیں کہ عشق جب ایک حد سے تجاوز کر جاتا ہے تو حسن و عشق، عاشق و معشوق میں فرق مٹ جاتا ہے۔ جتنا اللہ اور اس کے خاص بندوں سے پیار و محبت ہوتا ہے اُس سے زیادہ وہ لوٹاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے بھی آپؒ کو بہت فیض پہنچایا۔ آپؒ کو اکثر حالتِ بیداری، حالتِ سکر اور حالتِ خواب میں حضور ﷺ کی زیارتِ بابرکات ہوتی۔ ایک موقع پر مجھ سے فرمایا میں جب اپنے کمرے میں جاتا ہوں تو مجھے یہاں اتنی بار آقائے نامدارؐ کی زیارت ہوئی ہے کہ روشنی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ ہر طرف آپؐ کا نور ہی نور دکھائی دیتا ہے۔

آپؒ کسی کو بیعت نہ کرتے تھے مگر پھر فخرِ موجودات ﷺ کے حکم پر آپؒ نے پہلا مرید کیا۔

گوجر خان میں انجمن حمایتِ اسلام کا ایک ہائی سکول تھا۔ وہاں کے ہیڈ ماسٹر کے قابلِ اعتراض رویہ نے انجمن والوں کو عاجز کر دیا تھا۔ کوئی اُسکی جگہ لینے کو تیار نہ تھا۔ آخر قرعہ حضرت اکبرؒ کے نام نکلا۔ آپؒ نے یہ چیلنج قبول کیا اور بفضلِ خدا چند روز میں حالات پر قابو پا کر انجمن والوں کو ششدر کر دیا۔ فرماتے تھے کچھ عرصہ گوجر خان میں ہیڈ ماسٹر رہا وہاں تکلیف تھی

Marfat.com

اور میں لاہور واپس آنا چاہتا تھا۔ لیکن انجمن نے ملتان روڈ سکول میں میری جگہ ایک اور صاحب کی تقرری کر دی تھی اور کوئی پوسٹ لاہور میں خالی نہ تھی۔ ان حالات میں میں نے ایک روز گوجر خان سے باہر ایک الگ تھلگ مزار پر کشفِ القبور کا عمل کیا۔ پھر شاہِ لولاک کا مزارِ مبارک مٹی سے بنایا۔ اُس پر انگلی سے کلمہ گرداگرد لکھا اور آقائے دو عالم ﷺ کا تصور باندھ کر درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد عالمِ رویا میں دیکھا کہ رسولِ مقبول ﷺ چند صحابہ کرامؓ کے ہمراہ گھوڑوں پر سوار لاہور کی طرف تشریف لیجا رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے گھوڑے پر سوار کیا بعض ہمراہی بزرگوںؓ کو ناگوار گزرا کہ ایک معمولی گمنام آدمی کو حضور اکرم ﷺ نے یہ سرفرازی بخشی۔ بہر کیف جب میں اپنی اصلی حالت میں آیا تو دل مطمئن تھا کہ اب میرا تبادلہ لاہور ہو جائے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ چند روز میں ملتان روڈ سکول میں تقرری کا حکم نامہ آ گیا۔

ایک دفعہ آپؒ موگا (ضلع فیروز پور، ہندوستان) گئے۔ حسبِ عادت مسجد میں قیام کیا اس مسجد میں ایک اور بزرگ بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ آپؒ سے بہت متاثر ہوئے اور خوش ہو کر فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو۔ آپؒ نے پوچھا کیا آپ کے پاس حُب کا عمل ہے۔ اُنہوں نے فرمایا ہاں ہے۔ آپؒ نے دوسرا سوال کیا کیا دستِ غیب بھی ہے؟ اُنہوں نے پھر اثبات میں جواب دیا۔ حضرت اکبرؒ نے سوچا دستِ غیب سے پیسہ بنا کر خلقِ خدا کی خدمت کر سکوں گا۔ اس لئے دستِ غیب کی درخواست کی۔ اُن بزرگوار نے دونوں عمل عطا فرمائے۔ حضرت اکبرؒ فرماتے تھے دستِ غیب دس دن کا وظیفہ تھا۔ گھر آ کر شروع کر دیا۔ آٹھویں رات خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی آپؐ کے ہمراہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ تھے حضورؐ مصلیٰ پر تشریف فرما تھے اور آپؓ ان کے بالکل پیچھے کھڑے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں کیا آپؐ رزقِ دنیا کے لئے دعا مانگ رہے ہیں۔ رسول پاکؐ نے قدرے ناخوشی سے فرمایا کہ اے عمرؓ کیا تو سمجھتا ہے کہ میں دنیا کا طالب ہوں۔ پھر آپؐ تشریف لے گئے۔ میں سمجھ گیا کہ آپؐ کو دستِ غیب پسند نہیں لیکن سوچا جب تک بطور خاص منع نہیں فرماتے تب تک یہ وظیفہ جاری رکھوں گا۔ نویں رات رسالتماب ﷺ پھر تشریف لائے۔ آپؐ کے ساتھ حضرت علیؓ تھے۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر قدرے تکدر کے آثار تھے۔ آپؑ نے فرمایا اے علیؓ اس شخص کو منع کر دو کہ دستِ غیب سے باز آجائے اور پھر آپؐ اور حضرت علیؓ چلے گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت اکبرؒ نے وظیفہ ترک کر دیا گو تکمیل میں ایک روز باقی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے دوسرے دروازے کھول دیئے اور آپؒ اپنی ضروریات کے علاوہ کئی اہلِ حاجت کی خفیہ مدد فرماتے رہے۔

سن ۱۹۴۰ء کا واقعہ ہے کہ آپؒ نے چند روز کے وعدے پر ایک شخص سے چالیس روپے قرض لئے مگر تنخواہ کسی تکنیکی وجہ سے وقت پر نہ مل سکی اور وعدہ خلافی ہوتی دکھائی دی۔ بہت پریشان تھے اور بہت گھبرائے۔ بروز وعدہ مسجد میں نمازِ فجر کے بعد تشریف فرما تھے کہ ایسا لگا کہ جیسے اُڑتا ہوا پانچ روپے کا نوٹ آرہا ہے۔ آپؒ نے سوچا اس سے تو میری ضرورت پوری نہ ہوگی۔ اس پر ایک کے بعد ایک سات اور نوٹ اُڑتے ہوئے آپؒ کی طرف آئے۔ جب گھر تشریف لائے اور کاغذات کی صندوقچی کھولی تو اس میں چالیس روپے موجود تھے۔ گویا اللہ نے غیب سے ضرورت پوری کردی۔ یہ سلسلہ کچھ عرصہ جاری رہا۔ جب بھی آپؒ کو روپے کی اشد ضرورت ہوتی الماری سے، کتاب سے یا کسی کپڑے وغیرہ کے نیچے اوپر سے آپؒ کو حسبِ ضرورت رقم مل جاتی۔ آپؒ کو اس صورتِ حال سے شرم سی محسوس ہونے لگی اور آپؒ نے اللہ سے شرمساری وعاجزی میں دعا کی کہ یا میرے مولا میری ضروریات کسی اور طریقہ سے پوری فرمادیا کر۔ تو یہ سلسلہ بند ہوگیا۔

آپؒ ایک بار سکول کے ساتھ پکنک پر تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو سارے جسم پر پھنسیاں سی نکل آئیں۔ بہت تکلیف میں تھے یہاں تک کہ آنکھیں بند ہوگئیں اور اُٹھنا بیٹھنا دشوار ہوگیا۔ 'چھپاکی' کی طرح کا مرض تھا اور آرام کسی دوا سے نہ آرہا تھا۔ اسی حالت میں ایک روز چارپائی پہ دراز کراہ رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاءِ راشدینؓ تشریف لائے۔ حضرت علیؓ نے ایک دوا تجویز فرمائی مگر حضرت عثمانؓ نے دوسری دوا تجویز فرمائی۔ حضرت عمرؓ نے دونوں سے اتفاق نہ کیا اور ایک اور دوا تجویز فرمائی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے تینوں سے الگ چوتھی دوا تجویز فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا اسے صمغ عربی دینی چاہیئے۔ یہ زیارت آپؒ کو حالتِ خواب میں نہیں بلکہ جاگتے ہوئے ہوئی۔ جب ڈھولن وال کے نو مسلم حکیم اور آپؒ کے معالج

Marfat.com

جناب دیندار صاحب، جو اسم با مسمی تھے، حال پوچھنے آئے تو آپؒ نے صمغ عربی کے متعلق پوچھا۔ وہ حیران ہوا اور کہا کہ یہ تو کیکر کی گوند ہے اور یقیناً اس بیماری کا بہترین علاج ہے۔ میں اب تک غلط علاج کرتا رہا۔ حضرت اکبرؒ فرماتے تھے کہ طریقہ استعمال حکیم صاحب نے بتایا۔ اس دوا سے ایک دن میں صحت یاب ہو گئے اور پھر کبھی یہ تکلیف نہ ہوئی۔

حضرت جلال الدین اکبرؒ ہمیشہ نیا لباس بڑے اہتمام اور مخصوص طریقہ پر جمعہ والے دن، نماز جمعہ کی نیت سے زیب تن کرتے تھے۔ پانی پر کلام پاک کی آیات پڑھ کر اُسے نئے جوڑے پر چھڑکتے پھر کپڑے پہنتے۔ ہمیشہ دائیں طرف سے پہنتے اور بائیں طرف سے اُتارتے۔ نیا جوڑا پہن کر دو نفل شکرانے کے پڑھتے۔ فرماتے اگر یہ اہتمام کیا جائے تو لباس بھی آپ کے ساتھ ذکر میں رہے گا۔ پرانا جوڑا کسی فقیر، مسکین یا مستحق دوست عزیز یا رشتہ دار کو عنایت کرتے۔ فرماتے اس میں بڑا اجر و ثواب ہے۔ ایک دفعہ آپؒ اسی طرح نیا جوڑا پہن کر بیٹھے تھے کہ آپؒ کو حضرت محمد ﷺ کی زیارت ہوئی۔ اس بار آپؐ کے ہمراہ حضرت عائشہؓ تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے بھی آپؒ سے مشابہ لباس زیب تن فرما رکھا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہ شخص جس طریقے سے نئے کپڑے پہنتا ہے یہ طریقہ حدیث شریف میں تو نہیں۔ اس پر شافع روزِ جزاؐ رحمت اللعالمینؐ نے شفقت بھری نگاہ حضرت اکبرؒ پر ڈالی اور مسکرائے۔ حضرت اکبرؒ سمجھ گئے کہ رسالتمابؐ نے آپؒ کا طریقہ پسند فرمایا ہے اور اس سے متفق ہیں۔

ایک دفعہ فرمایا۔"میں لیٹا ہوا اشعار پڑھنے لگا اور پھر پنجابی میں چند نعتیہ اشعار ارتجالاً ہو گئے۔ میں اُنہیں گنگناتے ہوئے اونگھ سا گیا۔ اس عالم میں حضور ﷺ تشریف لائے اور مجھے دیکھتے ہوئے ایک جانب سے دوسری جانب گزر گئے۔ اس سے پہلے دیکھا کہ آقائے نامدارؐ ایک چار دروازوں والے کمرے میں رونق افروز ہیں۔ بہت متفکر بلکہ ملول سے دکھائی دیتے ہیں۔ مجھے تشویش ہوئی اور ساتھ ہی سوچنے لگا کہ دیکھوں آپؐ کونسے دروازے سے باہر تشریف لیجاتے ہیں۔ جب سرورِ کائنات ﷺ اٹھے تو دیکھا کہ جس در سے آپؐ باہر نکلے اُس پر "باب ابو حنیفہ" نقش تھا۔ میں نے جانا کہ آنحضور ﷺ فقہ حنفیہ کو ترجیح دیتے ہیں۔"

Marfat.com

آپؒ اپنے روحانی ساتھیوں کے ساتھ ہر جمعرات کو بعد نماز عصر ختمِ خواجگان پڑھتے تھے۔ ایک جمعرات یہ ختم لٹن روڈ پر آپؒ کے گھر، باہر باغیچہ میں جاری تھا۔ نثار صاحب شجرۂ طیبہ پڑھ رہے تھے کہ حضرت اکبرؒ نے اپنی گردن مودبانہ جھکادی اور سب مریدین نے نہایت نفیس اور عمدہ خوشبو کا جھونکا محسوس کیا، جو کافی دیر تک موجود رہا۔ ختم کا سلسلہ مکمل ہوا تو حضرت اکبرؒ نے بتایا کہ حضور ﷺ ہماری محفل میں تشریف لائے تھے اور آپؐ ہمیں ختم خواجگان پڑھتے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

آپؒ حضور اکرم ﷺ کی سیرت پر جامع کتب کے مطالعہ پر بہت زور دیتے تھے۔ فرماتے درود شریف پڑھتے جاؤ اور حضور ﷺ کی زندگی کا کوئی واقعہ تصور میں لاؤ۔ اس پاک تصور میں غرق ہو گئے تو حضوری نصیب ہو جائے گی۔ اکثر مثال دیتے کہ آپؒ فتح مکہ کا تصور کئے ہوئے تھے کہ آپؒ نے حضور اکرم ﷺ کی اونٹنی، اسکی اِدھر اُدھر کی حرکاتِ گردن اور آنحضور ﷺ کی اُس پر سواری کا مشاہدہ کیا۔

آپؐ کو دیکھنا میسر ہے
اپنی خوش قسمتی پہ نازاں ہوں

آپؒ کثرت سے درود شریف پڑھتے تھے نیز فرماتے کہ آنحضور ﷺ کے قرب کے لئے درود شریف خوب پڑھنا چاہیے۔ کمال ادب اور خضوع کے ساتھ۔ بایں تصور پڑھیں کہ حضور ﷺ سامنے تشریف فرما ہیں۔ سینہ مبارک کی جانب متوجہ ہوں جہاں سے انوار طلوع ہو رہے ہیں اور سمجھیں کہ انکو اپنے سینے میں جذب کر رہا ہوں۔ ذکر الٰہی اور درود شریف کی کثرت روحانی ترقی کے لئے اکسیر ہیں۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر حال میں ذکر کرنے کی تاکید فرماتے۔

جنونِ شوق اے کاش اتنا عالمگیر ہو جائے
جس شے پر نظر ڈالوں تیری تصویر ہو جائے

Marfat.com

آپؒ اکثر فرماتے کہ چھوٹی چھوٹی آنحضور ﷺ کی سنتیں ہیں جنکا خیال رکھنے سے بہت اجر ملتا ہے۔ آپؒ کا عشق اُس مقام کو چھو رہا تھا کہ آپؒ کے باطن کی آنکھ روشن و منور تھی اور آپؒ اکثر حضور اکرم ﷺ کے جلوؤں سے سرفراز ہوتے رہتے۔

ے میں ہوں در پہ اُس کے پڑا ہوا مجھے اور چاہیے کیا بھلا
مجھے بے پری کا ہو کیوں گلا میری بے پری پر وبال ہے

لگ بھگ ۱۹۸۰ء لٹن روڈ، 'الفیض' کے صحن میں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ طیبہ نقشبندیہ مجددیہ

~ میرے لئے ہے مشعل راہ اسوۂ روشن ماہِ عربؐ

مرکزِ کائنات، منیر العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

یارِ غار حضرت ابوبکر صدیقؓ
حضرت سلمان فارسیؓ
حضرت قاسم بن محمدؒ
حضرت جعفر صادقؒ
حضرت بایزید بسطامیؒ
حضرت ابوالحسن خرقانیؒ
حضرت ابوعلی فارمدیؒ
حضرت یوسف ہمدانیؒ
حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ امامِ جواجگان
حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ
حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ
حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنیؒ
حضرت خواجہ محمد بابائے سماسیؒ
حضرت خواجہ سید امیر کلالؒ
حضرت خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبندؒ
حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ
حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ

شیرِ خدا حضرت علیؓ
حضرت حسن بصریؒ

حضرت حبیب عجمیؒ
حضرت جنید بغدادیؒ
حضرت ابوبکر شبلیؒ
حضرت عبدالقادر جیلانیؒ
(سلسلہ قادریہ)

حضرت عبدالواحد بن زیدؒ
(سلسلہ چستیہ)

Marfat.com

حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ

حضرت خواجہ محمد زاہد ولیؒ

حضرت خواجہ مولانا درویش محمدؒ

حضرت مولانا خواجگی امکنگیؒ

حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ

حضرت امام ربانی شیخ احمد بدرالدین مجدد الف ثانیؒ

حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیؒ

حضرت خواجہ شیخ عبدالاحدؒ بن محمد سعیدؒ

حضرت خواجہ محمد حنیف کاہلیؒ

حضرت مولانا شیخ زکیؒ

حضرت شیخ محمد بوالمساکینؒ

حضرت مولانا خواجہ زمانؒ

حضرت مخدوم قاضی احمدؒ

حضرت سید حسینؒ

حضرت سید امام علیؒ

حضرت صادق علی شہؒ

حضرت بابا امیر الدینؒ

حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ

حضرت حاکم علی بوالرضاؒ

حضرت جلال الدین اکبرؒ

حضرت چوہدری نوازؒ — حضرت رانا محمد نثار احسان — حضرت حبیب احمد

حضرت خواجہ سیف الدینؒ

حضرت سید نور محمد بدایونیؒ

حضرت شمس الدین جانجاناںؒ

حضرت شاہ عبداللہ غلام علی دہلویؒ

حضرت شاہ ابو سعیدؒ

حضرت شاہ احمد سعیدؒ

حضرت شاہ محمد عمرؒ

حضرت دوست محمد قندھاریؒ

حضرت سید ملا تاج محمدؒ

حضرت سید ملا محمد عظیمؒ

حضرت بابا صاحب جان زارتیؒ

حضرت سید احمد سعید شاہ زارتیؒ

حضرت محمد نادر حارثؒ

حضرت پیرزادہ محمد محبوب آغا جی مدظلہ العالی

حضرت حاجی عبدالرحمن — حضرت کاکا عبدالرشید — حضرت محمد یونس ملنگ — حضرت شاہ سلمان قیصر — ڈاکٹر علی عاطف گوہیر

امام آخر زمان حضرت امام مہدیؑ کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ سے ہو گا۔
اور آپؑ حضرت امام ابو حنیفہ کے مسلک کی ترویج و اشاعت فرمائیں گے

Marfat.com

سالکین حق کی تربیت

؎ اگرچہ علم میں بھی اک سرور ہے اے دوست
مگر وہ بات کہاں اس میں جو نگاہ میں ہے

آپؒ کو مرشدِ مبارک حضرت حاکم علیؒ نے جب ذکر کی بیش قیمت و سدا بہار نعمت سے نوازا تو فرمایا "جلال الدین آج میں نے اپنا سب کچھ تمہیں دے دیا۔" ۱۹۴۱ء کے اوائل میں حضرت حاکم علیؒ کا جب وصال ہوا تو اکبرؒ سارا وقت ملول رہتے تھے۔ پریشاں حال اور بیدل۔ کسی کام میں جی نہ لگتا تھا۔ اپنی اجڑی دنیا میں مرشد کے قرب میں گذارے لمحاتِ مقدسہ کو یاد کرتے رہتے تھے۔ اس حال میں چند افراد آپؒ کے پاس آئے اور مرید ہونے کے متمنی ہوئے مگر آپؒ نے انکار کر دیا۔

آپؒ فرماتے تھے پھر ایک دفعہ میں سانده کلاں میں حضرت شیر محمد شرقپوریؒ کے خلیفہ حضرت حکیم محمد رمضانؒ کے پاس گیا۔ وہ اپنے گھر کے قریب ایک مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے تھے اور "قطرۂ رحمت" کے نام سے مطب کرتے تھے۔ اصلاحی و رفاعی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور لوگوں کو اُن سے بہت فیض پہنچ رہا تھا۔ حضرت اکبرؒ سے بہت عقیدت رکھتے تھے اور آپؒ کو اکثر اعلیٰ و مزیدار، اپنے بنائے ہوئے مشروبات پیش کرتے تھے۔ ادائیگی نماز کے بعد محترم رمضان صاحبؒ نے مجھے مخاطب کر کے کہا بھائی صاحب آپؒ سلسلۂ بیعت شروع کیوں نہیں کرتے۔ کیا آپؒ لوگوں کو دوزخ سے جنت کی طرف لانا پسند نہیں کرتے؟ یہ تو فیض پہنچانے کا ایک طریقہ چلا آرہا ہے آپؒ اس سلسلہ کو آگے بڑھائیں۔ آپؒ کے درجات میں ترقی ہوگی اور خلقِ خدا اس سے فیض یاب ہوگی۔ حضرت اکبرؒ فرماتے کہ مجھے اُن کی باتیں مناسب اور بھلی لگیں اور ان کے اصرار پر میں نے حامی بھر لی۔

آپؒ کے پہلے مرید آپؒ کے پھوپھی زاد بھائی چوہدری علی محمد تھے۔ جو گوجرہ کے رہنے والے تھے اور آپؒ سے عمر میں بیس پچیس سال بڑے تھے۔ حضرت شیر محمدؒ کے پاس اکثر حاضر ہوتے رہتے تھے مگر قیاس غالب ہے کہ اُن سے بیعت نہ ہوئے۔ حضرت اکبرؒ سے کئی بار

Marfat.com

بیعت ہونے کی درخواست کر چکے تھے۔ ایک روز اچانک گوجرہ سے لاہور آئے اور کہنے لگے بھائی جلال الدین اب دیکھتا ہوں کہ آپؒ انکار کیسے کرتے ہیں۔ استفسار پر بتایا کہ اُن کو خواب میں آقائے نامدارؐ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپؐ نے حکم دیا کہ لاہور اپنے بھائی جلال الدین کے ہاتھ پر بیعت کرو اور میرا سلام بھی کہنا۔ حضرت اکبرؒ فرماتے تھے کہ حضور ﷺ کی حکم عدولی کی مجھ میں جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ آپؒ کے اکثر مرید خواب میں آپؒ کی طرف اشارہ پاکر بیعت کے لئے آئے کسی کی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے، کسی کی حضرت شرقپوریؒ نے اور کسی کی دوسرے اولیاء کرام نے آپؒ کی طرف رہنمائی کی۔

مرید کرنے سے پہلے سالک کو سمجھاتے کہ بیعت اعتقاد، خلوص، حسنِ ظن اور دلی وابستگی کا معاملہ ہے۔ تذبذب اور ڈھلمل یقینی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بیعت وہاں کرنی چاہیے جہاں خلوص واعتقاد میں کوئی شک وشبہ نہ ہو اور جنونی کیفیت پیدا ہو جائے۔ پیرو مرشد سے والہانہ عقیدت اور اطاعت نہایت ضروری ہے۔

آنحضور ﷺ کے حکم پر پہلا مرید کرنے کے بعد آپؒ نے دینی و روحانی تربیت کا باقاعدہ سلسلہ شروع کیا۔ ہر خاص وعام کے لئے آپؒ کا دروازہ کھلا رہتا فرمایا۔

زندگانی جسے نہ راس آئے — آئے آئے وہ بے ہراس آئے
جانتا ہوں میں زہرِ غم کا علاج — جسے جینا ہو میرے پاس آئے

آپؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مسلک، بریلوی عقائد اور نقشبندیہ سلسلہ تصوف میں تربیت فرماتے۔ نیز فرمایا طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بڑی فضیلت وبرکت ہے۔ کیونکہ اس کا ظاہر و باطن متابعتِ حضور ﷺ پر ہے۔ اور امام آخر الزماں مہدیؑ بھی اسی طریقہ پر چلیں گے اور اسے فروغ دیں گے۔

ڈھولن وال کے حاجی دل محمد، صوفی برکت علی، شیخ محمد اصغر (سیکنڈ ماسٹر ملتان روڈ سکول) گوجرہ کے ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر محمد اشرف جلالی، میاں عبد الرشید (نوائے وقت میں انکا 'نورِ بصیرت' کے نام سے کالم اب بھی شائع ہوتا ہے)، بشیر ساجد (شاعر، ادیب اور پرنسپل

Marfat.com

ایڈمن آفیسر، محکمہ موسمیات)، ملک محمد نادر (مشہور قانون دان) حاجی محمد (جلد ساز)، گوجرہ کے ڈاکٹر محمد طفیل اور اُن کے کئی عزیز، نشتر میڈیکل کالج کے پرنسپل ڈاکٹر محمد ابراہیم، ملک محمد یوسف (سپرینٹنڈنٹ ایجوکیشن) کھڑریانوالہ کے چوہدری محمد نواز آپکے مریدین میں سے تھے۔ بشیر کھوکھر (ایڈمن آفیسر پی سی ایس آئی آر لیبارٹریز لاہور)، رانا محمد نثار (سینئر منیجر سائرہ میموریل ہسپتال لاہور)، خالد مسعود بٹ (پرنسپل ٹیکنیکل ایگزیکٹیو، واہ کینٹ)، حبیب احمد (ٹاؤن شپ لاہور) اور شرافت علی جلالی (ڈھولن وال) نے آخری پندرہ بیس سال حضرت اکبرؒ کی خوب خدمت کی اور بہت فیض حاصل کیا۔ شیخ محمد غیاث (اٹارنی جنرل پاکستان)، میاں محمد شفیع (ادیب وڈی سی لاہور) آپؒ کے معتقد اور نیم مرید تھے۔ آپؒ کے مریدین کا سلسلہ کراچی، لاہور، فیصل آباد اور گوجرہ میں خاص طور پر بہت وسیع تھا۔ کھڑریانوالہ کے چوہدری محمد نواز صاحب آپؒ کے پہلے خلیفہ تھے۔ آپؒ نے اپنے تمام مریدین کو سلسلہ آگے بڑھانے اور خاص و عام کی دینی و معاشرتی اصلاح کرنے کا فریضہ سونپا۔ آپؒ کے مریدین میں سے آجکل حبیب احمد صاحب نے ٹاؤن شپ لاہور میں درود و سلام کی محفلیں، لوگوں کو شرعی وروحانی مسائل سمجھانے، ختم خواجگان، ذکر الٰہی، قرآنی تعلیمات واحادیث کی تدریس کا ایک منظّم سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ آپؒ کے نام کی نسبت سے آپؒ کے کئی مرید اپنے نام کے آگے 'جلالی' لکھتے ہیں اور یہ اُن کی پہچان بن گئی ہے۔

آپؒ اپنے مریدین کو اپنا روحانی دوست یا روحانی بیٹا کہہ کر یاد کرتے اُن سے بہت شفقت اور پیار سے پیش آتے اور اُنکی دنیوی وروحانی مشکلات و پریشانیاں دور کرنے میں معاونت ورہنمائی فرماتے۔ آپؒ اگر کسی مرید کو تنگدستی میں مبتلا پاتے تو اُسکی مالی امداد فرماتے۔ سچ ہے صوفیہ دلوں پہ حکمرانی کرتے ہیں یہی حال آپؒ کا تھا۔ مریدین کی تواضع کا خاص خیال رکھتے۔ مجھے یاد ہے کہ آپؒ اکثر مریدین کی خدمت میں چائے، شربت یا کوک سیون اپ اور مٹھائی یا موسمی پھل پیش کرتے۔ کھانے کا وقت ہوتا تو رکنے پر اصرار کرتے۔ خاص خاص مریدین کی دعوت قبول فرماتے مگر تاکید ہوتی کہ کھانا سادہ ہو۔ پُر تکلف کھانا پسند نہ فرماتے۔ مریدین کے بچوں سے بہت پیار و شفقت سے پیش آتے۔ اُنکے اہل خانہ کی عزت واحترام کرتے۔

Marfat.com

ہمیشہ باوضو رہنے کی تاکید فرماتے، طہارت اور جسمانی وباطنی پاکیزگی پر زور دیتے۔ ادب و آداب کی تربیت دیتے اور خلافِ شریعت فعل سے سختی سے منع کرتے۔ شرم وحیا کا درس دیتے۔ ابتداً درود شریف اور ذکرِ الٰہی کی تلقین فرماتے۔ مریدین کو ذکر سے غافل نہ رہنے کی ہدایت فرماتے۔ ہر سالک سے اسکی استطاعت کے مطابق معاملہ کرتے۔ شرعی مسائل نہایت آساں زبان میں ایک شفیق استاد کی طرح ذہن نشین کرواتے۔ خلافِ سنت فعل پر ناراض ہوتے اور دو ٹوک الفاظ میں اصلاح کرنے کا حکم دیتے۔

آپؒ اکثر فرماتے کہ ذکر، درود اور استغفار بنیادی ہیں اور وظائف و اوراد انکے آگے ثانوی حیثیت رکھتے ہیں، ذکر کے متعلق فرمایا

؎ اُس مردِ خدا مست کی کیا بات ہے اکبر
جس کو نہ رہا کوئی بجز یادِ خدا یاد

مزید فرماتے کہ کامیاب ذکر یہ ہے کہ نہ ذکر کا احساس رہے نہ ذاکر کو اپنے وجود کا۔ بس مذکور ہی مذکور رہ جائے۔ اگر ذکر حبسِ دم سے نہ ہو سکے تو ویسے ہی کرتے رہیں۔ دل میں خفی کریں لیکن خیال میں جہر رہے۔ ذکرِ جہر کے متعلق مزید فرمایا کہ گلیوں بازاروں میں پھل سبزی بیچنے والے اونچی آواز سے صدائیں لگا کر اپنی اشیاء کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتے ہیں اور اس فعل کو باعثِ شرم نہیں سمجھتے تو ہم اللہ کا نام باآواز بلند لینے میں عار محسوس کیوں کریں۔ کثرت سے ذکر انسان کو حضوری یا احسان کے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ ذکرِ الٰہی سے مراد یہ بھی ہے کہ ہر وقت اللہ کو یاد کرے اور صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بچے۔

؎ بخدا ذکر دم بدم سے مجھے ہمدمی خدا میسر ہے

فرماتے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ حسنِ ظن رکھو۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گمان کے مطابق اُن سے نزدیک یا دور ہوتا اور سلوک کرتا ہے۔

حضرت اکبرؒ آنحضرت ﷺ کی سیرت پاک اور مسنون دُعاؤں کے حوالے سے اپنے سالکین کو درس دیتے۔ آپؒ خود بھی ان پر عمل پیرا ہوتے اور مریدین کو حکم فرماتے کہ ہر سنت کی

Marfat.com

پیروی کے لئے کوشاں رہیں۔ اس سے ثواب وبرکت ملتی ہے اور حضور ﷺ کے ساتھ قرب اور محبت بڑھتی ہے۔ درود شریف کے متعلق فرماتے کہ ﷺ سب سے مختصر سلام ہے۔ سلسلہ کا پہلا درود شریف صَلَّی اللّٰہُ عَلیٰ حَبِیبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَسَلَّم بتاتے۔ اس کے علاوہ درود ناریہ پڑھنے کی بہت تاکید فرماتے۔ سلسلہ کا ایک اور درود شریف۔ اللّٰھُمَّ صلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحمدٍ وَّ عَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا مُحمدٍ اَفْضَلَ صَلوٰ تِكَ بَعَدَدِ مَعْلُوْ ما تِكَ وَبَارِكْ وَسَلِمْ۔ پڑھنے کی تلقین کرتے۔ فرماتے یہ درود رزق کو اپنی طرف ایسے کھینچتا ہے جیسے سیاہی چوس سیاہی کو۔

تصورِ شیخ آپؒ کے نزدیک بہت اہمیت کا حامل تھا۔ آپؒ اس کی تاکید و تعلیم فرماتے۔ بتاتے تھے کہ رات سوتے وقت تصورِ شیخ کرنے سے اولیاء کرام کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ انبیاء عظام واولیاء اللہ کے لاتعداد قصے آپؒ کو ازبر تھے اور آپؒ اپنی بات کی وضاحت وتشریح اکثر ان کی مدد سے کرتے۔ اولیاء اللہ کے متعلق فرماتے کہ سچے صوفی لوگوں کو حق و ہدایت کا راستہ دکھاتے اور خلقِ خدا کی خدمت کرتے ہیں۔ انکے دکھوں اور پریشانیوں کو دور کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ اُن کی صحبت میں بیٹھنے سے دلوں کو تسکین ملتی ہے اور دنیا سے دل سرد ہوتا ہے۔ وہ لوگوں سے کچھ نہیں لیتے بلکہ اُنہیں دیتے ہیں۔ اُن کے دروازے اہلِ حاجت کے لئے دن رات کھلے رہتے ہیں اور اُن کا تصور کریں تو اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے۔ فرماتے تھے کہ ولی اللہ کا فیض بعد از مرگ بھی جاری رہتا ہے۔ بلکہ اس کے فیوض وبرکات وصال کے بعد بڑھتے جاتے ہیں اور اسکی زندگی سے کہیں زیادہ لوگ اس کی وفات کے بعد اس سے مستفیض ہوتے ہیں۔ کتنی سچی بات ہے۔

تصوف کے متعلق ارشاد فرماتے کہ یہ تزکیہ نفس اور صفائی قلب کا نام ہے۔ نیز فرماتے کہ یہ اللہ سے ملنے، اُسے دریافت کرنے اور اسے دیکھنے کی شدید ترین آرزو کا دوسرا نام ہے۔ اسکی بنیاد عشقِ الٰہی ہے۔ تصوف میں تین باتوں کا خاص خیال رکھنے کی تلقین کرتے کم گفتن، کم خفتن، اور کم خوردن۔ فرماتے ایرانیوں نے ہمارے اسلامی تصوف میں بہت سی ملاوٹ کر دی ہے فرمایا کہ راہ سلوک پہ انسان کو ہر لمحہ ہر دم رواں دواں رہنا چاہیے۔ کسی روکاوٹ و مشکل مقام پر یہ کوشش ترک نہیں کرنی چاہیے، جہد مسلسل جاری رکھنی چاہیے۔ اس اُمید اور خواہش کیساتھ کہ کب رحمتِ

Marfat.com

باری تعالیٰ جوش میں آئے اور اپنا قرب نصیب کر دے۔ اُس پاک ذات کے خزانے لا محدود ہیں، جسے چاہے نواز دے، یہ دینے والے کے کرم کی بات ہے اور لینے والے کے ظرف اور حسن ظن کی۔

؎ یہ تجربہ ہے کہ دستِ طلب ہو جتنا دراز　　تو اتنا دستِ کرم بھی کشادہ ہوتا ہے

کشف کے بارے میں فرماتے دورانِ سلوک اس عاجز کو ہزار ہزار میل دور کے واقعات اور لوگوں کے خیالات و گفتگو معلوم ہو جاتی رہی ہے اگر مجھ جیسے معمولی انسان کے لئے یہ ممکن ہے تو حضور ﷺ کے لئے ایسے امور کا علم و مکاشفہ ہزار ہا گنا سہل تھا۔ ایک دفعہ آپؒ رانا نثار صاحب کے دولت خانہ پہ بروز جمعہ مدعو تھے۔ نثار صاحب کے سب بچے خوب خوب تیار تھے۔ خاص کر بڑے صاحبزادے محمد طیب اچکن زیب تن کئے ہوئے تھے۔ نماز جمعہ کے لئے گھر سے نکلے تو طیب خوش وخرم آگے آگے چل پڑا۔ حضرت صاحبؒ پر ظاہر ہوا کہ اُسکی قسمت میں رزق کم ہے۔ آپؒ کو دُکھ ہوا کہ یا اللہ اتنا پیارا بچہ اور رزق اتنا کم آپؒ نے خاموشی سے اُس کے حق میں دعا فرمائی۔ کئی سال بعد جب محمد طیب ملازم ہوا، تب آپؒ نے نثار صاحب کو یہ قصہ سنایا اور فرمایا "مبارک ہو خدا نے طیب کے حق میں کشادگیٔ رزق کی دُعا قبول فرمائی"

کرامات کے موضوع پر فرمایا کہ عام لوگ کرامتیں دیکھنے کے خواہشمند ہوتے ہیں اور ولی اللہ اُسے مانتے ہیں جس سے کشف و کرامات کا ظہور ہو۔ حالانکہ وہ نیک بندہ جو عین شریعت کے مطابق زندگی گزارے ولی اللہ ہوتا ہے۔ کرامات نہ ارکانِ ولائیت سے ہیں نہ شرائطِ ولائیت سے۔ کیونکہ ولائیت کی سب سے بڑی دلیل اتباعِ سنت جناب نبی کریم ﷺ ہے اور ولی کی یہی تعریف ہے کہ وہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا طالب اور حضور ﷺ کا تابع ہو۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حوالے سے مزید فرمایا کہ ولائیت کے اگر سو درجے فرض کر لیں تو بہت سے اولیائے کرام کو کشف و کرامات صرف دس پندرہ درجہ طے کرنے پر اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ اِن میں سے کئی دنیا کے جھمیلوں میں گرفتار ہو کر اسی عنائت پر اکتفا کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ولائت کے اسی نوے درجات ابھی باقی ہوتے ہیں۔

وحدت الوجود اور ہمہ از اوست کے متعلق اپنے ایک روحانی دوست کو ۱۰ جون، ۱۹۷۲ء کو

Marfat.com

لکھا "وحدت الوجود یا ہمہ اوست" ایک ہی بات ہے۔ ذکر و فکر کی برکت سے صوفی منازل طے کرتا ہوا اس مقام پر پہنچتا ہے اس کی قلبی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اسے ہر چیز وہی نظر آتی ہے یہ حقیقت نہیں یہ ایک عارضی قلبی کیفیت ہے پھر ذکر و فکر سے وہ اگلی منازل کی طرف ترقی کرتا ہوا ہمہ از اوست کی حقیقت کو پالیتا ہے۔ یہی اس کا اصل مقام ہے۔ پھر اس پر ہمہ اوست عقیدت کا باطل ہونا کھل جاتا ہے۔ ہمہ اوست ایک کیفیت ہے جو کسی نہ کسی وقت ضرور طاری ہوتی ہے لیکن یہیں ٹھہر جانا مہلک ہے۔ میرا علم اور سلوک دونوں نا تمام ہیں"۔

طریقہ دُعا جو آپؒ سکھاتے تھے وہ یوں ہے کہ دونوں ہاتھ سینہ کے برابر اُونچے لیجا کر لمبے کر کے پھیلائیں اور اس انداز میں جوڑیں جیسے کوئی چیز ان میں ڈالی جاتی ہو۔ نگاہ سینہ کی طرف رکھیں۔ جب ہاتھ بھاری ہونے لگیں تو سمجھو کہ دُعا قبول ہو گئی۔

استغفار کے متعلق فرماتے کہ گناہ سے دل پر دھبے لگ جاتے ہیں اور استغفار سے یہ دُھل جاتے ہیں اور دل صاف ہو جاتا ہے مزید فرماتے کہ استغفار فضلِ الٰہی اور رزق میں کشادگی کا باعث ہے۔ اپنے کئی مریدین کو دیگر وظائف کے علاوہ حزب البحر پڑھنے کی تاکید بھی فرمائی اور کہا کہ اس کے پڑھنے سے آدمی ولی ہو جاتا ہے۔

نظامِ دنیا چلانے کے متعلق فرماتے کہ اللہ کریم نے غوث، قطب، ابدال وغیرہ مقرر کرر کھے ہیں۔ ان میں سے ایک قطب، چار ابدال اور کئی مجذوب لاہور میں موجود ہیں۔ یہ حضرات کبھی کبھار ملاقات کے لئے آپؒ کے پاس تشریف لاتے۔ ہمیشہ آپؒ کی بہت عزت و تکریم کرتے۔ کئی دفعہ آپؒ کسی کام کے سلسلے میں یا ویسے ہی کسی ابدال یا مجذوب سے ملنے تشریف لیجاتے۔ فرماتے یہ ضروری نہیں کہ یہ دنیاوی امور سنبھالنے والے اللہ لوگ روحانیت میں دوسروں سے بہت بہتر ہوں۔ جیسے ڈپٹی کمشنر کے ذمہ ضلع کا انتظام ہوتا ہے لیکن دولت، وجاہت اور رتبے میں اور بڑے لوگ بھی ضلع میں موجود ہوتے ہیں۔

فال نکالنے کے مختلف طریقے بھی آپؒ کے پاس تھے کسی پاک کتاب یا پاک لوٹے میں سوال ڈال کر اُس پر سورۃ یٰسین پڑھتے تھے تو وہ گھوم کر سوال کا جواب اثبات یا نفی میں دیتا۔ اس

Marfat.com

عمل کے دوران کئی بار آپؒ مجھے اپنے ساتھ لوٹا یا کتاب پکڑا دیتے تھے۔ قرآن کریم کی مدد سے بھی فال نکالتے تھے باوضو ہو کر رسول اکرم ﷺ کی روح پُر فتوح پر فاتحہ پڑھتے پھر دعا کرتے پھر درود شریف اور بسم اللہ پڑھ کر کہیں سے قرآن پاک کھولتے، وہاں سے سات ورق الٹتے اور آخری ورق کے دوسرے صفحہ کی ساتویں سطر پڑھتے اور اپنے سوال کا جواب سمجھتے۔ سمجھ نہ آتا تو یہ عمل دوبارہ سہ بارہ کرتے یا پھر آگے سات ورق الٹ کر پھر حسبِ سابق عمل کرتے۔

آپؒ کو سینکڑوں وظائف واعمال کی اجازت تھی۔ سر درد اور افسرانِ بالا کو خوش وراضی کرنے کے وظائف سے لے کر دستِ غیب و جنات کے وظیفے آپؒ کے پاس تھے۔ اولادِ نرینہ کے لئے خاص تعویز تھے۔ ہم چھوٹے ہوتے دیکھتے کہ لوگ دور و قریب سے اپنی مختلف بیماریوں اور حاجات کے لئے آپؒ کے پاس آتے اور آپؒ خندہ پیشانی سے سب سے ملاقات کرتے۔ کسی کو دوائی دیتے کسی کو تعویز اور کسی کو کوئی وظیفہ پڑھنے کا کہتے۔

آپؒ اکثر نماز فجر کی سنتوں میں سورۃ النشرح اور سورۃ الفیل پڑھتے۔ نماز مغرب کی سنتوں میں اکثر سورۃ الکفرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے۔ نماز کے بعد جائے نماز کو طے لگا دیتے یا اُس کا سامنا کونہ اُلٹا دیتے۔ فرماتے اس سے شیطان دور رہتا ہے۔

اپنی روحانی اولاد کے ساتھ مل کر آپؒ نے ہر جمعرات کو اپنے گھر پر بعد نمازِ عصر ختم خواجگان کا سلسلہ شروع کیا۔ جو تقریباً پچاس سال گزرنے پر بھی آپؒ کے مزار شریف پر باقاعدگی سے جاری ہے۔ ختمِ خواجگان کے مقررہ دستور کے بعد محترم نثار صاحب شجرہ طیبہ اور آپ کی نعتیہ و صوفیانہ غزلیں پڑھتے اور محترم بشیر صاحب آخر میں دُعا فرماتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں بچپن میں جمعرات کا انتظار کرتا، نانا حضور کے ساتھ بیٹھ کر اپنی دانست میں گٹھلیوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکتا اور منتظر رہتا کہ کب تبرک تقسیم ہو گا اور اس میں جب بھی میٹھی پھلڑیاں اور فالسہ چم چم ہوتی تو مزا آجاتا۔

ہر مہینہ کی پہلی چھٹی (اتوار یا جمعہ) کو ختمِ قرآن مجید کا اہتمام ہوتا۔ جو قدرے بڑا اجتماع ہوتا اور اس میں آپؒ کے مریدین دور دور سے شریک ہوتے۔ آج بھی یہ سلسلہ آپؒ کے

Marfat.com

فرزندِ عزیز جناب مجاہد اکبر کی رہائش گاہ پر جاری ہے۔ ختمِ قرآن کے بعد صلوۃ و سلام اور تقسیم تبرک یا دوپہر کے کھانے کا بندوبست ہوتا تھا۔

آپؒ عید میلاد النبیؐ بھی بڑی عقیدت و احترام سے مناتے۔ اس میں بھی مریدین بڑی تعداد میں شرکت کرتے۔ تلاوت قرآن پاک ہوتی، وعظ ہوتا، درود شریف و نعتِ خوانی ہوتی، صلوۃ و سلام پڑھا جاتا اور پھر آخر میں تبرک تقسیم ہوتا۔ یہ سلسلہ بھی آج آپؒ کے مزار شریف پر جاری ہے۔

اتنے زُہد و اتباعِ رسول ﷺ کے باوجود کئی دفعہ چشمِ پرنم لئے عاجزی سے فرماتے کہ دوستو! اللہ کے فضل و کرم کے بغیر بخشش ناممکن ہے۔

عشق کو سمجھے ہو کیا جذب و کشش سے عاری
میں جسے چاہوں اسے مجھ سے محبت ہو جائے

معنوی اولاد کے ساتھ بشیر کھوکھر صاحب اور نثار صاحب کھڑے ہیں اور حبیب احمد صاحب اور شرافت علی صاحب بیٹھے ہیں۔

Marfat.com

علمِ طب اور علم الاعداد

قرآن و حدیث، سیرت و فقہ، روحانیت و معرفت، تعبیر الرویا اور اردو، فارسی، انگریزی ادب کے علاوہ آپؒ کو علم الاعداد اور طب و حکمت پر بھی دسترس حاصل تھی۔ آپؒ فرماتے کہ بچے کا نام تاریخ پیدائش وغیرہ کے لحاظ سے رکھنا چاہیئے۔ لوگ آپؒ کے پاس اپنے بچوں کے نام تجویز کروانے بھی آتے تھے۔ آپؒ اپنے علم کی روشنی میں نام رکھتے یا تبدیل کرتے۔ اس عمل میں آپؒ روحانی مراقبہ کو بھی شامل کرتے۔ فرماتے تھے کہ علم الاعداد یقینی علم نہیں اس میں غلطیوں کا احتمال ہے۔ ذکر و فکر (مراقبہ) و دیگر روحانی ذرائع سے جو علم حاصل ہوتا ہے اس میں بھی اگرچہ غلطی کا امکان ہے مگر یہ زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ علم الاعداد اور روحانی علوم کی مدد سے آپؒ رشتے ناطوں کے سلسلہ میں بھی لوگوں کی راہنمائی کرتے۔

آپؒ نے کئی بار مجھ سے فرمایا کہ تمام علوم اللہ کریم کی طرف سے ہیں۔ اللہ نے انسان کو عقل سے نوازا اور سوچنے سمجھنے کی طاقت اور صلاحیت دی۔ پھر حکم دیا کہ زمین میں گھومو پھرو اور نئی نئی باتیں دریافت کرو۔ نیز جو علم خلقِ خدا کی بہتری اور بھلائی کے لئے استعمال کیا جائے وہ حق ہے اور جس سے مخلوق خدا کو نقصان پہنچے وہ ناپسندیدہ و ناجائز ہے۔

صوفیہ کرام جہاں لوگوں کی روحانی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔ وہاں اکثر اولیاء کے پاس طب کا علم بھی ہوتا ہے اور لوگ جسمانی امراض کے لئے بھی اُن سے رجوع کرتے ہیں۔

آپؒ نے یونانی طب اور طبِ نبویؐ کا خود مطالعہ کیا۔ جب آپؒ تقریباً ساٹھ سال کے ہوئے تو دل کے عارضے میں مبتلا ہوئے۔ ڈاکٹر کہتے تھے کہ دل بڑا ہو گیا ہے اور اُن کے علاج سے کچھ خاص فائدہ نہ ہوا۔ آپؒ نے اپنا علاج خود کیا اور بہت افاقہ ہوا۔ اس سلسلے میں کلونجی اور شہد کا استعمال باقاعدگی سے نہار منہ شروع کیا۔ شہد بہت کھاتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد ڈاکٹروں نے دوبارہ معائنہ کیا تو حیران رہ گئے کہ آپؒ کا دل بہت حد تک نارمل ہو چکا تھا۔ آپؒ کلونجی اور شہد کے ان گنت فوائد گنواتے تھے۔ لاہور کے مشہور حکیم جناب نیر واسطی کے ہاں بھی آپؒ کا بہت آنا جانا تھا۔ اور حکیم واسطی صاحب کی مدح میں آپؒ نے ایک نظم بھی لکھی۔ فرماتے میرا بلڈ پریشر ہمیشہ کم رہتا

Marfat.com

تھا۔ جوانی میں رفتارِ نبض ۵۴۔۵۵ اور بڑھاپے میں ۴۵۔۴۸ ہوتی تھی۔ ترکِ نمک کیا تو بلڈ پریشر نارمل ہو گیا۔ فرماتے تندرست وہ ہے جسے چلتے پھرتے اپنے جسم کا بوجھ محسوس نہ ہو۔

طب میں علاج بالغذا پر خصوصی توجہ دیتے۔ لہسن کے استعمال برائے صفائی شریان وغیرہ کے بہت قائل تھے۔ کئی دفعہ مشہور و معروف ڈاکٹر اپنے غیر تشخیص شدہ مریض آپؒ کے پاس تشخیص و علاج کے لیے بھیجتے۔ خود کئی ڈاکٹر ذاتی علاج معالجے کے سلسلے میں حاضر ہوتے۔ آپؒ نے ڈھولن وال میں ملک محمد یوسف کے ساتھ مل کر دیسی ادویات بنانی شروع کیں۔ آپؒ اکثر مریضوں کا علاج غذا کی تبدیلی اور اپنی تیار کردہ دیسی ادویات سے کرتے۔ کم ہی کسی کو مایوسی ہوتی یا لا علاج رہتا۔ آپؒ اس کام کا کوئی معاوضہ نہ لیتے تھے۔ علاج کے معاملے میں آپؒ تعویزوں کا استعمال بھی کرتے۔

؎ سوز و گداز عشق کے قابل بنا دیا
جس دل کو تو نے دیکھ لیا دل بنا دیا

میرے ساتھ۔ جنوری ۱۹۸۵ء میں میری منگنی کے موقع پر

Marfat.com

شخصیت

عجب کچھ لااُبالی ہے مزاجِ حضرتِ اکبر
وہ چاہے لاکھ لیکن وہ تکلف کر نہیں سکتا

پہلی جنگِ عظیم کے بعد کا زمانہ تھا۔ انگریز کی حکمرانی و ابھمان کا سورج عروج پر تھا ہر طرف انگریزیت زدہ ماحول اور زندگی کے ہر شعبہ و کلچر پہ انگریز کا تعصب و پیروی کی چھاپ تھی۔ گورنمنٹ کالج لاہور 'دیسی انگریز' پیدا کرنے کی ایک نرسری تھی۔ یہاں کے طلبا و اساتذہ انگریز کے تہذیب و تمدن سے متاثر اور لاشعوری و شعوری طور پر اُس کے پیروکار تھے۔ زندگی کے ہر پہلو میں انگریز کی تقلید کو افضل گردانتے تھے۔ پینٹ کوٹ، سوٹ ٹائی اور انگریزی بول چال ..... ایسے میں ۱۹۲۳ء میں ایک باوقار، بارعب، وجیہہ، ذہین و قابل، خداداد صلاحیتوں سے مالا مال، ہنر و کمال میں یکتا، خالصتاً پنجابی نوجوان، کھدر کے شلوار کرتا، پگڑی اور دھوڑی کی جوتی پہنے فخر سے سر اونچا کئے گورنمنٹ کالج میں داخل ہوا تو سب دنگ رہ گئے...... یہ ہمارے جلال الدین اکبرؒ تھے۔ کچھ شرارتی طلبا نے آپؒ کا تمسخر اُڑانے کی جسارت کی مگر، جب آپؒ کی قابلیت و لیاقت کے جوہر کھلے تو جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ استاد و ہمعصر سب ہی قائل ہوئے اور دوست و دشمن آپؒ کی رفاقت و قرب و مجلس کے متلاشی ہوئے۔

آپؒ کم گو، سادہ لوح اور سنجیدہ طبیعت کے حامل تھے۔ دل بہلانے والا ہلکا پھلکا مزاح آپؒ پسند فرماتے خود بھی کئی بار اپنے بے تکلف دوستوں اور گھر والوں کو اپنی حسِ مزاح سے لطف اندوز فرماتے مگر ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ غالبؔ کے ایک شعر کی پیروڈی بنا کر مجھے بہت چھیڑتے۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے عاطف شرم تم کو مگر نہیں آتی

پھر خوب ہنستے اور خوش ہوتے۔ آپؒ کو بخار میں ٹھنڈ بہت لگتی تھی۔ اِس صورت میں آپؒ دھوپ میں رضائی لے کر لیٹتے۔ ایک دن جب آپؒ نے مجھے پھر چھیڑا تو میں نے برجستہ میرؔ کے ایک شعر کی پیروڈی کہی۔

ہوگا کسی رضائی کے بوجھ کے تلے اکبرؔ کیا کام کسی کام سے اُس آرام طلب کو

Marfat.com

آپؒ بہت محظوظ ہوئے اور یہ بات اکثر سناتے اور مسکراتے۔

آپؒ گفتگو ہمیشہ آساں فہم، نپی تلی اور دھیمی کرتے۔ آپؒ کا مطالعہ بہت وسیع تھا اور آپؒ اپنی بات کو الفاظ کے چناؤ اور مثالوں سے واضع، دل پذیر اور دل ربا بنا ڈالتے۔ آپؒ تیز فہم، ذکی اور بلا کا تخلیقی واختراعی ذہن رکھتے تھے۔ آپؒ کا حافظہ بھی اپنی مثال آپ تھا۔ ایک بار کچھ پڑھ لیتے یا دیکھ لیتے تو کم ہی بھولتے تھے۔

آپؒ دنیاوی آسائشوں اور رنگینیوں سے بے نیاز تھے۔ لاہور کے جدت پسند اور فیشنی ماحول میں رہنے کے باوجود اکثر علی وال، گورداسپور کو یاد کرتے۔ اپنے ایک دوست کو ۱۹۷۱ء میں لکھا 'افسوس ہے کہ علی وال کی گھاس لیٹنے کو میسر نہیں' نیز کہا

ے یاد آتی ہیں علی وال کی نہریں اکبر
دل نہیں لگتا ہے لاہور کے بازاروں میں

آپؒ توکل پسند، صابر، اصول پسند، پُر اعتماد و پُر اعتقاد درویش تھے۔ ساری عمر صبر و شکیبائی سے گزاری۔ آپؒ نے فقر کو اپنا شعار بنایا اور اللہ نے غنا اور بے نیازی بخشی۔ آپؒ تونگری بدل است نہ بمال کی جیتی جاگتی مثال تھے۔

دوسروں کا احترام کرتے اور انکی ضروریات کا خیال رکھتے۔ طبیعت میں صلہ رحمی اور غمگساری بہت تھی۔ آپؒ نے مستحقین کی امداد کے لئے ایک غربا فنڈ قائم کیا اور اس میں سے خفیہ طور پر اہلِ حاجت کی مدد فرماتے۔ آج یہ فنڈ جلال الدین اکبرؒ سوسائٹی کے نام سے جاری ہے اور آپؒ کے مزار پاک سے ملحقہ مدرسۃ الاکبر میں زیر تعلیم بچوں کی کفالت کی اہم ذمہ داری کا بیشتر بوجھ اُٹھا رہا ہے۔ دوسروں کی بات پر شک بالکل نہ کرتے اور اجنبیوں کا بھی اعتبار کرتے۔ کسی سے کینہ و بغض نہ رکھتے تھے۔ فرمایا

ے جو ہے جہاں میں آپ ہی اپنی مثال ہے
میری نظر میں ہر کوئی یوسفِ جمال ہے

آپؒ بچوں سے بہت شفقت فرماتے اور اُنہیں روپے پیسے کی صورت میں انعام بھی دیتے۔

Marfat.com

فرماتے یہ بچوں کا حق ہے جو انہیں ملنا چاہیئے۔ اس سے بچے خوش ہوتے ہیں اور بچوں کے خوش ہونے سے اللہ اور رسول پاک خوش ہوتے ہیں۔

آپؒ شروع سے بہت محنتی تھے۔ نیند کم تھی۔ دن سکول و دیگر کاروبارِ دنیا میں گزارتے اور شام اور راتیں عبادت میں۔ آخری عمر میں کمزوری و بیماری کے باوجود ذکر و وظائف میں جُٹے رہتے۔ طبعاً منکسر المزاج اور عاجز تھے۔ فرمایا

کبر کو جو اہلِ دل ہیں موت دیتے ہیں قرار
انکساری زندگی ہے خاکساری زندگی

آپؒ کی طبیعت میں زہد و تقویٰ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ بچپن ہی سے آپؒ کی شرافت اور بلند اخلاقی مشہور تھی۔ تحمل، برداشت اور بردباری مزاج میں بدرجہ اتم موجود تھی آپؒ کی شخصیت بہت بارعب تھی۔ کسی کو آپؒ کے سامنے دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ اس رعب کے پیچھے ایک رقیق القلب باطن تھا۔ مزاج میں جفاکشی بھی بہت تھی۔ علم و عرفان کی تلاش میں طویل سفروں کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

آپؒ کو تلاوتِ قرآن پاک کرنے اور سننے کا بہت شوق تھا۔ آپؒ کی آرزو تھی کہ ایسا انتظام ہو کہ آپؒ وصال کے بعد بھی ہر لحظہ تلاوتِ قرآن پاک سنتے رہیں۔ الحمد اللہ آج آپؒ کی خواہش کے مطابق مزار پاک پر ہر وقت بچے اور بچیاں ناظرہ اور حفظ کا درس لیتے ہیں اور تلاوت قرآن پاک صبح و شام ہوتی رہتی ہے۔ ہر سال آٹھ دس بچے اس دینی مدرسہ سے قرآن حفظ کر کے فارغ ہوتے ہیں۔

آپؒ گھر سے نکلتے ہوئے دایاں پاؤں پہلے باہر نکالتے۔ آیۃ الکرسی پڑھتے، پھر تین بار سورۃ الاخلاص پڑھتے، پھر بسم اللہِ توَکَّلتُ اِلیَ اللہِ وَ لاَ حَولَ وَلاَ قُوۃَ اِلاَّ بِا للہ پڑھتے اور آخر میں پھر آیۃ الکرسی پڑھتے۔ گھر میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھتے۔ آیۃ الکرسی پڑھتے پھر تین بار سورہ الاخلاص، پھر مَاشَاءَ اللہُ وَلاَ حَولَ وَلاَ قُوۃَ اِلاَّ بِا للہ پڑھتے پھر گھر پہ کوئی ہو نہ ہو السلام علیکم بآوازِ بلند کہتے اور آخر میں درود شریف پڑھتے۔

Marfat.com

آپؒ پیدل چلنے کو ہمیشہ ترجیح دیتے۔ لیکن چال عاجزانہ اور انداز فقیرانہ۔ جماعت میں معلوم نہ ہونے پاتا کہ مرشد کون ہے۔ شخصیت ایسی جاذبِ نظر اور مسحور کُن تھی کہ دیکھنے والے ٹھٹک کر پوچھنے پر مجبور ہو جاتے کہ یہ کون شخصیت ہے۔ آپؒ ناک کی سیدھ میں خاموشی سے چلتے اور اِدھر اُدھر کم ہی دیکھتے۔ سکول جانے کے لئے لٹن روڈ پر اپنی رہائش گاہ سے چوبرجی تک پیدل جاتے۔ کئی بار میں آپؒ کے ساتھ آپؒ کے سکول گیا مجھے ڈبل ڈیکر پر سفر کرنا پسند تھا اور وہ بھی اوپر والی منزل پر۔ سو اگر میں ساتھ ہوتا تو آپؒ اپنی مشکل بھول کر بس کی تنگ سیڑھیاں چڑھتے اور ہم اُوپر والی منزل پر لاہور کا نظارہ کرتے چوک یتیم خانہ جاتے۔ واپسی پر چوبرجی چوک میں موجود ایک گنے کا رس بیچنے والے سے ہمیشہ مجھے رس لے کر دیتے۔ اس وقت بڑا گلاس دس پیسے کا ملتا تھا۔ پھر مہنگائی بڑھی تو دو آنے کا ہو گیا۔

آپؒ قبرستان کے پاس سے گزرتے تو یوں دعا فرماتے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیکُمْ یَا اَہلِ القُبُورِ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَ ثَرْ (اے اہلِ قبور تم پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بخش دے اور تم کو بھی۔ تم ہم سے پہلے یہاں آ گئے ہو ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں)۔

آپؒ ہمیشہ سلام کرنے میں سبقت لیتے۔ آگے بڑھ کر السلام علیکم کہتے اور گرم جوشی سے مضبوط مردانہ بھرا بھرا ہاتھ ملاتے کہ آنے والے کو احساس ہوتا کہ حضورؒ کو اُس کے آنے سے خوشی ہوئی ہے۔ ہاتھ ملانے کے بعد دوسرے کے انگوٹھے کو اپنی مٹھی میں لے کر بھینچتے۔ فرماتے تھے کہ اگر گھر میں ایک کمرے سے اُٹھ کر دوسرے میں جاؤ اور پھر واپس پہلے کمرے میں آنا ہو تو دوبارہ سلام کرو۔

دوست احباب سے تحائف کا تبادلہ پسند فرماتے تھے۔ مگر تحفہ و رشوت میں تفریق کرتے اور اگر کوئی کسی کام سے آتا اور ساتھ کچھ پیش کرتا تو آپؒ اسے سخت ناپسند فرماتے۔

آپؒ کو انگریزی کی نوکری سخت ناپسند تھی کئی مواقع پر اچھی سے اچھی نوکری پیش کی گئی مگر آپؒ نے انکار کیا۔ انگریزی چال چلن اور وضع قطع بھی آپؒ کو ناگوار گزرتی تھی۔ سکول میں نائی کو بلوا کر بچوں کے انگریزی طرز کے بنے بال کٹوا دیتے تھے۔

Marfat.com

آپؒ پُر تکلف اور روغنی کھانا پسند نہ فرماتے تھے۔ گوشت سے آپؒ کو رغبت نہ تھی۔ کم خور تھے اور سادہ سالن پسند فرماتے۔ کھجور، شہد، دودھ اور آم آپؒ کی مرغوب خوراک تھی کھانا ہمیشہ باوضو کھاتے۔ آپؒ اول طعام بدہ کلام کی تلقین فرماتے۔ یہاں تک فرمایا کہ اگر کھانے کے دوران کوئی ملنے آجائے تو اُس سے دُعا سلام بھی بعد میں لو۔ احترام رزق و شکرانہء رزاق کا یہی تقاضا ہے۔ گپ شپ اور فٹافٹ کھانے سے بھی منع فرماتے۔ ہر نوالے سے پہلے بسم اللہ اور یاواجدُ پڑھتے اور اپنی پلیٹ صاف کرتے۔ فرماتے اگر برتن صاف ہوگا تو دل بھی صاف ہوگا۔ کھانے کے بعد دُعا فرماتے اور کھانے کی تعریف کرتے۔ اگر کسی کے دستر خوان پر کھانا کھاتے تو اہل خانہ کے لئے خصوصی دُعا فرماتے۔

آپؒ مہمان نواز تھے مہمانوں کی خاطر تواضع کا خوب اہتمام کرتے۔ اگر گھر پر میں یا دوسرا کوئی بچہ موجود نہ ہوتا تو خود ہی حسبِ ضرورت گھر سے یا بازار سے کچھ لے آتے۔ کسی آنے والے کو کھائے پیئے بغیر نہ جانے دیتے۔ کبھی گھر آئے دوستوں کو ساتھ لے کر قریبی بیکری، چائے خانہ یا مٹھائی کی دکان پر چلے جاتے۔

آپؒ گھر میں کرتا اور شلوار یا تہمد، سر پر کپڑے کی ہلکی ٹوپی یا صافہ پہنتے۔ باہر شلوار کرتا اور شیروانی سر پر جناح کیپ یا کبھی کبھار پگڑی باندھتے۔ کالج کے زمانے میں رومی ٹوپی بھی پہنی۔ آپؒ کو سفید رنگ کے کپڑے پسند تھے، صاف ستھرے، بے داغ۔ کبھی کبھار ہلکا گندمی رنگ بھی زیب تن کرتے۔ سر کو کبھی ننگا نہ رکھتے۔ فرماتے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ زیادہ کلام کرنے اور سر کو ننگا رکھنے سے مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور یہ بے برکتی اور وبال کا باعث ہے۔ آپؒ جوتا ہمیشہ زرد رنگ کا پہنتے تھے۔ فرماتے آنحضور ﷺ نے زرد رنگ کا جوتا پسند فرمایا ہے اور کالے رنگ کے جوتے ناپسند فرمائے ہیں۔ مزید فرماتے کہ حدیثؐ ہے کہ جو شخص اوپر نیچے سات زرد رنگ کے جوتے خریدے اور پہنے اس کے لئے کشادگی ہے۔

آپؒ ناخن ہمیشہ بروز جمعہ تراشتے۔ شہادت کی دائیں انگلی سے تراشنا شروع فرماتے اور چھوٹی انگلی کی طرف آتے۔ پھر بائیں چھوٹی انگلی سے بائیں انگوٹھے کی طرف تراشتے اور آخر میں

Marfat.com

دائیں انگوٹھے کا ناخن تراشتے۔ فرماتے ناخن دن میں کاٹنے چاہئیں۔ اور گھر کے دروازے میں کبھی نہیں۔

آپؒ لوگوں کے ذہن پڑھنے کی خداداد صلاحیت کے مالک تھے۔ کچھ اُن کے چہرے کے تاثرات سے اور کچھ اپنی انمول روحانی طاقت سے۔ مجھے یاد ہے کہ جب میری شادی ہوئی تو مجھے اس بات کا بہت غم تھا کہ آپؒ ناسازیٔ صحت کی بنا پر بارات کے ساتھ نہ جاسکے اور پھر دل میں یہ ملول تھا کہ آپؒ ولیمہ میں بھی شاید شریک نہ ہو پائیں۔ لیکن اس بات کا ذکر میں نے آپؒ سے نہ کیا۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب میں دیکھا کہ آپؒ کرسی پر جلوہ افروز ہیں اور آپؒ کے چار مرید کرسی ہی کو اُٹھا کر اس پارک میں لے آئے جہاں تقریبِ ولیمہ کا انتظام تھا۔ میں استقبال کو گیا تو مجھے پیار کر کے مسکرائے اور شفقت سے فرمایا ''تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں تمہارے ولیمے میں شرکت نہ کروں گا''۔ اُن دنوں آپؒ کے لئے بوجہ نقاہت کرسی پر بیٹھنا بھی محال تھا۔

آپؒ دراز قد تھے ("10 '5 سے نکلتا ہوا) سرخ و سفید رنگت، کشادہ جبیں، جسم بھاری مگر متوازن، بچپن سے مشاق تیراک تھے اور نوجوانی میں کشتی کا تھوڑا بہت شوق بھی تھا اس لئے جسم مضبوط اور طاقتور تھا۔ چہرہ بیزوی، رخسار بھرے بھرے اور ابرو سیاہ اور متناسب۔ آنکھیں بڑی بڑی روشن اور نظر دوسرے کے دل میں کھب جانے والی۔ سر مبارک بلند اور بڑا، لب سرخی مائل، دانت متصل چمکتے ہوئے سفید، داڑھی مبارک بمشکل مٹھی بھر طویل، نہ پتلی نہ گھنی۔ سر کے بال چھوٹے چھوٹے اور ملائم۔ ہاتھ بڑے بڑے اور انگلیاں لمبی لمبی۔ غرضیکہ آپؒ کا حلیہ مبارک اتنا محبوبانہ تھا کہ جو دیکھتا پکار اٹھتا سبحان اللہ یہ کوئی ولی ہے۔

سوز و ساز و جذب و کیف و اشتیاق و اضطراب
اکبر دیوانہ عصرِ نو کا احمد جامؒ ہے

Marfat.com

وصال پرُ ملال

مٹا دیا ہے زمانہ کی چیرہ دستی نے
کہاں ہے حضرتِ اکبر کا وہ جلال و جمال

حضرت جلال الدین اکبرؒ نے زندگی کے آخری چودہ سال صحت و بیماری کے پنڈول پر گزارے۔ آخری دو تین سال تو آپؒ بہت کمزور ہو گئے تھے۔ بھوک ختم ہو گئی تھی۔ وزن بہت گر گیا تھا۔ جسم پر گوشت نہ ہونے کے برابر۔ بس ہڈیوں کا ڈھانچہ۔ مگر ذہن اب بھی اُسی طرح چاق و چوبند، تر و تازہ اور ہونٹوں پہ وہی دل موہ لینے والی حسین مسکراہٹ۔ ضعفِ سماعت و بصارت حد سے زیادہ تھا کرسی پر بیٹھنے اٹھنے کے لئے دوسروں کے محتاج، کمر دوہری اور نقاہت کے باعث لقمہ منہ میں لیجانے سے عاجز۔ نماز کرسی پر بیٹھ کر بمشکل پڑھتے اور سجدہ آگے رکھے ہوئے تختہ یا تکیہ پر کرتے۔ لیکن چہرہ..... چہرہ اب بھی ایمان اور روحانیت کی چمک دمک لئے اور دل میں وہی محبت و شفقت کا ابلتا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔

آخری مہینوں میں آپؒ کو علم ہو گیا تھا کہ اب کسی وقت بھی محبوب سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ آپؒ کے ایک مرید حاجی برکت علی صاحب نے اپنا ملکیتی پلاٹ واقع چاہ بسم اللہ ڈھولن وال، مسجد اور مزار پاک کی تعمیر کے لئے پیش کیا۔ آپؒ نے پہلے تو انکار کر دیا۔ پھر برکت صاحب اور شرافت صاحب کے بار بار اصرار پر ہاں کر دی۔ یہ بات جنگل کی آگ کی طرح ڈھولن وال میں پھیل گئی جہاں آپؒ کے سینکڑوں معتقدین سکونت پذیر تھے۔ کہتے ہیں کہ اس دن ڈھولن وال میں کئی گھروں میں خوشیاں منائی گئیں۔

آپؒ نے حکم دیا کہ وہاں مسجد تعمیر کی جائے۔ جب مسجد کی بنیادیں کھودی جا چکیں تو آپؒ کے حکم پر بشیر صاحب نے آپؒ کی دم کردہ دو اینٹوں سے 'اکبری مسجد' کی بنیاد رکھی۔ ساتھ ہی برکت علی صاحب، نثار صاحب، حبیب احمد صاحب، اور شرافت علی صاحب نے ایک ایک اینٹ بنیاد میں رکھی۔ چار پانچ ماہ میں مسجد اس قابل ہو گئی کہ وہاں باجماعت نماز اور درود و سلام کی محفلوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایک دن آپؒ بمشکل کار میں بیٹھ کر مسجد میں تشریف لائے اور منبر والی جگہ

Marfat.com

تشریف فرما ہوئے۔ مسجد دیکھ کر آپؒ نے بہت خوشی اور فرحت کا اظہار کیا۔ آپؒ نے نمازِ عصر یہاں ادا کی اور دعائے خیر و برکت فرمائی۔ پھر آپؒ مزار شریف کے مجوزہ پلاٹ پر تشریف لائے اور مزار پاک کے لئے جگہ کی نشاندہی فرمائی۔ یہ ڈھولن وال والوں سے، ہمیشہ ہمیشہ کے ساتھ سے پہلے اُن کے 'ڈھولن' کی آخری ملاقات تھی۔

وصال سے ایک روز قبل آپؒ نے بشیر کھوکھر صاحب سے پوچھا "کیا مزار کی تعمیر کا کام اس حد تک ہو چکا ہے کہ ضرورت پڑنے پر میں وہاں منتقل ہو سکوں"۔ اُنہوں نے روتے ہوئے اثبات میں جواب دیا "جی ڈھانچہ تیار ہو چکا ہے۔"

میں ۱۹۸۵ء میں سرجیکل ٹریننگ کے لئے انگلینڈ گیا تو دل پہ ایک بوجھ سا تھا۔ یہ خیال وہاں ہمیشہ رہا کہ معلوم نہیں نانا جان سے اب دوبارہ ملاقات ہوتی ہے یا نہیں۔ آپؒ ان دنوں بہت بیمار تھے۔ پھر خدا کا کرنا کیا ہوا کہ میں دو سال کے لئے ۱۹۸۷ء میں واپس پاکستان آ گیا۔ تقریباً روزانہ آپؒ کے پاس حاضری دیتا اور آپؒ کا دل بہلانے کی کوشش کرتا۔ گو دل میں یہ تشنگی آج بھی ہے کہ جتنا آپؒ نے میرا خیال رکھا اور مجھے پیار دیا میں اُسکا عشر عشیر بھی خدمت نہ کر سکا۔ اللہ کرے کہ وہ میری اس کوتاہی کو ہمیشہ کی طرح درگزر فرمائیں اور انکا محبوب رب بھی مجھے معاف کر دے۔

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ (۸ مئی ۱۹۸۸ء) بروز اتوار میں ہسپتال سے گھر پہنچا۔ ابھی بیٹھا نہ تھا کہ اطلاع ملی کہ نانا جان کی طبعیت بہت خراب ہے۔ آپؒ ہمارے برابر والے گھر میں رہتے تھے۔ میں اور والدہ صاحبہ بھاگے بھاگے آپؒ کے کمرے میں پہنچے۔ آپؒ کا سانس اکھڑا ہوا تھا اور بہت وقفے وقفے سے آ رہا تھا۔ دل کی دھڑکن بھی رکی رکی سی تھی۔ میں نے آپؒ کے بستر پہ بیٹھ کر آپؒ کے سر اور چھاتی کو اپنے آغوش میں لے لیا۔ آپؒ تقریباً بے ہوش تھے۔ میں نے آپؒ کی پیشانی و ہاتھ چومے یہ برف کی طرح ٹھنڈے تھے۔ دل میں خیال آیا کہ آپؒ کے دل و سانس کو بحال کرنے کی کوشش کروں۔ مگر مجھے ایسا کرنے سے کسی انجانی قوت نے منع کر دیا۔ اور دل میں یہ خیال ڈالا کہ اس وقت آپؒ کو آرام سے رہنے دوں اور کوئی ڈاکٹری مشق نہ آزماؤں۔ میں اللہ

Marfat.com

رحمان ورحیم سے دعا کرنے لگا کہ آپؒ کا یہ سفر سہل فرمادے۔ پھر آپؒ نے دو تین لمبے سانس لئے اور آپؒ کی روح جسم کی قید سے آزاد ہو گئی۔ مجھے ایسے لگا جیسے وقتِ پرواز آپؒ کی روح میری روح سے کچھ کہہ کر اور اُسے چھو کر اُڑی۔ میں اٹھا اور میں نے نہایت محبت اور عقیدت واحترام سے آپ کا سر تکیے پر دراز کیا۔ آپؒ کا جسم مبارک سیدھا کیا۔ چادر سے آپؒ کو ڈھانپا۔ آپؒ کی آنکھیں بند کیں۔ اور آپؒ کے ماتھے اور ہاتھ پہ بوسہ دیا۔ آپؒ کے چہرے پر اطمینان و سکون تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے میں نے باہر آکر عاشق کے اپنے محبوب کے گھر چلے جانے کی خبر سب کو دی۔ اُس وقت دوپہر کے پونے دو بجے تھے۔

مر گیا تیرے شوق میں اکبر
لو یہ قصہ بھی آج پاک ہوا

ساری شام آپؒ کے گھر پر آپؒ کے عزیز واقارب مریدین اور چاہنے والوں کا ہجوم رہا۔ جو آپؒ کا آخری دیدار کرنے کو بے تاب تھے۔ زیادہ تر احباب نے رات وہیں گزاری۔ صبح سحری اور نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد بشیر کھوکھر صاحب، رانا نثار صاحب، حبیب احمد صاحب، اور شرافت علی صاحب نے آپؒ کے جسدِ خاکی کو غسل دیا اور کفن پہنایا۔ کفن پر بشیر کھوکھر صاحب نے کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت، آیۃ الکرسی اور چہار قل تحریر کئے تھے۔

آپؒ کی نمازِ جنازہ قریبی احمد پارک میں آپؒ کی وصیت کے مطابق بشیر کھوکھر صاحب نے پڑھائی۔ نماز میں آپؒ کے سینکڑوں دوست احباب، عزیز، شاعر ادیب اور عقیدت مند شامل ہوئے۔ پھر آپؒ کے جسدِ خاکی کو ڈھولن وال لیجایا گیا۔ سبزہ زار کی مین ڈبل روڈ پر ڈھولن وال کی طرف مڑنے سے پہلے لوگوں کے ایک جم غفیر نے اس جنازے کی راہ روک لی۔ یہ چوک یتیم خانہ، ملتان روڈ، ڈھولن وال اور گردونواح سے آپؒ کے معتقدین تھے جو آپؒ کا آخری دیدار کرنا اور آپؒ کے جنازے کو کندھا دینا چاہتے تھے۔ تمام افراد نے قطار باندھ کر سلیقے سے آپؒ کے رُخِ انور کی زیارت کی۔ پھر اس چوک ہی میں ہزاروں افراد نے آپؒ کی نمازِ جنازہ کا دوبارہ اہتمام کیا۔ امامت مولوی محمد عالم صاحب خطیب مسجد ڈھولن وال نے کرائی۔ یہاں سے مزار شریف تک تقریباً

Marfat.com

ڈیڑھ کلو میٹر کا فاصلہ لوگوں نے بڑی تنظیم سے آپؒ کو باری باری کندھا دے کر طے کیا۔ نمازِ ظہر سے کچھ پہلے آپؒ کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔

؎ یہ زندگی حیات ہے یا موت ہے حیات
گزری تمام عمر اسی اشتباہ میں

آپؒ کی وفات پر جس طرح بیگانے اور لاتعلق لوگ بھی روئے اس سے اُس محبت و احترام کی نشاندہی ہوئی جو لوگوں کے لاشعور میں آپؒ کے لئے تھی۔

؎ اس رنگ سے گزار دی اکبرؔ نے زندگی
روتے اِدھر ہیں لاش پہ دشمن اُدھر عزیز

حضرت اکبرؒ کے حکم کے مطابق قبر شریف کی گہرائی چھ فٹ، چوڑائی چار فٹ، اور لمبائی ساڑھے چھ فٹ رکھی گئی تھی۔ آپؒ فرماتے تھے کہ جب حضور پُر نور، امام الانبیاء ﷺ تشریف لائیں تو میں چاہتا ہوں کہ آپ کا استقبال نہایت نیاز مندی کے ساتھ کھڑے ہو کر کروں۔

Marfat.com

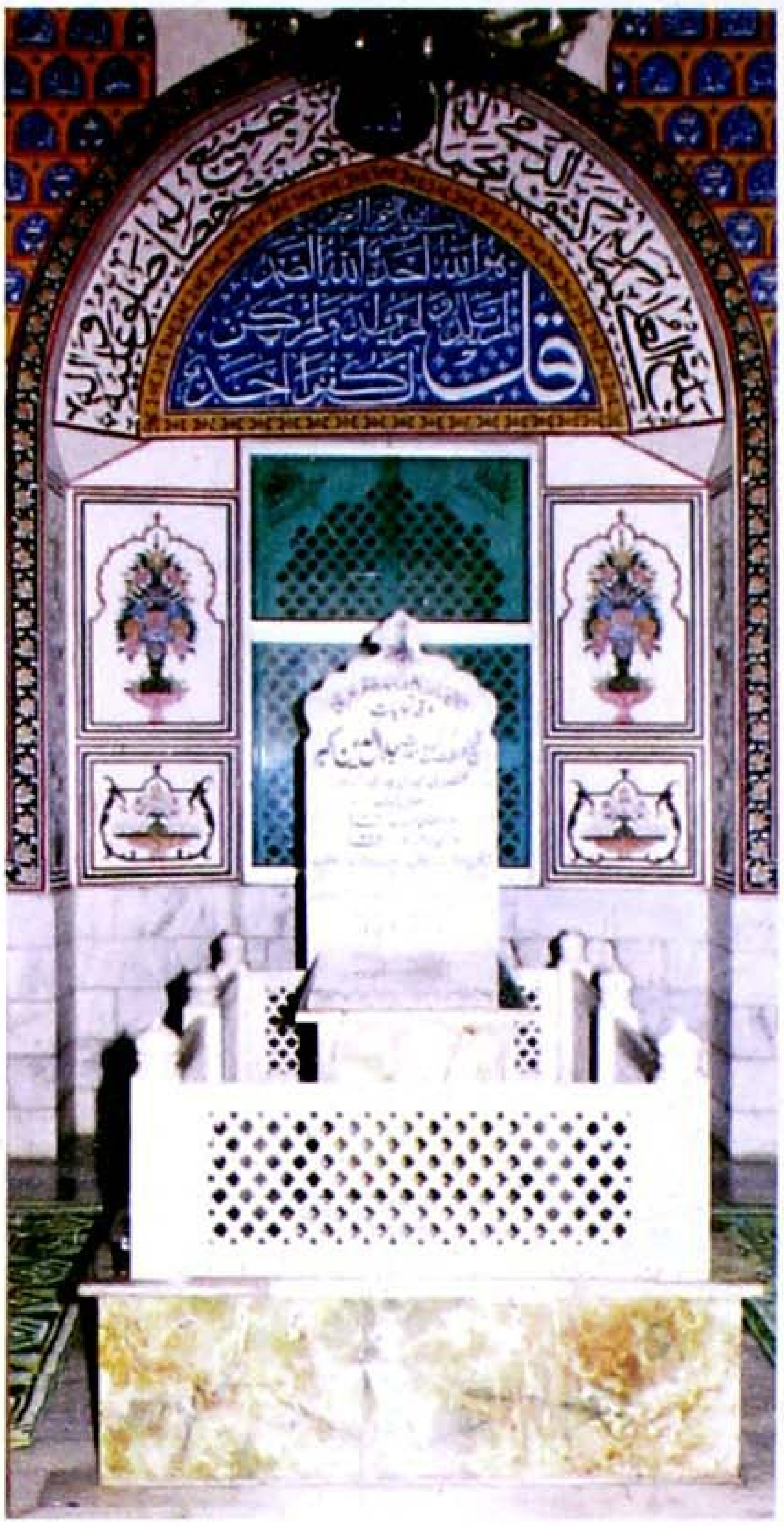

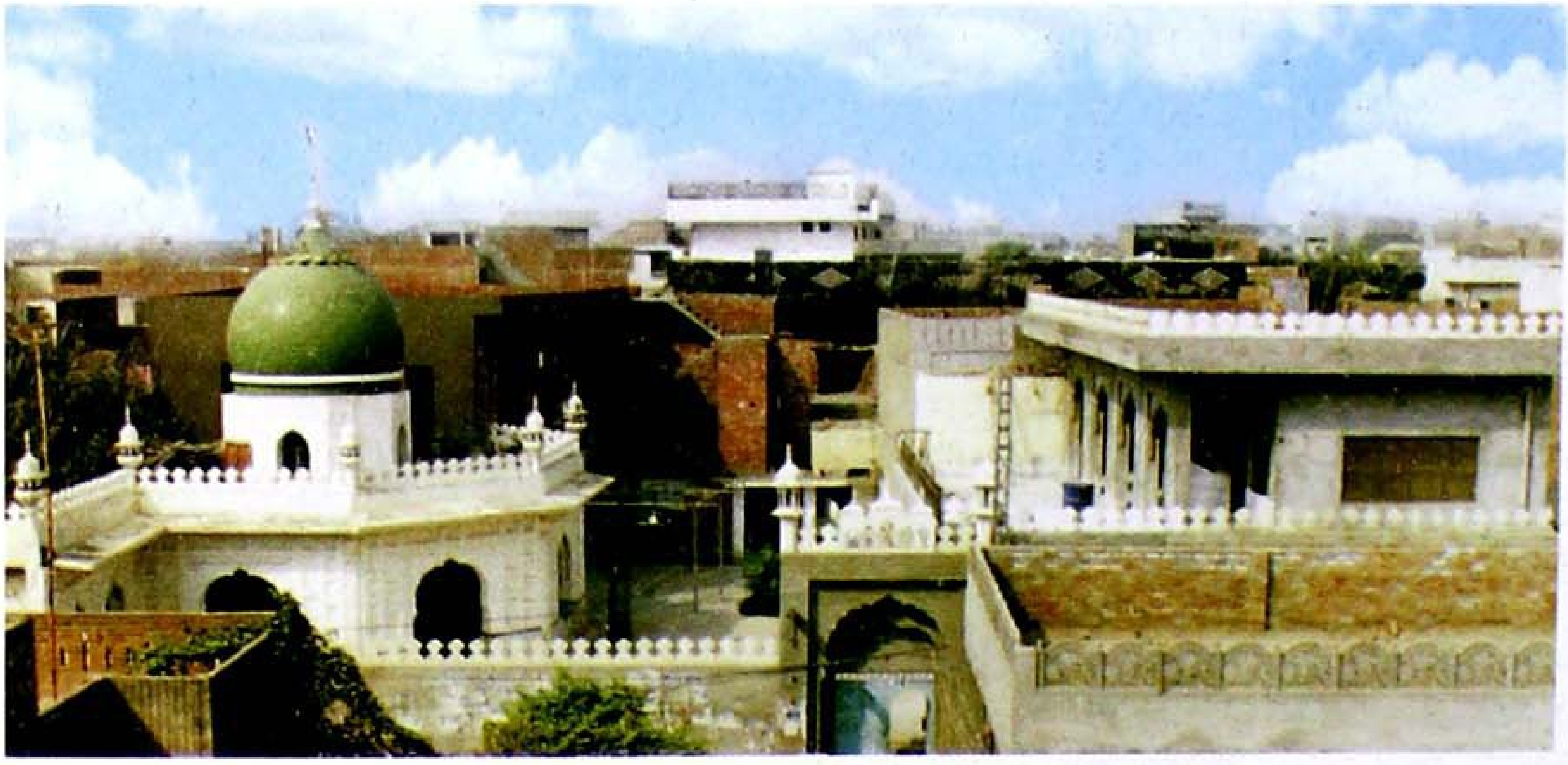

آپؒ کا مزارِ شریف پیچھے اکبری مسجد جسکی دوسری منزل کی توسیع کا

کام ہو رہا ہے۔ دو منزلہ مدرسۃ الاکبر اور فری کلینک دائیں طرف ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

آپؒ کا کلام

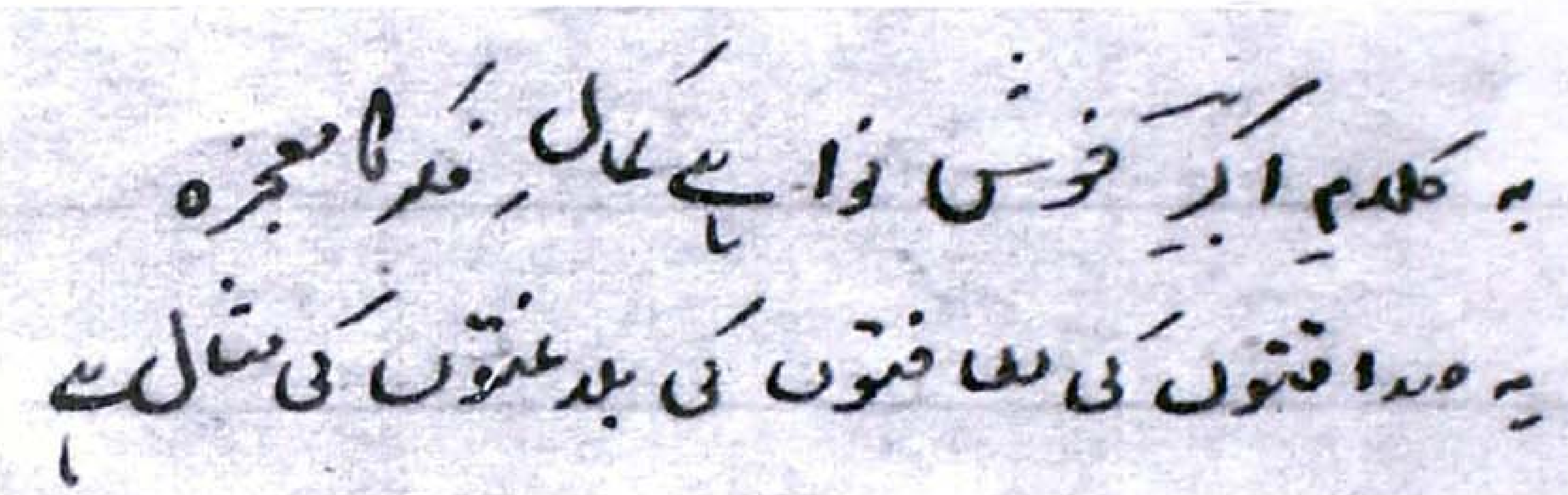
یہ کلامِ اکبرِ خوش نوا ہے کمالِ فکر کا معجزہ
یہ صدا نغموں کی لطافتوں کی بلاغتوں کی مثال ہے

Marfat.com

Marfat.com

اللہ کی ہے مجھ کو طلب　　اللہ جس کا اس کے سب
یاد میں اس کی گریۂ شب　　میرے لئے ہے وجہِ طرب
ذکر ہے اس کا صبح و شام　　یاد ہے اس کی روز و شب
جنت اس کا لطف و کرم　　دوزخ اس کا غیظ و غضب
ہائے نویدِ جلوۂ ذات　　ہائے وعیدِ ذاتِ لہب
شکر کے سجدے میں پیہم　　دیکھو میرا حسنِ طلب
غیروں کا محتاج نہ رکھ　　اے مرے مولا اے مرے رب
میرے لئے ہے مشعلِ راہ　　اُسوہؑ روشنِ ماہِ عربؐ
جذبِ دل ہے بروئے کار　　اب آئے وہ آئے اب
جانے کہاں کھو جاتا ہوں　　ملتے ہیں وہ مجھ سے جب
جب سے اُس کا ہوش ہوا ہے　　ہوش میں آتے ہیں ہم کب
آنسو اُمڈے آتے ہیں　　اور نہیں ہے کوئی سبب

دَین ہے اکبرؔ اس کی سب
حُسنِ کلام اور حُسنِ ادب

Marfat.com

حضورِ سرورِ کونینؐ کا جس وقت نام آیا محبت سے زبانوں پر درود آیا سلام آیا
بلند و پست سب پر ہو گئیں رحمت کی برساتیں وہ بحرِ لطفِ خاص آیا وہ بحرِ فیضِ عام آیا
نثار اس کے مری دشواریٔ منزل ہوئی آساں زباں پر اس کا نام آیا ہے جب مشکل مقام آیا
وہ یاد آئے تو شرحِ دل کی کیفیت کا کیا کہنا سمجھتا ہوں حضورِ حق سے پھر کوئی پیام آیا
وہ تنہائی کی شب، لب پر درود اور دل میں شوق اسؐ کا مجھے صبحِ مسرت بن کے گویا وقتِ شام آیا
طلب صادق اگر ہو کیوں رہو محروم ساقی سے کہ میں جب تشنہ لب پہنچا تو مجھ تک دورِ جام آیا
اگر ذوقِ تماشا ہو تو ہیں مفتِ نظر جلوے کوئی جب زیرِ بام آیا تو وہ بالائے بام آیا
وہ جوشِ اشتیاقِ دید، وہ انوارِ پاکیزہ نگاہوں کو نشاط جلوۂ مستی کا پیام آیا
یہ سب اک جذبۂ توفیق کا ہے فیض اے ہمدم نہ طاعت میرے کام آئی نہ کوئی زُہد کام آیا
مجھے تنہا طریقِ عشق میں جانا پڑا آخر کہ تھک کر رہ گیا جو ساتھ میرے چند گام آیا

تعلق کی کوئی حد ہے کہ اکبر نامِ پاک اس کا
خدا کے نام کے ساتھ ہر جگہ بالالتزام آیا

Marfat.com

کیا غم اگر ہجومِ بلا میرے ساتھ ہے — مونس ہے میرا صبر، رضا میرے ساتھ ہے
تقلیدِ کفر میرے لئے وجہِ عار ہے — جب اسوۂ رسولِ خدا میرے ساتھ ہے
ایماں کو میرے کوئی نہیں خطرۂ زوال — جب تیرا خوف اور رجا میرے ساتھ ہے
دنیا کی منزلوں میں نہیں خوفِ گمرہی — جب تیرا شوقِ راہنما میرے ساتھ ہے
مجھ کو جفائے دوست کا کوئی گلہ نہیں — جب تک کہ میرا ذوقِ وفا میرے ساتھ ہے
یہ دم کا کارواں ہے تیری یاد میں رواں — دل کیا ہے ایک بانگِ درا میرے ساتھ ہے
اک تیرا ذکر روح میں ساری ہے روز و شب — اک تیری یاد صبح و مسا میرے ساتھ ہے
دل زندہ ہوگیا ہے ترے ذکر و فکر سے — شکرِ خدا کہ آبِ بقا میرے ساتھ ہے
اب گوشِ دل ہے اور محبت کے زمزمے — یہ کون ہے جو نغمہ سرا میرے ساتھ ہے
میرا مقام میرا نشیمن ہے بامِ دوست — یعنی کمندِ آہِ رسا میرے ساتھ ہے
صف بستہ ہیں نعیمِ دو عالم مرے لئے — دستِ دعا و ذوقِ دعا میرے ساتھ ہے
میرے عمل ہیں دوزخ و جنت کے رہنما — حقا مری جزا و سزا میرے ساتھ ہے
اوروں کے پاس دولتِ دنیا کے ڈھیر ہیں — اور تیرا دردِ روح فزا میرے ساتھ ہے
صبر و صلوٰۃ و ذکر سے ہے واسطہ مجھے — وہ ذات جو ہے سب سے جدا میرے ساتھ ہے

اکبر بتوں کے لطف سے محروم ہوں اگر
کچھ غم نہیں کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے

Marfat.com

سکول کا زمانہ

حسن کی ابتدا کمال حسن کی انتہا کمال
عشق کی ابتدا طلب عشق کی انتہا طلب

Marfat.com

اہلِ عدم کے خواب پہ بیداریاں نثار اہلِ جہاں کا جاگنا مانندِ خواب ہے
ہم کو کتابِ دہر سے کچھ یاد ہے اگر اے ہمنشیں وہ مہر و محبت کا باب ہے
جاتا رہا وہ کیفِ زمانِ ہجومِ لطف اب میں ہوں اور آپ کا رنگِ عتاب ہے
پھولوں میں تازگی ہے نہ یہ ماہ میں ہے نور کہتا ہے کون حسن کا تیرے جواب ہے
تیری نگہ کے ساتھ زمانہ بدل گیا اک انقلاب باعثِ صد انقلاب ہے
دنیائے ننگ و نام ہو یا ہو جہانِ عشق اہلِ ہوس کی ہر جگہ مٹی خراب ہے

شورِ بے ہنگام ہوں میں یا خیالِ خام ہوں در حقیقت ہیچ ہوں یعنی کہ ہیچ انجام ہوں
دیکھتا ہوں اُسے تو محفلِ اغیار میں کامیابی میں بھی یعنی ہر طرح ناکام ہوں
المدد اے گردشِ گردونِ گرداں المدد پیس دے اس دل کو جس سے موردِ آلام ہوں
جام دے ایسا مٹا دے جو خیالِ این و آں کب سے صرفِ التجا اے ساقیٔ گلفام ہوں
کون کہتا ہے کہ تیری چشم کا سرخوش نہیں کون کہتا ہے کہ میں حسرت پرست جام ہوں
ایک مدت سے ہے دل میں خواہشِ وصلِ حبیب ایک مدت سے میں وقفِ حسرتِ ناکام ہوں
شوق یہ کہتا ہے ہر دم اُس کو دیکھا کیجئے آرزو کہتی ہے یہ میں موت کا پیغام ہوں
دیر سے اکبرؔ ہوں میں ناواقفِ صبحِ وصال
حسرت و اندوہ و یاس و بیکسی کی شام ہوں

Marfat.com

یا اپنے دل میں درد نہ پیدا کرے کوئی
یا پھر کرے تو کچھ نہ مداوا کرے کوئی

دنیا سے راہ و رسمِ محبت ہی اُٹھ گئی
اب کیا بھلا کسی کی تمنّا کرے کوئی

مانا کہ عیسیٰ دم ہے پئے کشتۂ ادا
وہ آنکھ پھیر لے تو بھلا کیا کرے کوئی

بگڑی رہیں وہ آئینۂ دل میں بیٹھ کر
اب خاک اعتبار کسی کا کرے کوئی

آئے نہ یوں مشاہدۂ حق میں ان کی یاد
بیٹھے بٹھائے یوں نہ ستایا کرے کوئی

انکارِ تابِ حسن پر ہم چپ سے رہ گئے
کیا تاب کیا مجال کہ پوچھا کرے کوئی

جب ہمیں اپنی جبیں کا ہی نشاں ملتا نہیں
ٹھوکریں کھاتے پھیریں کیوں آستانے کے لئے

ماہر و نازاں نہ ہو افزائشِ خوبی پہ تو
آسماں گویا بڑھاتا ہے گھٹانے کے لئے

دل میں جم کر رہ گیا نقشِ محبت اور بھی
کوششیں کرتا تھا اُس کو بھول جانے کے لئے

مجھ کو بھٹکائے لئے پھرتی ہے عقلِ نارسا
کاش آجائے جنوں رستہ دکھانے کے لئے

نہ کہو عشق کا کہا نہ کہو
جس طرح ہوا نہیں خدا نہ کہو

میری الفت پہ حرف آتا ہے
نہ کہو اُس کو بے وفا نہ کہو

لذتِ ضبط پھر کہاں اکبؔر
نہ کہو دل کا مدّعا نہ کہو

Marfat.com

١٩٢٦ء سے پہلے

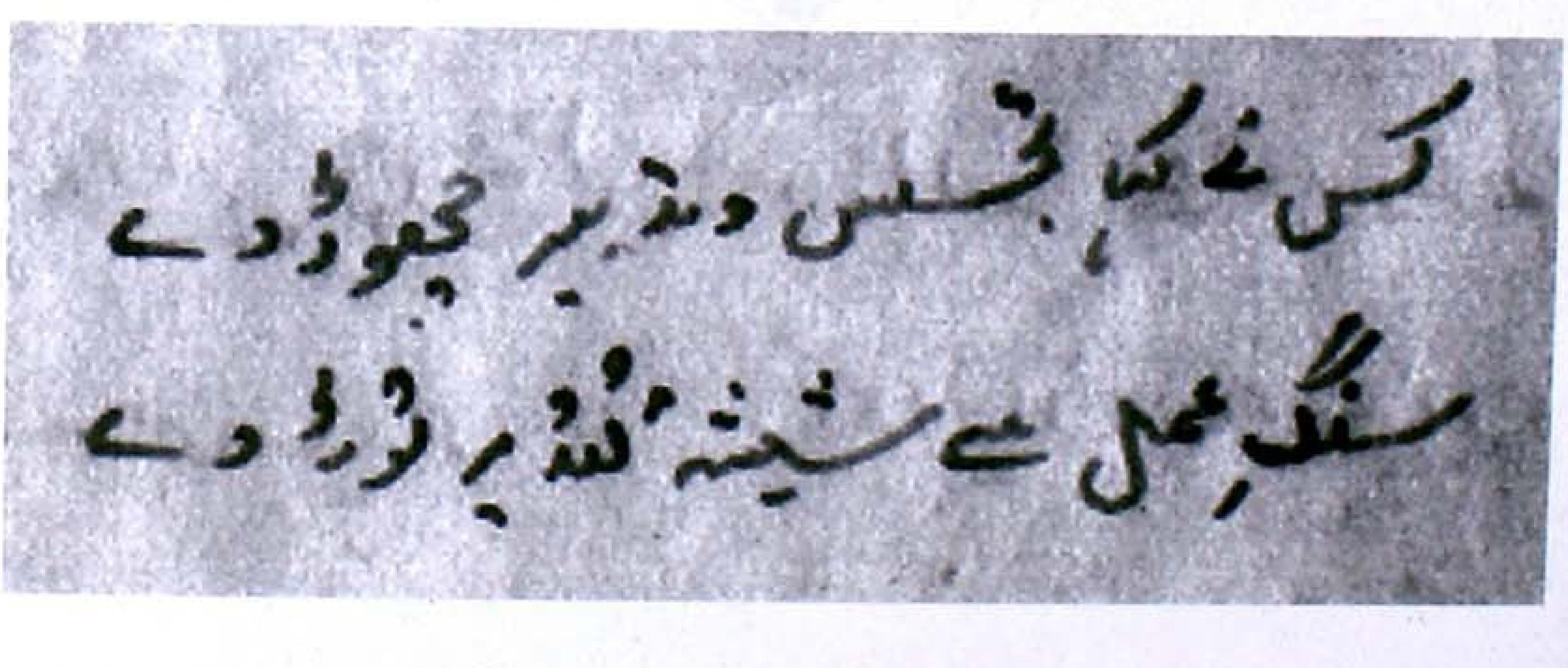
کس نے کہا تجسس و تدبیر چھوڑ دے
سنگِ عمل سے شیشۂ تقدیر توڑ دے

Marfat.com

دُعاہائے مستجاب

(ترجمہ از ولکوکس)

(۱)

زر و دولت کی جب حق سے دعا کی
ہوا گوھر چھُوا میں نے جو کنکر
سکوں کی بے قراری نے جگہ لی
بہت نادم ہوا اپنی دعا پر

(۲)

خدا سے میں نے مانگی جاہ و شہرت
جہاں میں ہو گیا مشہور و معروف
مگر یہ بھی ہوئی وجہِ مصیبت
خوشی افسوس اس پر تھی نہ موقوف

(۳)

پھر اُس سے کی محبت کی تمنّا
ہوا دل جس کے بر آنے سے مضطر
مجھے اوّل اس آتش نے جلایا
اور اب اک داغ سا باقی ہے دل پر

(۴)

خدا سے کی طلب آخر قناعت
ہوا قلبِ سیہ روشن سراپا
میسّر ہے اب اطمینان و قوّت
یہی پہلے تمنّا کاش کرتا

بخت اپنا بھی کبھی کاش کے یاور ہوتا
نالۂ جانِ حزیں بامِ اثر پر ہوتا
چاک کرنے سے گریباں کے مزے کیا حاصل
تجھ میں اے دستِ جنوں دامنِ دلبر ہوتا

اب جو ملتا نہیں ظالم کو جفاکش کوئی
ہاتھ مل کر وہ یہ کہتا ہے کہ اکبر ہوتا

Marfat.com

حُسنِ تلوّن

کیسی نخشی ہے خدا نے یہ طبیعت مجھ کو
لئے پھرتی ہے سدا جانبِ رفعت مجھ کو
اپنے اس حسنِ تلوّن پہ فدا ہوں اکبرؔ
آج ذرّے سے ہے کل مہر سے الفت مجھ کو

بے حسی

اب تمنّائے عرضِ حال نہیں
اب وہ رنگینیٔ خیال نہیں
اب مجھے ہجر کا ملال نہیں
اب میں حسرت کشِ وصال نہیں
اب نہیں دل میں آرزو کوئی
اب نہیں مجھ کو جستجو کوئی

غرقِ سرور و سُور میں رہتا ہوں رات دن کیفِ نگاہِ یار کی تاثیر دیکھنا

Marfat.com

خونِ آرزو

یاد ایاّ میکہ فطرت یاس سے واقف نہ تھی
یادایاّ میکہ وہ کرتے تھے میری دلدہی

یاد ایاّ میکہ مجھ پر تھیں کرم کی بارشیں
یادایاّ میکہ کشتِ شوق رہتی تھی ھری

یاد ایاّ میکہ تھے وہ مائلِ رسمِ وفا
یادایاّ میکہ کرتے تھے وہ اکبر پروری

یاد ایاّ میکہ دل تھا شادکامِ آرزو
یادایاّ میکہ حاصل تھی مجھے پیہم خوشی

وہ غلط انداز نظریں محفلِ اغیار میں
آہ وہ نظریں جو تھیں رشکِ فسونِ سامری

کیا طلسمِ بیخودی تھی خلوتِ راز و نیاز
مدّتوں تک جس میں شمعِ آرزو روشن رہی

وہ زمانہ اور تھا کچھ یہ زمانہ اور ہے
شوق تھا جب کارفرما یاس کااب دور ہے

ہمنشین کیا چھیڑتا ہے داستانِ آرزو
مدتیں گزریں کہ چھوٹا آستانِ آرزو

کر چکے وہ آہ میری دلنوازی کر چکے
ہو چکا آباد یہ ویراں جہانِ آرزو

وہ نہیں سنتے نہیں سنتے کسی کارنج وغم
بات کرنے کو ترستی ہے زبانِ آرزو

برسرِ لطف وکرم تھی اُن کی چشمِ مے فروش
کیف پرور کس قدر تھا وہ زمانِ آرزو

وہ زمانہ بھی زمانہ تھا عجب عشرت نواز
جب سرِ پُرشور تھا اور آستانِ آرزو

آہ کیا بربادکن ہے قہر کی اُن کی نظر
اب کہیں دل میں نہیں نام و نشانِ آرزو

اس ستم پرور کی اکبر کثرتِ بیدادنے
کر دیا برباد یکسر خان و مانِ آرزو

آہ وہ طرزِ بہارِ گلفشانِ عاشقی
کاش آجائے وہی رنگِ زمانِ عاشقی

Marfat.com

تجدیدِ آرزو

یار کی جانب سے اقرارِ وفا ہونے لگا — وہ یہ کیا کرنے لگا ہم سے یہ کیا ہونے لگا
اضطرابِ شوق پھر دل میں سوا ہونے لگا — وہ تغافل آشنا پھر آشنا ہونے لگا
تلخ کامی ہائے انجامِ محبت بھول کر — لذتِ آغاز کا دل مبتلا ہونے لگا
حالتِ مستی میں اپنا یہ دلِ مضطر فدا — پھر کسی کی لغزشِ مخمور کا ہونے لگا
پھر نگاہِ ناز سے رہنے لگی کچھ ساز باز — پھر دلِ مایوسِ غم کو حوصلا ہونے لگا
پھر ہمیں آٹھوں پہر یادِ صنم رہنے لگی — دل ہمارا بے نیازِ ماسوا ہونے لگا
پھر وصال و ہجر کی وہ کشمکش رہنے لگی — پھر حیات و موت کا حاصل مزا ہونے لگا
خودنمائی پھر اُسے کرنے لگی ہے بے حجاب — لو ہمارے ہوش کا پھر خاتمہ ہونے لگا
دے رہا ہے پھر فریبِ دلنوازی وہ مجھے — پھر طلسمِ عشق میں دل مبتلا ہونے لگا
بے نیازی بن گئی ہے پھر کسی کی التفات — قیدِ غم سے پھر دلِ شیدا رہا ہونے لگا
پھر ہوا ہوں باریابِ آستانِ عاشقی — پھر سرِ پُر شور میں سودا سوا ہونے لگا
پھر ہمارے آنسوؤں سے تر ہے اس کی آستیں — گریۂ خونیں پھر اپنا غم ربا ہونے لگا
پھر نگاہِ گرم اُس کی ہو گئی سرگرمِ ناز — گرم اپنے دل کا پھر آتشکدا ہونے لگا
التہابِ آتشِ دوزخ ہے دل میں موجزن — ہر نفس مثلِ ہوا پھر شعلہ زا ہونے لگا
پھر تڑپتی ہیں حریمِ عاشقی میں بجلیاں — اضطراب آموز پھر رنگِ حیا ہونے لگا
حسن سے پھر سرکشی کرتا ہے عشقِ فتنہ خیز — یعنی تسلیم و رضا کا فیصلا ہونے لگا
پھر وفائے حسن کا ہے امتحاں مدِ نظر — پھر جنونِ بیخودی اُس سے خفا ہونے لگا
پھر ہمیں کہنے لگا وہ بے وفا و بے لحاظ — پھر ہماری بے نیازی کا گلا ہونے لگا

اس کی محفل سے محبت کامگار آنے لگی
گلستانِ آرزو پر پھر بہار آنے لگی

Marfat.com

لسانِ العصر اکبر*(مرحوم)

اُس کے اقوال رازدارِ ممات اُس کے اشعار نکتہ سازِ حیات
جب ملا شاعروں کو حسنِ قبول اور پھر ان کو مختلف درجات
اُس نے پائی زبانِ نکتہ طراز اُس نے پایا کلام خندہ صفات
غرق اس کی زباں تمسخر میں ہر تمسخر میں اُس کے تلمیحات
آئینہ دارِ غم تھی اس کی ہنسی اُس کے ہنسنے میں لاکھ لاکھ نکات
اس کی ہر نظم کے معانی میں قوم کی زندگی کی تصریحات
اس کی تفسیرِ عاشقی کو دوام اُس کی تشریحِ زندگی کو ثبات
ذہن پر بارشیں تصوف کی یعنی ہر لفظ میں تجلیات
اس کی تلقین علم کا سورج اور تہذیبِ نو اندھیری رات

"لاکھ مضمون اور اسکی ایک ٹھٹھول
سو تکلف اور اسکی سیدھی بات" (حالیؔ)

مانوس ہو گئے ہیں بہت بیکسی سے ہم باز آئے شوقِ یار کی دلبستگی سے ہم
یوں موسمِ بہار میں چھوٹیں کسی سے ہم کیونکر نہ شکوہ سنج ہوں اس زندگی سے ہم
ہو گا مآلِ کار پر کیا حال اے خدا مرنے لگے فراق میں اُن کے ابھی سے ہم

ہم کو ہوئی ہے راحتِ دیوانگی نصیب
بیزار ہیں اذیتِ فرزانگی سے ہم

---
* اکبر الہٰ آبادی

Marfat.com

اظہارِ آرزو کی جو ہمت نہ ہو سکی تم نے سمجھ لیا کہ محبت نہ ہو سکی
اندوہِ شامِ ہجر سے فرصت نہ ہو سکی ہم سے وصالِ یار کی حسرت نہ ہو سکی
دل کو خیالِ یار سے فرصت نہ ہو سکی رنجِ شبِ فراق کی خدمت نہ ہو سکی
جھوٹوں ہی پوچھتے کبھی بیمارِ غم کا حال تم سے نہ ہو سکی یہ مروّت نہ ہو سکی
سب اضطرابِ شوق میرا رائیگاں گیا تم سے کوئی نگاہِ عنایت نہ ہو سکی
جور و جفائے یار پر بھی شادماں رہا یعنی ہمارے دل کو نصیحت نہ ہو سکی
کیوں مٹ رہا ہے اُس بُتِ غفلت شعار پر معلوم ہم کو دل کی حقیقت نہ ہو سکی
دامانِ یار تک نہ تصور میں بھی گیا اتنی بھی دستِ شوق سے جرأت نہ ہو سکی
اتنی سرور خیز تھی ساقی کی چشمِ مست جامِ شراب سے مجھے رغبت نہ ہو سکی
اتنا ترے خیال نے بیخود بنا دیا اندوہِ انتظار کی زحمت نہ ہو سکی
اکبر وفورِ یاس میں احساس مٹ گئے
آنے سے اُس کے دل کو مسرت نہ ہو سکی

رنجِ فراقِ یار کی ہمت نہ ہو سکی یعنی دعائے ترکِ محبت نہ ہو سکی
تمکینِ ناروا میں وہ پرسش نہ کر سکے خودداریوں میں ہم سے شکایت نہ ہو سکی
اللہ رے دشتِ عشق میں وارفتگیٔ شوق مجھ سے تمیزِ راحت و زحمت نہ ہو سکی
رنجِ فراق بن گیا اب اضطرابِ وصل حاصل کسی طرح ہمیں راحت نہ ہو سکی
سنتے رہے وہ شوق سے میری شکایتیں کچھ بات تھی کہ اُن سے ملامت نہ ہو سکی
میری نگاہِ شوق بنی ترجمانِ دل خاموش یہ زبانِ محبت نہ ہو سکی
حیرت افروز ہو گئیں تیری تجلیاں دیدارِ برقِ حسن کی جرات نہ ہو سکی
ہم اُن سے اضطراب میں کچھ بھی نہ کہہ سکے بس مختصر یہ ہے کہ صراحت نہ ہو سکی
ہیں شاد کامِ عشق دلِ شادماں سے ہم
محسوس کوئی ہم کو مصیبت نہ ہو سکی

Marfat.com

امید وبیم زیست سے فرصت نہیں مجھے
کیسے کہوں کہ عقل مصیبت نہیں مجھے

مجھ کو سنا رہے ہیں وہ افسانہ ہائے قیس
گویا جنوں نہیں مجھے وحشت نہیں مجھے

یہ برہمی ضرور نہیں اے نگاہِ یار
کیا عرضِ حال کی بھی اجازت نہیں مجھے ؟

مرنا ہے قبل مرنے کے مجھ کو ہزار بار
اے موت جا کہ مرنے کی فرصت نہیں مجھے

اس دردِ لا دوا میں ہے انسانیت کا راز
کیونکر کہوں کہ عشق غنیمت نہیں مجھے

یا یہ کہ تم ہو دشمنِ اربابِ اشتیاق
یا پھر کمالِ عشق ودیعت نہیں مجھے

وہ خوب جانتے ہیں مرے دل کی آرزو
اظہارِ آرزو کی ضرورت نہیں مجھے

اس جنسِ ناقبول کو لے جایئے کہاں
کہتے ہو تم وفا کی ضرورت نہیں مجھے

ہے ترکِ آرزو میں بھی اک رنگِ آرزو
حاصل کسی طرح بھی فراغت نہیں مجھے

پھر اس کو چاہتا ہے دلِ آرزو پسند
جس سے امیدِ غیرِ عداوت نہیں مجھے

میں اور قصدِ انجمنِ دلفریبِ دوست
"یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے"

اکبر دل اور ترکِ محبت ! غلط ! غلط !!
الفت وہ جرم ہے کہ ندامت نہیں مجھے

بھر دئے جامہائے گل ساقیٔ نوبہار نے
توبہ پہ غلبہ پا لیا جذبۂ بادہ خوار نے

پھر وہی شوقِ جستجو مجھ کو لگا اُبھارنے
دشت کا ذرہ ذرہ پھر مجھ کو لگا پکارنے

خوب سکھائیں شوخیاں خوب سکھائیں تیزیاں
حسنِ جفاطراز کو عشقِ وفا شعار نے

پیکِ اجل کو دیکھ کر ہو گیا عازمِ سفر
لینے دیا نہ زادِ راہ مجھ کو پیامِ یار نے

میری ہی زشت روئی میں حسن کا تیرے راز ہے
کیسی پتے کی بات کل گُل سے کہی تھی خار نے

Marfat.com

تابِ بیانِ دردِ محبت نہیں مجھے اندیشہء سکونِ طبیعت نہیں مجھے
وہ چشمِ دلنواز ہے پھر برسرِ کرم ! حاصل سکونِ یاس کی راحت نہیں مجھے
افسردگی سے عشق کی واقف نہیں ہوں میں یعنی خمارِ بادۂ حسرت نہیں مجھے
مرتا ہوں جانگدازیٔ فرقت کے لطف پر اندوہ جانگدازیٔ فرقت نہیں مجھے
اب انتہائے شوق نے بیخود بنا دیا اب امتیازِ خلوت و جلوت نہیں مجھے
مدت سے میرا دل تو ہے بیگانۂ کرم اب التفاتِ یار کی حاجت نہیں مجھے
اللہ رے حسنِ یار کی رنگ آفرینیاں نظارۂ جمال کی جرات نہیں مجھے
کچھ بات تھی کہ اُن سے محبت ہوئی مجھے کچھ بات ہے کہ اُن سے محبت نہیں مجھے
آتا نہیں ہے چین بھی اُن کے سوا کبھی کہتا ہوں یہ بھی آپ سے الفت نہیں مجھے
کرتا ہوں میں بیانِ ستم برسبیلِ ذکر ہر چند اُن سے کوئی شکایت نہیں مجھے
اکبر ازل سے دل ہے ستم خوردۂ جفا
اندازۂ بہارِ محبت نہیں مجھے

وہ دل ہی کیا ہے حسن جہاں جلوہ گر نہ ہو سر ہے وبالِ دوش جو سودائے سر نہو
مانا ہے تو سکوں دہِ جان و دل و جگر غمازِ رازِ دل مگر اے چشمِ تر نہو
لو وہ تو میری قیدِ تصور میں آگئیں یا رب یہ میرے جذبۂ دل کا اثر نہو
ہر ذرہ کائنات کا تصویرِ حسن ہے وہ کونسی جگہ ہے جو خلدِ نظر نہو
جینا اگر نہ آئے تجھے تو خوشی سے مر مرہونِ منتِ دمِ عیسےٰ مگر نہو
سنتے ہیں زور پر ہے کسی کا جنونِ شوق
دیکھو تو چل کے اکبرِ شوریدہ سر نہو

Marfat.com

جلوہ ہے تیرا سلسلۂ جنبانِ آرزو دل میں بپا ہے شورشِ طوفانِ آرزو
دل میرا کیا ہے؟ زخم ہے مرہم سے بے نیاز تیری نگاہ کیا ہے؟ نمکدانِ آرزو
ہر پردۂ نگاہ میں اک نازِ دلفریب دیکھے تو کوئی وسعتِ دامانِ آرزو
پیشِ نظر ہے جلوۂ شمعِ جمالِ دوست پھر جگمگا رہا ہے شبستانِ آرزو
پھر آرزو کا شوق ہوا دل میں جا گزیں ہر چند ہو چکا تھا پشیمانِ آرزو
میری طرف وہ دیکھ کریوں مسکرا دیے پھولوں سے بھر گیا مرا دامانِ آرزو
لو رنگِ یاس باعثِ آرامِ جاں ہوا پایا کبھی نہ دل کو پریشانِ آرزو
لیجو نہ بھول کر بھی کبھی آرزو کا نام اے دل ہے یاس معنیٔ پنہانِ آرزو
مایوس کر سکیں نہ تیری سرد مہریاں ٹھنڈا ہوا نہ داغِ فروزانِ آرزو
بیٹھا ہوں اُس کی جلوہ گہ ناز میں خموش دل میں دبائے شورشِ طوفانِ آرزو
تیرا خیال باعثِ تسکینِ جان و دل (ق) تیرا جمال رونقِ ایوانِ آرزو
تیرا فراق فتنہ گہِ اضطرابِ شوق تیرا وصال مرکزِ ایمانِ آرزو
تیری ادا فروغِ صنم خانۂ حیات تیری نگاہ شمعِ شبستانِ آرزو
ترا کرم عزیز، ترا غم عزیز تر یہ جانِ آرزو ہے وہ جانانِ آرزو
رنگینیاں کہاں ہیں جہانِ خراب میں یہ راز کچھ نہیں مگر احسانِ آرزو
مجھ سے نہ پوچھ اہلِ محبت کی داستان میں ہرزہ گرد بادیہ گردانِ آرزو
وہ عالمِ شباب گیا دل بدل گیا ثابت ہوئی ہے سستی پیمانِ آرزو

آیاتِ عیش کا یہاں نام ونشاں نہیں
اکبر ہوں میں بھی حافظِ قرآنِ آرزو

یہ تعجیل اچھی نہیں حضرتِ دل محبت کا ہوگا اثر ہوتے ہوتے

Marfat.com

عشق میں مغموم رہنا ہے خوشی میرے لئے
باعثِ تسکین ہے دل کی بکلی میرے لئے

دل میں روشن ہے چراغِ عاشقی میرے لئے
اک طلسمِ بیخودی ہے زندگی میرے لئے

آرزوں کی کشاکش سے سدا محفوظ ہوں
روح پرور کس قدر ہے بیدلی میرے لئے

اے خدا غیروں کو حاصل ہو فروغِ حسنِ دوست
اور یہ اندوہِ دردِ بیکسی میرے لئے

ہیں فروزاں داغہائے دل مثالِ برقِ طور
شامِ ہجراں میں ہوئی ہے روشنی میرے لئے

ہوں مبارک زاہدوں کو جاوداں حور و قصور
عالمِ فانی کا حسنِ عارضی میرے لئے

میں نے اکبر اس کو پہنچایا ہے تا حدِ کمال
ہے فلک آسا زمینِ شاعری میرے لئے

دل ابتدا سے محوِ تمنائے کیف ہے
سر میں ازل سے نازشِ سودائے کیف ہے

اُس چشمِ مست سے ہے عجب دل کو اختلاط
صہبائے کیف وہ تو یہ مینائے کیف ہے

ہر دل ہے جوشِ بادۂ الفت سے میکدہ
تیری نگاہ انجمن آرائے کیف ہے

ہے طورِ دل پہ بارشِ انوارِ حسنِ دوست
ہر ذرّہ میرے واسطے سینائے کیف ہے

دنیا کے مخمصوں سے ہوئی مخلصی نصیب
آسودگی نواز یہ دنیائے کیف ہے

سرشار اُن کی مست نگاہوں سے ہے نظر
آباد میرے عشق میں دنیائے کیف ہے

اب میں ہوں اور بیخودیٔ شوق کے مزے
اب دل ہے اور حسنِ تماشائے کیف ہے

یہ ہلکی ہلکی چاندنی مدہوش یہ فضا
دنیا کے ذرّے ذرّے میں صہبائے کیف ہے

اُس چشمِ مے فروش پہ مدت سے ہوں فدا
مدت سے میرے دل میں تو لائے کیف ہے

اکبر اُسی طرح سے ہے شیدائے حسنِ یار
اب تک وہی ہے سر وہی سودائے کیف ہے

Marfat.com

حُسنِ خود بیں کو خود نما کر کے | "کیا* ملا عرض مدعا کر کے"
آئے تسکینِ اضطراب کو وہ | اور بھی چلے کچھ سوا کر کے
اور بھی کر دیا مجھے محتاج | ایک حاجت مری روا کر کے
کیسے گزرے گی رات فرقت کی | دن تو کاٹا خدا خدا کر کے
رشکِ ایماں ہے میرا کفرِ وفا | پوجتا ہوں اُسے خدا کر کے
ہو گیا حُسن شرمسارِ جفا | عشق نادم ہوا گلا کر کے
عشق نادم تو حسن ہے مغرور | یہ وفا کر کے وہ جفا کر کے

مٹ گیا وہ نظر کا ذوق اکبر
کیا ملا دل کو پارسا کر کے

(*رند لکھنوی)

عالم فریفتہ ہے اسی عشوہ ساز کا | دیکھو تو رنگ جلوۂ حسنِ مجاز کا
احساں ہے تیرے شیوۂ غفلت طراز کا | اب خوف ہی نہیں مجھے افشائے راز کا
اب وہ نگاہِ شوق سے رہتے ہیں بدگماں | یہ ہے مآل عشق دلِ پاکباز کا
نغماتِ سوزِ غم سے ہے لبریز اے ندیم | اچھا نہیں ہے چھیڑنا اس دل کے ساز کا
اتنا تری نگاہِ محبت پہ ناز ہے | ہے عرش پر دماغ دلِ پاکباز کا
مجھ پر نظر عتاب کی ہو یا نگاہِ لطف | مجھ کو جنوں میں ہوش نہیں امتیاز کا
اب رنگِ اضطراب میں باقی نہیں ہے ضبط | اب مجھ میں حوصلہ نہیں اخفائے راز کا
عشقِ جنوں نواز کا احسان دیکھیے | اب ہوش ہی نہیں ہے نشیب وفراز کا

میں اور ایسے شعر کہوں وجد آفریں
سب فیض ہے یہ عابدِ اکبر نواز کا

Marfat.com

اب دوا میں ہے نہ دعا میں اثر دلِ بیمار کا خدا حافظ
دستِ وحشت ہوا ہے پھر گستاخ دامنِ یار کا خدا حافظ
پھر نگہ یار کی ہے برسرِ لطف دلِ خود دار کا خدا حافظ
کام بگڑے تمام بن بن کر ہمتِ کار کا خدا حافظ
دل ہے اور آرزوئے وصلِ حبیب اس ہوسکار کا خدا حافظ
بُت ہی بُت ہر طرف ہیں جلوہ فروش شیخِ دیندار کا خدا حافظ
شاد اس کو کبھی نہیں دیکھا
اکبرِ زار کا خدا حافظ

حسن کی ظلم کوشیاں نہ گئیں عشق کی سرفروشیاں نہ گئیں
آپ کی سرد مہریاں نہ گئیں شوق کی گرم جوشیاں نہ گئیں
مجھ سے تشریحِ آرزو نہ چھٹی اور اُن کی خموشیاں نہ گئیں
نہ گئے کیفِ بیخودی کے مزے دل کی پیمانہ نوشیاں نہ گئیں
عشق کی پاکبازیاں نہ مٹیں حسن کی خودفروشیاں نہ گئیں
اُن کے جلووں نے پھول برسائے ناز کی گل فروشیاں نہ گئیں
ہے ستم خوردۂ جنوں اکبر
اُس کی خانہ بدوشیاں نہ گئیں

دلِ مرحوم رہ رہ کر مجھے اب یاد آتا ہے وہ اُس کا دیکھ کر ہر اچھی صورت کو مچل جانا

Marfat.com

کس کا یہ جلوۂ انوار نظر آتا ہے   نور ہی نور دلِ تار نظر آتا ہے
ظلمتِ کفر ہے زاہد ترا نورِ ایماں   تری تسبیح میں زنّار نظر آتا ہے
تجھ کو اللہ نے بخشا ہے یہ کیا حسنِ کلام   تیرے انکار میں اقرار نظر آتا ہے
کیا ستم تو نے کیا لطفِ عمیم جاناں   جو کوئی ہے وہ ہوسکار نظر آتا ہے
آرزو دل کی بر آئی تری شوریدہ سری   پاس ہی دامنِ کہسار نظر آتا ہے
اہلِ عالم جسے کرتے ہیں خوشی سے منسوب   مجھ کو اس عیش میں ادبار نظر آتا ہے

زیست کا میری نہیں گر کوئی ساماں اکبر
ہائے مرنا بھی تو دشوار نظر آتا ہے

عشق نے جب سے کر دیا برباد   خانۂ روح ہو گیا آباد
عبرت انگیز ہے مری ہستی   سبق آموز ہے مری افتاد
ہوں ازل سے غمِ وفا میں اسیر   غم ہر دو جہان سے آزاد
چھٹ کے جائیں بھی تو کہاں جائیں   ہم اسیرانِ الفتِ صیاد
ہو رہے ہیں وہ مہرباں مجھ پر   دے رہے ہیں قصورِ عشق کی داد
خوب دیکھیں فنا کی تصویریں   خوب دیکھا ہے عالمِ ایجاد
آہ وہ شیوہ ہائے دلداری   آہ یہ ظلم !! آہ یہ بیداد
بھولتا ہی نہیں ہے وہ مجھ کو   بھول کر بھی کیا نہ جس نے یاد

میرے مٹنے سے عشق مٹتا ہے
اے جفا کیش اے ستم ایجاد

کیجیے درد کا درماں تو سوا ہوتا ہے   شکوہ کس بات کا قسمت کا لکھا ہوتا ہے

Marfat.com

وہ تو ہے میری جان کا دشمن کر سکے گا اب اور کیا دشمن
اب ستم سے بھی ہے دریغ تجھے اے جفا دوست ! اے وفا دشمن!!
ایک وہ اور تمام دنیا دوست ایک میں اور ہزارہا دشمن!
خود مرا شوق ہے مرا قاتل آپ ہوں اپنی جان کا دشمن
پھر ہوا دل فدا حسینوں پر پھر زمانہ ہوا مرا دشمن
وہ نگہ ! تیر وہ غلط انداز کہ ہر ایک بات پا گیا دشمن
عشق اور عشق میں ہوسکاری
شرم اے اکبر صفا دشمن

غم سے لبریز ہے عیش سے معمور بھی ہے "عشق کہتے ہیں جسے نار بھی ہے نور بھی ہے"
چشمِ نظارہ طلب چاہیئے مثلِ موسیٰ برق ایمن بھی ہے اور جلوہ گہ طور بھی ہے
حضرتِ دل نہ یونہی قصۂ غم کہہ دینا
دیکھنا پہلے کہ سُننا انہیں منظور بھی ہے؟

مظہرِ شانِ کبریا ہیں ہم یعنی خلقت کا مدعا ہیں ہم
ہم سے قائم جنونِ الفت ہے یعنی سرگشتۂ وفا ہیں ہم
حسنِ خودبیں کی اک ادا ہے یہ رازِ ہستی سے آشنا ہیں ہم
ایک عالم کے دل میں بستے ہیں یعنی اک دلنشیں ادا ہیں ہم
عشق سے ہے فروغِ رنگِ جہاں
ابتدا ہم ہیں انتہا ہیں ہم

Marfat.com

مرے جذباتِ خفتہ فتنہ ساماں ہوتے جاتے ہیں
کہ وہ اپنی جفاؤں سے پشیماں ہوتے جاتے ہیں
ادھر اک موجِ مدہوشی فضائے دل میں رقصاں ہے
اُدھر وہ کیف زا گیسو پریشاں ہوتے جاتے ہیں
انہیں لکھتے ہیں جب افسانۂ بیتابئ فرقت
ہمارے اشکِ خونیں زیبِ عنواں ہوتے جاتے ہیں
قیامت ہے انہیں مجھ سے گلا ہے کم نگاہی کا
غضب ہے میرے ارماں اُن کے ارماں ہوتے جاتے ہیں
ہمیں بھی یاد تھے کل تک فسانے عہدِ الفت کے
مگر وہ آج تو خوابِ پریشاں ہوتے جاتے ہیں
کوئی یہ دَیر والوں سے تو پوچھے ماجرا کیا ہے
سُنا ہے حضرتِ اکبر مسلماں ہوتے جاتے ہیں

شکر خدا کہ روٹھ کے وہ خود ہی من گئیں | کہتے تھے ہم کہ ان کو منایا نہ جائے گا
بیشک ہوس نہیں ہمیں طولِ حیات کی | بارِ حیات ہم سے اٹھایا نہ جائے گا
دل حسرتِ جمال میں برباد ہو چکا | کب تک ہمیں جمال دکھایا نہ جائے گا
دل سے ہمارے لذتِ مستی نہ جائے گی | سر سے ترا خیال بھلایا نہ جائے گا
ساقی تری نگاہ بہت کیف ریز ہے | جامِ شراب منہ سے لگایا نہ جائے گا
عشق ایک بات ہے جو کسی سے نہ کہہ سکوں
عشق ایک راز ہے جو چھپایا نہ جائے گا

گلستان تصور کا تماشا دیکھتے جاؤ | ہمارے دل میں آؤ دل کی دنیا دیکھتے جاؤ

Marfat.com

کاش پھر عشقِ یار پیدا ہو　　دل میں کوئی شرار پیدا ہو
ظلم بھی وہ کرے تو لطف ملے　　قہر ڈھائے تو پیار پیدا ہو
بات سے اُس کی شوخیاں برسیں　　شوخیوں میں وقار پیدا ہو
ٹیس الفت کی دم نہ لینے دے　　دردِ بے اختیار پیدا ہو
اُس کو دیکھے بغیر کل نہ پڑے　　حسرتِ بے شمار پیدا ہو
بے حسی سے مجھے نجات ملے　　صدمۂ انتظار پیدا ہو
دل پہ چھا جائے غم کی رنگینی　　شوق مستانہ وار پیدا ہو
دل رہے عطرِ عشق سے لبریز　　سانس تک مشکبار پیدا ہو
آہ وہ چشمائے مست و سیاہ　　جن سے رنگِ بہار پیدا ہو
کون رازِ جہاں پہ غور کرے　　ہاں کوئی میگسار پیدا ہو
نہیں چھپتا غمِ وفا اکبر
کوئی تو رازدار پیدا ہو

آپ کی خوش جمالیاں نہ گئیں　　نہ گئیں بے مثالیاں نہ گئیں
ان کی بے التفاتیاں نہ گھٹیں　　میری آشفتہ حالیاں نہ گئیں
دل کا ذوقِ نظر رہا قائم　　شوق کی لازوالیاں نہ گئیں
جور بھی اُن کے لطف ٹھیرائے　　دل کی نازک خیالیاں نہ گئیں
حسن کی بے نیازیاں نہ مٹیں　　عشق کی بے سوالیاں نہ گئیں
وہ رہے برسرِ ستم اکبر
عشق کی پائمالیاں نہ گئیں

Marfat.com

ہیں جفاؤں پر جفائیں پھر بھی یہ مسرور ہے
کس قدر خوئے وفا سے دل مرا مجبور ہے

کس کے جلووں سے ہوئی روشن مری بزمِ خیال
کس کے جلووں سے مرا دل جلوہ زارِ طور ہے

آہ کیا شے تھی محبت کی شرابِ جانفزا
آج تک جس سے ہماری روحِ دل مسرور ہے

شوق ہے سرگشتۂ سیرِ فضائے لامکاں
پستیٔ ہمت یہ کہتی ہے کہ "منزل دُور ہے"

کچھ ضرورت تھی نہ تاویلِ ستم کی آپ کو
وہ مجھے منظور ہے جو آپ کو منظور ہے

کشمکش ضبط و حیا کی مانعِ دیدار ہے
میں اِدھر مجبور ہوں اور وہ اُدھر مجبور ہے

ہائے وہ دل جو کہ تھا شادابِ انوارِ وصال
ہائے وہ دل ظلمتِ فرقت میں جو رنجور ہے

ہاں یہی دل ہے کہ تھا عشرت فروزِ عاشقی
ہاں یہی دل ہے کہ سنگِ بیکسی سے چور ہے

اُن کی بزمِ ناز ہے گویا طلسمِ بے خودی
دیکھیے جس چیز کو مدہوش ہے مسحور ہے

ذرہ ذرہ ہے فروغِ حسن سے رنگین ادا
ذرے ذرے پر جہاں کے اک حجابِ نور ہے

شوق کی دنیا ہے اکبر میری لبریزِ جمال
شیشۂ دل میں گدازِ عاشقی مستور ہے

دلِ حسرت نشاں نہیں رکھتے
یعنی بیتابیاں نہیں رکھتے

نہ غمِ ہجر ہے نہ شوقِ وصال
فکرِ سود و زیاں نہیں رکھتے

اپنے دل سے ہیں رات دن باتیں
ہم کوئی رازداں نہیں رکھتے

بیخودِ حسنِ لازوال ہے دل
یعنی عشقِ بتاں نہیں رکھتے

ہم بجز یادِ حسنِ عشق نواز
فکرِ ہر دو جہاں نہیں رکھتے

وہی آزاد ہیں حقیقت میں
جو غمِ این و آں نہیں رکھتے

روشِ عشق کے ہیں جو پابند
شمع ساں وہ زباں نہیں رکھتے

شکوہ مندِ جفا ہے تو اکبر
اہلِ دل تو زباں نہیں رکھتے

Marfat.com

شدتِ درد سے اُٹھ اُٹھ کے کھڑا ہوتا ہوں　　ناتوانی میں ہے یہ خوب سہارا مجھ کو
یہ نگاہِ ہوس انگیز نہ ڈالو، جاؤ　　رہنے دو رہنے دو محرومِ تمنا مجھ کو
شادکام اُس سے محبت بھی کہیں آئی ہے　　لئے جاتا ہے کہاں اے دلِ شیدا مجھ کو
ذرہ ذرہ میں دکھاتا ہے کسی کا جلوہ　　عالمِ بے خودیٔ ذوقِ تماشا مجھ کو
وہ ہر اک شے کے ہیں مالک وہ جو چاہیں سو کریں　　میں تہی دست ہوں زیبا نہیں دعویٰ مجھ کو
تاکہ پہنچے نہ کہیں روحِ محبت کو گزند　　کرنے دیتا نہیں دل یار کا شکوہ مجھ کو

اس مرض کا تو مداوا نہیں اکبر
خود خبر مجھ کو نہیں ہے کہ ہوا کیا مجھ کو

وقفِ حسرت ہے زندگی میری　　دیدنی ہے یہ بے کسی میری
کاہش افزا ہے یاس کا عالم　　روح فرسا ہے بے دلی میری
ہے جفا پر تری گمانِ وفا　　ہائے ظالم یہ سادگی میری
عرضِ لطف وکرم تو ایک طرف　　نہ سنیں گی وہ بات بھی میری

تھی تری آرزو ہی غایتِ عشق
اور کچھ آرزو نہ تھی میری

اب وہ نگاہِ یار کی دلداریاں کہاں　　اب ظلمِ آشکار میں لطفِ نہاں کہاں
اب رنگِ التفات کہاں چشمِ شوخ میں　　اب شوقِ کامگار کی گستاخیاں کہاں

اب میں ہوں اور کاہشِ ناکامیٔ وفا
اب وہ فریبِ شوق کی سرمستیاں کہاں

Marfat.com

عشقِ نیرنگ ساز کا اعجاز ۔۔۔ غزنوی ہے غلامِ حُسنِ ایاز
دیکھ کر اُن کا حُسنِ جلوہ طراز ۔۔۔ دل میں برپا ہے جوشِ سوز و گداز
کر دیا اُن کو آشنائے عشق ۔۔۔ اُن سے کرتا بیانِ راز
اُن کا بس بے حجاب ہونا تھا ۔۔۔ ہوگئی طے جنوں کی راہِ دراز
بے زبانی ہے میری گویائی ۔۔۔ خامشی ہے مری نوا پرداز
ہم نے دیکھا وہ جلوۂ یکتا ۔۔۔ ہم نے دیکھا فروغِ حسنِ مجاز
کر دیا اُن کے آتشیں رُخ نے ۔۔۔ روح کو آشنائے سوز و گداز
آہ اُن کی نگاہِ جادو میں ۔۔۔ میری بربادی کا نہاں ہے راز

نازِ پیہم سے اُن کے اے اکبر
ہو گیا ہوں میں پختہ کارِ نیاز

دیکھ کر اُس کا حسنِ فتنہ خیز ۔۔۔ آتشِ شوق ہو گئی پھر تیز
تلخ تھی شرابِ الفتِ دوست ۔۔۔ نہ کیا ہم نے کچھ مگر پرہیز
آگئے وہ مرے تصور میں ۔۔۔ ہو گئی سانس تک سرور انگیز
آہ وہ ان کی مے فروش آنکھیں ۔۔۔ آہ وہ جامہائے کیف انگیز
آہ وہ لطفِ گاہ گاہِ وصال ۔۔۔ عشق آموز آرزو انگیز
آہ وہ خوئے دلبری ان کی ۔۔۔ آہ وہ ظلم ہائے لطف انگیز
رحم کر ! رحم اے وفا دشمن ۔۔۔ لطف کر لطف ! اے ستم انگیز!!

یاد سے ان کی پھر ہوئی اکبر
بادپائے خیال کو مہمیز

Marfat.com

کوئی تدبیرِ ملاقات جہاں بھر میں نہیں ہم سمجھے ہیں ترا وصل مقدر میں نہیں
بے سبب آج پریشانی خاطر کیوں ہے اور کیا بات ہے سودا جو کوئی سر میں نہیں
یہ شبِ ہجر کی حالت ہے الٰہی توبہ روشنی آج کہیں دیدۂ اختر میں نہیں
سببِ ترکِ محبت نہیں کہتے بنتا کوئی اندازِ ستم میرے ستمگر میں نہیں
پوچھ گلکاریٔ داماں کی حقیقت مجھ سے یہ ہیں وہ نقش جو بت خانۂ آذر میں نہیں
تیری اتری ہوئی پوشاک میں پائی ہم نے وہ لطافت جو کسی حور کے پیکر میں نہیں
لوگ کیوں چاند کو بدنام کیا کرتے ہیں اس میں کیا ہے جو ترے چہرۂ انور میں نہیں
کیا دلآویز ہے ساقی کے تغافل کی بہار
لطف جو حسرتِ ساغر میں ہے ساغر میں نہیں

جہاں سے بے خبر اپنے جہانِ دل میں رہتے ہیں
کبھی خلوت میں رہتے ہیں کبھی جلوت میں رہتے ہیں
وہ لیلائے محبت ہیں اسی محمل میں رہتے ہیں
ہماری آرزو بن کر ہمارے دل میں رہتے ہیں
جدا ہیں مجھ سے وہ لیکن نہیں پھر بھی جدا مجھ سے
مرا دل اُن میں رہتا ہے وہ میرے دل میں رہتے ہیں
نظر آتے ہیں وہ پھر بھی نظر آتے نہیں مجھ کو
عیاں ہو کر نہاں وہ کونسی منزل میں رہتے ہیں
تصور کی خیال آرائیاں دل سے نہیں جاتیں
نکل کر تیری محفل سے تری محفل میں رہتے ہیں

Marfat.com

اُف ترے حسنِ بے حجاب کے رنگ
متحیّر ہے عقل دل ہے دنگ
دیدۂ اشکبار کیا کہیے
میرا دامن ہے صفحۂ ارژنگ

خوئے نیاز پر بھی رہینِ جفا رہے
ہم شہرِ عاشقی میں رہے بھی تو کیا رہے
اُس بدنصیب کو نہ دو الزامِ عاشقی
حسرت بھری نگاہ سے جو دیکھتا رہے

بہت مشکل بہت مشکل انہیں دل سے بھلا دینا
کوئی آسان نہیں ہے اپنی ہستی کو مٹا دینا
حواس و ہوش گم ہونے کی ہے تمہید موسیٰ کو
وہ اس کالب ہلا دینا وہ اس کا مسکرا دینا

داغِ دل میرے ستاروں سے نہیں کم ہیں فلک
شکر کر شکر کہ ساروں کو چھپا رکھا ہے
چھوڑ کم بخت حسینوں کی محبت اکبر
رنج و کلفت کے سوا عشق میں کیا رکھا ہے

کچھ تو ہم ہی سخت جاں تھے کچھ تھی وہ شمشیر کند
لطف پیدا کر دیا تھا قتل میں تاخیر نے
اک بھی اکبر آرزوئے دل نہ بر آئی مری!
کام کی گردش نہ کی کوئی بھی چرخِ پیر نے

Marfat.com

جب روح غمِ جہاں سے گھبراتی ہے
ذکرِ غمِ شاہ سے سکوں پاتی ہے
آئینے کی طرح آنسوؤں میں مجھ کو
تصویر حسینؓ کی نظر آتی ہے

آنکھوں کو خاکِ کربلا مل جائے
ہر درد کی جو شے ہے دوا مل جائے
مل جائے حسینؓ ابنِ علی کی الفت
اکبرؔ یہ مجھے آبِ بقا مل جائے

ایک خیالِ خام میں مَیں نے گزاری زندگی
یونہی کھو دی مفت میں ساری کی ساری زندگی
کبر کو جو اہلِ دل ہیں موت دیتے ہیں قرار
انکساری زندگی ہے خاکساری زندگی

ترا عشق پھر مضطرب کر رہا ہے
تری یاد پھر دل کو تڑپا رہی ہے
زہے تیزیٔ آتشِ عشق اکبرؔ
کہ پتھر دلوں کو بھی پگلا رہی ہے

نقشِ بر آب ہے اجی کیا ہے
اہلِ عالم کی دوستی کیا ہے
ہم سمجھتے تھے دل لگی اس کو
اب کھلا یہ کہ عاشقی کیا ہے

Marfat.com

جس کو کہ تیرے عشق نے کافر بنا دیا
اس پر ہزار جان سے اسلام ہے نثار
استادِ عشق نے مجھے شاعر بنا دیا
اکبر کہاں تھا شعر و سخن کا مجھے شعور

اکبر خدا کے واسطے عشقِ بتاں نہ چھوڑ
یہ مایۂ حیات یہ روح و رواں نہ چھوڑ

دعائیں تک رہی ہیں منہ اثر کا
یہ کیا افتاد مجھ پر آپڑی ہے

پھر کیوں نہیں قرار دلِ بے قرار کو
ہے لطفِ یار باعثِ صبر و سکوں، درست
پیوندِ روح کر لیا پیکانِ یار کو
اللہ رے میرا ذوقِ خلش اپنے ہاتھ سے

احسان جسے کر کے جتانا نہیں آتا
محسن اسے کہتے ہیں مرے دین میں اکبر

ابھی سے ہے مصیبت پر مصیبت دیکھیے کیا ہو
یہ ہے آغاز تو انجامِ الفت دیکھیے کیا ہو
خدا جانے نظر ٹھہرے نہ ٹھہرے روئے رنگیں پر
بہارِ حسن کا رنگِ لطافت دیکھیے کیا ہو
وصالِ یار میں دل کو سکوں حاصل نہیں ہوتا
یہ عالم ہے تو رنگِ شامِ الفت دیکھیے کیا ہو

جو بزمِ میکشاں سے اکبر زاہد نما نکلے
یہ منظر دیکھ کر تصویرِ حیرت بن گئی دنیا

Marfat.com

کیا کر دیا نگاہِ حقیقت شناس نے
وہ رنگِ دلفریبیِ دنیا نہیں رہا

Marfat.com

۱۹۲۶ء کے بعد

یہ بھول بھی کیا بھول ہے یہ یاد بھی کیا یاد - تو یاد ہے اور کوئی نہیں تیرے سوا یاد

وابستہ تری یاد سے تسکینِ دل و جاں ہے - مجھ کو تو ہے درد بھی اک دوا "

آتی تو ہو گی کاش تری یاد کی مستی - آئے نہ کبھی کوئی مجھے تیرے سوا "

اس حسنِ تعلق کا ادا شکر ہو کیونکر - میں نے جو کیا یاد تو اس نے بھی کیا "

درس ایسا دیا پیرِ طریقت نے رضا کا - مطلب ہے کوئی یاد نہ مطلب ہی رہا "

وابستہ تری یاد سے ہے یادِ خدا بھی - ہاں جو تو یاد تو آتا ہے خدا "

کیا خوب ہے یہ بیخودیِ شوق کا عالم - اب کوئی عطا یاد ہے تیری نہ بلا "

اللہ تری رحمتِ خاص کا کرشمہ - خود مجھ کو نہیں ہے نہ کوئی اپنی خطا "

اب عشق ہے اور حسن پہ مجبور کی مستی - دوزخ کی سزا یاد نہ جنت کی جزا "

اس دردِ خدا مست کی کیا بات ہے اکبر
جس کو نہ رہا کوئی بجز یادِ خدا یاد

حقا

اے لطف کہ تری یاد بھی ہر فکر سے بالا - آیا جو تو یاد تو پھر کچھ نہ رہا یاد

سب نسیاں اور بس یاد
اللہ ہی اللہ نہ بندہ یاد

۱۲

قابلِ دید محبت میں ہے حالت اپنی
ان کی صورت میں نظر آتی ہے صورت اپنی

Marfat.com

دُرِ یتیم

رسولِؐ ہاشمی جو قبلہ گاہ اہلِ ایماں ہے
شرافت جس پہ صدقہ ہے شجاعت جس پہ قرباں ہے

وہ امیؐ جس کی ہر اک بات صد حکمت بداماں ہے
وہ جس کا ہر عمل تشریحِ نکتہ ہائے قرآں ہے

وہ جس کے سامنے سب فلسفی سر در گریباں ہیں
خرافاتِ مجسم جس کے آگے عقلِ یوناں ہے

وہ جس کے نام سے پاپا و قیصر تھرتھراتے ہیں
وہ اب بھی خادموں سے جس کے روحِ کفر لرزاں ہے

وہ جس نے امتیازِ اسود و ابیض مٹا ڈالا
نگاہِ لطف میں جس کی ہر اک انسان انساں ہے

وہ جس نے بندہ و آقا کو اک سطح شرف بخشی
وہ جس کے رو برو شاہ و گدا کی بات یکساں ہے

غریبوں کا جو ملجا ہے یتیموں کا جو ماویٰ ہے
وہ جس کا نسلِ آدم پر نہایت لطف و احساں ہے

وہ جس کے خلق کی پیدا نظیریں ہو نہیں سکتیں
وہ جو انساں ہے اور کامل ترین نوعِ انساں ہے

وہ جس کا نام ہے برہم زنِ غمہائے ناکامی
وہ جس کی یاد سے تسکینِ قلب ہر مسلماں ہے

وہ جو محبوب ہے سب سے زیادہ ربِ اکبر کو
وہ جس کا نور ہر شے کی حقیقت سے نمایاں ہے

شفیع المذنبینؐ وہ رحمت اللعلمینؐ وہ ہے
مرے دل کی مرادِ اوّلین و آخرین وہ ہے

Marfat.com

اقبالؒ

تلخیٔ ایام سے جب تنگ آجاتا ہوں میں
اور پیکارِ عمل کا حوصلا ہوتا نہیں

جب ہجومِ یاس ہوتا ہے سکوں آموز دل
جب دلِ مایوس وقفِ مدعا ہوتا نہیں

جب دلِ ہنگامہ آرائے جہانِ آرزو
سوز و سازِ زندگی سے آشنا ہوتا نہیں

جب بھٹک جاتا ہوں راہِ منزلِ مقصود سے
رہنمائے شوق میرا رہنما ہوتا نہیں

شہر یاری کے طلسمِ حرص کا ہوکر اسیر
شوقِ آزادی سے جب میں آشنا ہوتا نہیں

ہوکے بیخود جب کلیسائی فضاؤں میں کبھی
پیروِ دینِ متینِ مصطفٰےؐ ہوتا نہیں

جب سکوتِ مرگ ہوتا ہے مرے جذبات پر
زندگی کا دل میں کوئی ولولا ہوتا نہیں

بے دلی میں جب مرے احساس مٹ جاتے ہیں سب
اور ذوق و شوق مجھ کو شعر کا ہوتا نہیں

جب حسینانِ جہاں کا بھی جمالِ دلفروز
ذوق افزائے دلِ بے مدعا ہوتا نہیں

نغمہ و صہبا و فرشِ سبزہ و سرو و سمن
کوئی بھی عیشِ جہاں کلفت ربا ہوتا نہیں

تیرے نغمے پھونکتے ہیں مجھ میں افسونِ حیات
موجزن ہوتا ہے رگ رگ میں مری خونِ حیات

نہیں جاتا کبھی شوقِ سفر اکبر مرے دل سے
پہنچ کر میں سرِ منزل پلٹ آتا ہوں منزل سے

وہاں اک اہتمامِ خستگی ہر آن ہوتا ہے
محبت ہے انہیں شاید مرے ٹوٹے ہوئے دل سے

مجھے بے دست و پائے آرزو وہ کر گئے اکبر
مری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اٹھے جو محفل سے

Marfat.com

عرضِ حال

(۱)

سر تا بپا گناہ ہمہ تن خطا ہوں میں
کیا پوچھتے ہو کون ہوں میں اور کیا ہوں میں

دن رات مستِ آرزوئے ماسوا ہوں میں
یعنی خدائے پاک کو بھولا ہوا ہوں میں

کتنا فریب کار ہوں کیا ناسزا ہوں میں
دنیا یہ کہہ رہی ہے مگر پارسا ہوں میں

فسق و فجور ہیں مری ہستی کے آب و گِل
ہر دم فریبِ نفس ہی میں مبتلا ہوں میں

بھولا ہوا ہوں وعدۂ روزِ الست کو
کتنا دروغ باف ہوں کیا بے وفا ہوں میں

حاصل نہیں ہے مایۂ حسنِ یقین مجھے
پامالِ بے یقینیٔ چون و چرا ہوں میں

کُھلتا نہیں ہے مجھ پہ مری زندگی کا راز
کس درد کس مرض کی الٰہی دوا ہوں میں

(۲)

سر تا بپا گناہ ہمہ تن خطا ہوں میں
پھر بھی غلامِ حضرتِ ابوالرضاؒ ہوں میں

اے وہ کہ تجھ سے ایک زمانہ ہے فیض یاب
تسکینِ قلب در سے ترے ڈھونڈھتا ہوں میں

مجھ کو بھی کچھ ملے تری عالی جناب سے
چشمِ کرم ادھر کہ بہت بے نوا ہوں میں

مجھ کو قبول کر سراپا ہوں احتیاج
اے دستگیرِ بے کساں تیرا گدا ہوں میں

دنیا مری تباہ ہے دیں بھی مرا تباہ
مجھ کو سنبھال در پہ ترے آگرا ہوں میں

دل میں یہ ہے کہ دل سے جہاں کو نکال کر
ہر دم شریکِ حلقۂ اہلِ رضا ہوں میں

اکبرؔ میں اپنی لغزشِ پا کے نثار ہوں
یعنی بڑی جناب میں آکر گرا ہوں میں

یہ دونوں غزلیں مرشدِ مبارک کو پہلی ملاقات کے وقت پیش کیں (صفحہ ۴۳)

Marfat.com

ہندی نوجوانوں سے

شاہ صاحب* عجیب آدمی ہیں
گو کہ مجھ سے غریب آدمی ہیں
تن پہ غیر پلاس کچھ بھی نہیں
مال وزر اُن کے پاس کچھ بھی نہیں
مال و زر مفلسوں کے پاس کہاں
چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں
جسم گرچہ نثرند رکھتے ہیں
ہمت اپنی بلند رکھتے ہیں
اک رسالہ** نکال رکھا ہے
سب کو حیرت میں ڈال رکھا ہے
دیکھنے کو یہ اِک رسالہ ہے
اصل میں موتیوں کی مالا ہے
ہونے کو اور بھی رسالے ہیں
بہترین ان میں لکھنے والے ہیں
مقصد ان کا مگر بلند نہیں
یہ نصائح نہیں یہ پند نہیں
ان کی تاثیر خواب آور ہے
اس کا پیغام روح پرور ہے
زندگانی کا نام حرکت ہے
حرکت ہے اگر تو برکت ہے
جس نے کوشش کی کامیاب ہوا
جس نے کوشش نہ کی خراب ہوا
دوستو آؤ ہم بھی کام کریں
کام کرکے جہاں میں نام کریں
جتنے یہ مولوی و پنڈت ہیں
سر بسر ننگِ آدمیت ہیں!
فرقہ سازی پہ جی رہے ہیں یہ
ملک کا خون پی رہے ہیں یہ
تفرقوں نے وطن تباہ کیا
مُوذیوں نے بڑا گناہ کیا
آؤ پھر تفرقے مٹا ڈالیں
دل میں اُلفت کی پھر بنا ڈالیں
بزم میں خاکسار ہو جائیں
رزم میں ذوالفقار ہو جائیں
آؤ چمکائیں پھر وہ شمشیریں
کاٹ ڈالیں وطن کی زنجیریں
آؤ کسریٰ سے پھر اکڑ جائیں
آؤ پھر دشمن سے لڑ جائیں
پھر وطن سر بلند ہو جائے
اپنا پرچم ہوا میں لہرائے
صاحبِ اختیار ہو جائیں
مالکِ اقتدار ہو جائیں

* سید ذوالفقار علی قمر ** ماہنامہ 'کوشش' قمر صاحب کی زیرادارت نکلتا تھا۔

Marfat.com

شعرِ اقبال

ہاں مطربِ خوش لہجہ اٹھا ساز، سنا شعر
پرسوز و جگردوز و جنوں خیز و دل آویز

ایں سوز طبیعی نگداز و نفسم را
صد شعلہ بیفشار و بہ مغز شررم ریز

ہاں شعر سنا حضرتِ اقبال کا مجھ کو
مشتے نمکِ سودہ بہ زخم جگرم ریز

اس شعر سے ہے فکر و عمل خالقِ تقدیر
اس شعر سے ہو جاتا ہے احساسِ خودی تیز

اس شعر سے خون رگِ فرہاد میں گرمی
اس شعر سے لرزاں صنمِ سطوتِ پرویز

اس شعر سے احرار ہوئے حریت آموز
اس شعر سے بیدار ہوئے دلی و تبریز

اس شعر سے روشن ہوئیں تاریک فضائیں
اس شعر سے خورشیدِ حقیقت ہے ضیا بیز

اس شعر سے ہے دانشِ مغرب کی قبا چاک
اس شعر سے ہر ذرۂ مشرق ہے جنوں خیز

اس شعر کی قیمت کوئی پوچھے مرے دل سے
اس شعر کو سمجھا نہیں ہر مرغِ نوا ریز

کیا سلطنت انگریز کی، کیا تختِ جم و کے
اس شعر سے بہتر نہیں دنیا میں کوئی شے

؟

کیا کہیے کہ کیا بات ہے کیا دیکھ رہی ہے
گھونگھٹ سے کوئی شوخ ادا دیکھ رہی ہے

کیا شوق فراواں کی مرے اُس کو خبر ہے
کیا دل میں جو ہے حشر بپا دیکھ رہی ہے

دنیا ہے مرے واسطے فردوسِ تمنا
اُلفت سے مجھے حور لقا دیکھ رہی ہے

بے باک نگاہیں ہیں جنوں خیز ادائیں
اس دیکھنے کو خلقِ خدا دیکھ رہی ہے

دیکھے تو کوئی جذبِ محبت کے اثر کو
ہر چند کہ مانع ہے حیا دیکھ رہی ہے

اے جانِ تمنا مجھے دیوانہ بنا دے
دیوانہ بنا دے مجھے فسانہ بنا دے

Marfat.com

تاریخِ وفات

حضرت بوالرّضا حاکم علی شاہ صاحبؒ مرحوم

مرشدِ بے نظیر اکبر کے　　سربسر زہد و ورع و تقویٰ تھے
ماسوا سے غرض نہ تھی ان کو　　عاشقانِ خدا میں یکتا تھے
اِک زمانہ تھا فیض یاب ان سے
'مصدر فیض دین و دنیا' تھے

۱۳۵۹ ہجری

اکبر و اقبال و اکبر*

اکبر و اقبال دونو ہیں مسیحائے سخن
بحث میں الجھے وہ کیوں جو صاحبِ فرہنگ ہے
کس کو کس پر ہے فضیلت کس کو کس پر برتری
اپنا اپنا رنگ ہے اور اپنا اپنا ڈھنگ ہے
مختلف پردے ہیں اندازِ بیانِ درد کے
ساز میں دونو کے لیکن ایک ہی آہنگ ہے

اور جلال الدین اکبر کا اگر پوچھے کوئی
اس کے ذوقِ شاعری کا اور ہی کچھ رنگ ہے
وہ جنوں میں وامق و فرہاد کا ہم سنگ ہے
وہ سخن میں حضرتِ حسرت کا ہم آہنگ ہے

*اکبر الہٰ آبادی

Marfat.com

تحریکِ عمل

گر دیکھیے تو یاس ہے انکارِ ذاتِ حق — امیدوارِ رحمتِ پروردگار رہ
آئیں گی تجھ کو راس نہ سرمستیاں کبھی — رہنا ہے اس جہاں میں اگر ہوشیار رہ
اب دشت گردیوں کے زمانے گزر گئے — ہنگامہ زائے محفلِ زیبائے یار رہ
شایانِ عاشقی نہیں مایوسیٔ فراق — ہر دم رہینِ کشمکشِ انتظار رہ
جاتی رہیں گی حسن کی بے اعتنائیاں — تو اپنے عہدِ شوق پہ خود استوار رہ
اچھی نہیں ہیں دوست یہ عزلت گزینیاں — تو حق و راستی ہے سدا آشکار رہ
یہ تیرہ خاکداں ترے دم سے جھلک اُٹھے — رخشاں عمل کے چرخ پہ خورشیدوار رہ
اہلِ نظر کو زندگیٔ پرسکوں ہے موت — بحرِ جہاں میں موج صفت بے قرار رہ
پیدا ہر اک بہار میں اپنی بہار کر — اور بے نیازِ عہدِ خزاں و بہار رہ

کس نے کہا تجسّس و تدبیر چھوڑ دے
سنگِ عمل سے شیشۂ تقدیر توڑ دے

سمجھو جو رکھتے ہو قلبِ حق آگاہ
میں بھی ہوں نخلِ انی انا اللہ
روشن ہے تجھ سے کیا مہر کیا ماہ
اللہ اللہ اللہ اللہ
ایسا بھی ہوتا ہے واللہ باللہ
خلوت میں ظلمت جلوے سرِ راہ

Marfat.com

انگریز سے

(تضمین بر شعر شیفتہ)

اے وہ کہ تجھے دعوائے انصاف وکرم ہے | مشہور ہے از بس ترے ایماں کی حکایت
از بس کہ کیا تو نے مریضوں کا مداوا | پھیلی ہے جہاں میں ترے درماں کی حکایت
آزاد کیا تو نے غلامی سے جہاں کو | دل کش ہے یہ ہمدردیٔ انساں کی حکایت
ہاں تجھ سے ملا مصر کو فرمانِ رہائی | ہاں خوب ہے آزادیٔ سوڈاں کی حکایت
ترکی پہ غضب ہے ترے الطاف کا قصہ | ایران و عرب پر ترے احساں کی حکایت
کیا خوب ہیں یہ سقہ و نادر کے فسانے | کیا سحر ہے یہ ملتِ افغاں کی حکایت
سن جلیاں والے کا جگر سوز وہ قصہ | رنگین ہے بہت خونِ شہیداں کی حکایت
دلی و پشاور کی دل آویز کہانی | اور موپلوں کے حالِ پریشاں کی حکایت
رودادِ اسیرانِ محبت ہے قیامت | آفت ہے سراسر ترے زنداں کی حکایت
از بس ہے طویل آہ بیاں کیجئے کہاں تک | انصاف کا قصہ ترے احساں کی حکایت
آلودہ ہے یہ خونِ شہیدانِ وفا سے | اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت

دامن کو ذرا دیکھ ذرا تیغِ جفا دیکھ ؎

؎ شیفتہ کا مصرعہ یوں ہے | دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

جان سے اپنی گذر جاؤں گا | وہ نہ آئیں گے تو مر جاؤں گا

مہربانی آپ کی نامہربانی آپ کی | مہربانی الحذر نامہربانی ہائے ہائے

Marfat.com

نصر اللہ خان عزیز*

بے تابیِ الفت کی تصویر کہوں اس کو خورشیدِ صداقت کی تنویر کہوں اس کو
آتش زنِ خاشاکِ تزویر کہوں اس کو ہنگامۂ ہستی کی تفسیر کہوں اس کو
اک حشرِ مجسم ہے اک شورِ قیامت ہے
اس خاک کے پتلے میں ایماں کی حرارت ہے

بے تاب تمنائے آزادئ کامل ہے سینے میں نہاں اس کے اک درد بھرا دل ہے
زندانِ بلا اس کو آرام کی منزل ہے اندازِ جنوں اس کا مشتاقِ سلاسل ہے
دیوانۂ محنت ہے بیگانۂ راحت ہے
اس خاک کے پتلے میں ایماں کی حرارت ہے

یہ فتنۂ اعدا سے زنہار نہیں ڈرتا ہو کتنی ہی گو منزل دشوار نہیں ڈرتا
ہو سامنے آویزاں گر دار نہیں ڈرتا خو کردۂ لذاتِ آزار نہیں ڈرتا
بیباک ہے اور مردِ میدانِ شجاعت ہے
اس خاک کے پتلے میں ایماں کی حرارت ہے

اے ارضِ وطن اس سے سو جاں سے محبت کر اس خادمِ مخلص کی تو بھی کوئی خدمت کر
ایثارِ مجسم کے ایثار کی عظمت کر کچھ میری طرح تو بھی اظہارِ عقیدت کر
یہ تیرے لئے بے شک اک آیۂ رحمت ہے
اس خاک کے پتلے میں ایماں کی حرارت ہے

---

* ایڈیٹر 'مدینہ'، 'زمیندار' انکی تحریکِ آزادی میں گرفتاری پر کہی۔

نگاہِ شوق باقی ہے نہ حسنِ یار باقی ہے مگر اب تک مری رنگینیٔ افکار باقی ہے

وہ کہتے ہیں ہمت ہو تو کیا ہو نہیں سکتا میں کہتا ہوں بے حکمِ خدا ہو نہیں سکتا

Marfat.com

دل تو دیا مجھے مگر، دل کا نہ مدعا دیا
مفت میں میری جان کو، روگ سا اک لگا دیا

آج مجھے جو دیکھ کر، شرم سے مسکرا دیا
عشق کا میرے ماجرا، کس نے اسے سنا دیا

اے دلِ دردآشنا، تو نے مجھے مٹا دیا
اس کی نہیں کوئی خطا، غیر سے بھی نہیں گلہ

غم تو مجھے دیا مگر، ظرف سے کچھ سوا دیا
شکوہ کروں کہ شکریہ، اس کی عطائے خاص کا

ہم کو حرم سے کام کیا، دیر سے ہم کو واسطہ
دیکھا جہاں وہ نقشِ پا، سجدہ میں سر جھکا دیا

بس کہ پابندِ محبت دلِ ناکام ہوا
موردِ رنج و محن خوگرِ آلام ہوا

حسن بیتابِ محبت کی تجلی کا وفور
دیکھنے کو جو مجھے جلوہ گرِ بام ہوا

ہائے اس شوخ کی شفقت بھری آنکھوں کا سرور
جن سے سرمستِ محبت دلِ ناکام ہوا

ہائے اس زلفِ پریشاں کا وہ کیفِ موفور
جس کا ہر حلقہ مرے دل کے لئے دام ہوا

دلِ آوارہ کہ تھا قیدِ محبت سے نفور
آخرِ کار گرفتار ہوا رام ہوا

دل نہ دینے پہ جو تھا اکبرِ سرکش مغرور
آخر اس شوخ کا اک بندۂ بے دام ہوا

ہو کے مجبور کوئی مائلِ اکرام ہوا (ق)
شوخِ گستاخ سے یہ آج عجب کام ہوا

آرزو کے لئے کچھ ناز کا ساماں نہ رہا
جو کرم مجھ سے کہ مخصوص ہوا عام ہوا

عمر بھر خدمتِ ساقی میں رہا محوِ نیاز
جب کہیں بادہ پرستی میں مرا نام ہوا

آگ سے راکھ ہوا راکھ سے اکسیر بنا
دلِ بربادِ محبت کا یہ انجام ہوا

دلِ مجبورِ محبت کی بہانہ جوئی
جس جگہ کوئی گیا اس کو وہیں کام ہوا

اب وہ کہتے ہیں محبت کو تری آگ لگے
ہم کو بدنام کیا آپ بھی بدنام ہوا

کیوں نہ مقبولِ جہاں میرا سخن ہو اکبر
شعر اس وقت کہا میں نے کہ الہام ہوا

Marfat.com

سوز و گدازِ عشق کے قابل بنا دیا
جس دل کو تُو نے دیکھ لیا دل بنا دیا

میری نگاہ نے تجھے قاتل بنا دیا
تیری نگاہ نے مجھے بسمل بنا دیا

اس کی نگاہِ لطف کی کیفیتیں نہ پوچھ
انجامِ عشق سے مجھے غافل بنا دیا

ناکامیوں سے کام لیا میں نے عشق میں
ناکامیوں کو عشق کا حاصل بنا دیا

اللہ رے شوقِ راہ نوردی کے ولولے
منزل کو میں نے جادۂ منزل بنا دیا

پہلے ہی ضبطِ شوق تھا مشکل نگاہِ دوست!
تُو نے مگر کچھ اور بھی مشکل بنا دیا

اس جانِ انجمن کے تصور کی رونقیں
خلوت کو میری روکشِ محفل بنا دیا

وعدے تو حق تھے تو نے دلِ بدگماں عبث
امید کے نقوش کو باطل بنا دیا

یار ان کور ذوق کی خوش اعتقادیاں
ہر کج روش کو رہبرِ منزل بنا دیا

اللہ تیری شانِ کریمی کے میں نثار
دل دے کے اس کو درد کے قابل بنا دیا

بیتِ الحرام منزلِ مقصود تو نہیں
واماندگیٔ شوق نے منزل بنا دیا

پیرِ مغاں کی بندہ نوازی تو دیکھیے
رندوں کا مجھ کو مرشدِ کامل بنا دیا

تیری عطائے درد کی لذت فزائیاں
اکبر کو سر سے تابقدم دل بنا دیا

جنونِ شوق اے کاش اتنا عالمگیر ہو جائے
کہ جس شے پر نظر ڈالوں تری تصویر ہو جائے

وہ بیتابِ محبت ہیں وہ سرگرمِ عنایت ہیں
اگر یہ خواب ہی اس خواب کی تعبیر ہو جائے!

وفورِ شوق میں رعشہ بکف ہوں جام لے ساقی
کہیں ایسا نہ ہو یہ بھی مری تقدیر ہو جائے

دیارِ حسن میں محشر بپا ہے شادمانی کا
خدا ناکردہ آہِ عشق میں تاثیر ہو جائے

Marfat.com

صبر و قرار اب کسی صورت نہیں مجھے
اے دوست رنجِ ہجر کی طاقت نہیں مجھے
آخر یہ دردِ عشق الٰہی بلا ہے کیا
رونے سے بھی فراق میں راحت نہیں مجھے
خاموش ہوں کہ واقفِ آدابِ عشق ہوں
کیا کیا کسی سے ورنہ شکایت نہیں مجھے
ہر حسن دلپذیر ہے ہر جلوہ دل پسند
کچھ امتیازِ معنی و صورت نہیں مجھے
کافر ہوں گر نہ ہو ترے وعدے کا اعتبار
لیکن کچھ اعتبارِ قیامت نہیں مجھے
اکبر وہ جانتے ہیں زبانِ نگاہِ شوق
یعنی کہ عرضِ حال کی حاجت نہیں مجھے

شوق طلسم بندیٔ حیرت نہیں مجھے
یعنی جنونِ کثرت و وحدت نہیں مجھے
بے صرفہ کٹ رہے ہیں مری زندگی کے دن
ذوقِ گناہ و لطفِ ندامت نہیں مجھے
یہ بھی غلط کہ صبر سے مانع ہے ضبطِ شوق
یہ بھی غلط کہ تم سے محبت نہیں مجھے
ہاں ہاں درست میں نے ہی رسوا کیا تمہیں
بالکل بجا کہ پاسِ مروت نہیں مجھے
اے شوقِ تازہ کار تری ناصبوریاں
لطفِ نگاہ پر بھی قناعت نہیں مجھے
اکبر فسوں طرازیٔ ذوقِ سخن کہاں
غمہائے روزگار سے فرصت نہیں مجھے

اندوہِ انتظار سے فرصت نہیں مجھے
یہ کس طرح کہوں کہ محبت نہیں مجھے
ہے باعثِ سکونِ طبیعت خیالِ دوست
احساسِ بے قراریٔ فرصت نہیں مجھے
تیری طرف سے ظلم کی غایت نہیں رہی
یہ اور بات ہے کہ شکایت نہیں مجھے
ناکامیٔ وفا مجھے برباد کر چکی
اب کامیابیوں پہ مسرت نہیں مجھے
یا تیری جستجو میں اذیت کہیں نہیں
یا عاشقی میں فکرِ اذیت نہیں مجھے
اکبر میں مستِ عشق و محبت ہوں رات دن
ذوقِ دعا و شوقِ عبادت نہیں مجھے

Marfat.com

اور ہوں گے وہ جنہیں دید سے ٹالا تو نے | کوئی دیکھا ہی نہیں دیکھنے والا تو نے
دل مایوسِ تمنا کو سنبھالا تو نے | یہ کیا کام حسینوں سے نرالا تو نے
مری فریاد سنی یا مرا نالہ تو نے | مجھ کو کس جرم میں محفل سے نکالا تو نے
ہم نے مانا کوئی ناکام نہیں ہے تجھ سے | کام میرا بھی مگر کوئی نکالا تو نے؟

ہم تو ناکارہ سمجھتے تھے تجھے اے اکبر
عشق میں خوب مگر نام اُچھالا تو نے

آرزوئے اثر نہ ہو جائے | دردِ دل دردِ سر نہ ہو جائے
شبِ غم کی سحر نہ ہو جائے | زندگی مختصر نہ ہو جائے
آپ کا اہتمامِ پردہ کہیں | عشق کا پردہ در نہ ہو جائے
جوشِ سجدہ میں سر کہیں میرا | آپ کا سنگِ در نہ ہو جائے
حسن کی بد گمانیاں توبہ! | عاشقی معتبر نہ ہو جائے
نگہِ شوق اس قدر بھی نہ دیکھ | ان کو اپنی خبر نہ ہو جائے
منزلِ دوست کا تمنائی | غش سرِ رہگزر نہ ہو جائے
ضبطِ الفت کی تاب ہے مجھ میں | بد گماں تو اگر نہ ہو جائے
میرے یُمنِ قدم سے ویرانہ | کہیں ویرانہ تر نہ ہو جائے

وہ نہ ہوں مہرباں اگر اکبر
عیب میرا ہنر نہ ہو جائے

دور تھا جب میں تو وہ مجھ سے بہت نزدیک تھے | میں قریب آیا تو مجھ سے دور تر ہوتے گئے

Marfat.com

کیا ستم تو نے لطفِ یار کیا دل کو بے تاب و بیقرار کیا
ہائے وہ لذّتِ سزا ہم نے جرمِ اُلفت ہزار بار کیا
سن نہ سکتے تھے حال اگر میرا کیوں نگاہوں کو لطفِ بار کیا
ایک آنسو میں کہہ دیا غمِ دل کس قدر ہم نے اختصار کیا
اس کے انکارِ ناز پرور نے وصل کا عہد استوار کیا
بے کسی میں غمِ محبت کا دشمنوں ہی کو رازدار کیا
کچھ نہ بن آئی جانِ مضطر سے جبر پر صبر اختیار کیا
آج کیوں ناز نے تمنا سے سخنِ تلخ و ناگوار کیا
سخنِ میرؔ نے مجھے اکبرؔ
بے نیازِ مے و نگار کیا

مجھ کو اک رشکِ ماہ نے مارا یعنی اس دل کی چاہ نے مارا
دلِ گم کردہ راہ نے مارا مجھ کو اس خیر خواہ نے مارا
عشوہ و ناز کا قصور نہیں مجھ کو ذوقِ نگاہ نے مارا
جور پر اشتباہِ لطف رہا اور اس اشتباہ نے مارا
جورِ پیہم سے جب نہ بن آئی کرمِ گاہ گاہ نے مارا
نگہِ لطف کی ہوس تھی مدام مجھ کو لطفِ نگاہ نے مارا
مختصر یہ ہے اپنا قصۂ عشق درد بن کر نگاہ نے مارا
تنگدستی نے پارسا رکھا آرزوئے گناہ نے مارا
خوب تھا وہ فراغِ گمنامی ہوسِ عز و جاہ نے مارا
مر بھی اکبرؔ کہیں کہ اے ظالم
تیری اس آہ آہ نے مارا

Marfat.com

لکھتا ہے مجھ کو دلبرِ جادو نگار خط
اندوہ سوز، درد شکن ، غم شکار خط

لایا ہے مژدۂ کرم آشکار خط
میری خطائے شوق کا ہے پردہ دار خط

ہر طرف ہے مرقع آئینِ خلد ہی
الطافِ بیکراں کا ہے آئینہ دار خط

ہر ہر سخن میں شوخئ غالب کا رنگ ہے
کس درجہ دل پذیر ہے یہ سحر کار خط

شاید کہ ان کی زلفِ عنبر سے ہے لگا
ہے عود ریز، عطر فشاں، مشکبار خط

دل میں ہجومِ شوق کا طوفان ہے بپا
پیمانِ عشق کرتا ہے پھر استوار خط

بے تابئ وفورِ محبت میں بار بار
پڑھ پڑھ کے چومتا ہوں میں دیوانہ وار خط

بہرِ تسلیِ دلِ بے تابِ رنجِ ہجر
رکھوں گا اپنے پاس سدا یادگار خط

اس کا دماغ عرش پہ کیونکر نہ ہو جسے
لکھے دیارِ حسن کا وہ شہر یار خط

جس کو ہو دل نوازئ عاشق کی آرزو
لکھوائے ان سے جا کے وہ شیریں نگار خط

اللہ کرے وہ برسرِ لطف و کرم رہے
اللہ کرے لکھے وہ مجھے بے شمار خط

تازہ غزل یہ بھیج رہا ہوں حضور میں
شاید کہ اور لکھے وہ جانِ بہار خط

روزِ اول سے مستِ صہبائے بیخودی ہوں
بیگانۂ شراب جامِ زبر جدی ہوں

میری بھی زندگانی ہے کوئی زندگانی
نا آشنائے ذوق ہر نیکی و بدی ہوں

ازبر ہے یاد مجھ کو رسم و رہِ محبت
میں مکتبِ وفا کا ہر چند مبتدی ہوں

شاہوں کی بارگاہیں اوروں کو ہوں مبارک
میں بندۂ حقیرِ عشقِ محمدی ہوں

کسبِ سرورِ مے سے کرتا نہیں ہوں اکبر
خود اپنی ذات میں ہی اک کیفِ سرمدی ہوں

تیرا خیال تیری تمنا لئے ہوئے
دنیا میں ہوں میں حاصلِ دنیا لئے ہوئے

Marfat.com

جب بے نقاب وہ رخ پرنور ہو گیا
دل جوشِ اشتیاق سے مجبور ہو گیا

دل جب جمالِ یار سے معمور ہو گیا
جس ذرے پر نگاہ پڑی طور ہو گیا

چرچا ہوا جہاں میں تمہارے جمال کا
افسانہ میرے عشق کا مشہور ہو گیا

باور ہی آگیا مجھے وعدہ وصال کا
شیرینیٔ سخن سے یہ مسحور ہو گیا

اس انجمن سے اٹھنا پڑا شرم سے مجھے
جس انجمن میں آپ کا مذکور ہو گیا

ہم سے خطا ہوئی کہ ہوئی عرضِ آرزو
اور عرضِ آرزو سے وہ مغرور ہو گیا

ہمت پہ کوہ کن کی ہے کیا شورِ آفریں
جب عاشقی نہ کر سکا مزدور ہو گیا

اتنی ہی تیز ہوگئی اس میں شرابِ عشق
جتنا زیادہ شیشۂ دل چور ہوگیا

شکوے تمام دم میں فراموش ہو گئے
دل اک نگاہِ لطف سے مسرور ہوگیا

روکے گا کون میرے تصور کی شوخیاں
مانا کہ وہ نگاہ سے مستور ہو گیا

درماں نہیں سہی مگر آکر تو دیکھ لے
کیا حالِ قلب و دیدۂ بےنور ہو گیا

اتنی ہوئی بلند انا دار ہو گئی
اکبرؔ بھی اپنے عہد کا منصور ہوگیا

قصۂ حسنِ یار کہتے ہیں
داستانِ بہار کہتے ہیں

بات کیا ہے کہ اس تلطف پر
تجھ کو غفلت شعار کہتے ہیں

ہائے اہلِ خرد کی کم نگہی
جبر کو اختیار کہتے ہیں

اک فریبِ نظر ہے کچھ بھی نہیں
لوگ جس کو بہار کہتے ہیں

یا تو کہتے نہ تھے فسانۂ دل
یا مگر بار بار کہتے ہیں

وہ کبھی ملتفت نہیں ہوتے
ہم فسانے ہزار کہتے ہیں

ہم وہ امیدوارِ اُلفت ہیں
ہجر کو انتظار کہتے ہیں

بادۂ عشق سے ہے مست اکبر
کم نظر میگسار کہتے ہیں

Marfat.com

مری خامشی اور مری بے زبانی — محبت کی ہے بہتریں ترجمانی
نہیں کھلتا اے جور پرور یہ کیا ہے — کبھی مہربانی کبھی سرگرانی
ترا جور ہے فطرتِ حسنِ خود بیں — تقاضائے الفت مری بدگمانی
یقین ہے کہ کچھ راہ پر آ تو جائے — سنے حال میرا جو میری زبانی
سراسر گلستاں ہے دامن نظر کا — بہاروں پہ ہے آج اس کی جوانی
ترا نام غارت گرِ رنج و کلفت — تری یاد سرمایۂ شادمانی
ہوا دل نہ ترکِ محبت پہ مائل — نہ مانی مری بات اس نے نہ مانی
وہی حسن و الفت کی ہنگامہ خیزی — وہی کشمکش اور وہی زندگانی
وہی حسن سرگرمِ ناز و تغافل — وہی دلربائی وہی جانستانی
وہی میں وہی شیوۂ عشق بازی — وہی جانثاری وہی جانفشانی
وہی نغمہ ہائے طرب خیز مطرب — وہی مے گساری وہی شعر خوانی

کسی کی محبت کا ہے فیض اکبر
یہ شیریں کلامی یہ رنگیں بیانی

اپنا جلوہ دکھا دیا کس نے — محوِ حیرت بنا دیا کس نے
ہے یہ تمہید اشک پیہم کی — ہائے مجھ کو ہنسا دیا کس نے
بے نیازِ طرب ہے دل میرا — رنجِ راحت فزا دیا کس نے
میری ہر بات پر وہ کہتے ہیں — تجھ کو شکوہ سکھا دیا کس نے
دل ہے اک جلوہ زارِ صدق و خلوص — اس کو نورِ صفا دیا کس نے

مست و سرشار ہوں سدا اکبر
جام ایسا پلا دیا کس نے

Marfat.com

ہجومِ اشک سے رازِ وفا افشا نہ ہو جائے　　　جنونِ عشق اے اکبر کہیں رسوا نہ ہو جائے

وہ جائیں تو درودیوار سے تاریکیاں برسیں　　　وہ آئیں تو سراپا نور یہ کاشانہ ہو جائے

مری اک آرزو ہے اور ایسی آرزو یا رب　　　مجھے ڈر ہے کہیں دنیا تہ و بالا نہ ہو جائے

تمہاری جلوہ گاہِ ناز کی تابانیاں توبہ　　　یہ وہ محفل ہے جس میں شمع بھی پروانہ ہو جائے

تبسم رقص کرتا ہے نگاہِ مستِ ساقی میں　　　ہجومِ شوق میں اک لغزشِ مستانہ ہو جائے

محبت کو سمیٹوں میں تو آنسو میں سما جائے　　　جو پھیلانے پہ آؤں مستقل افسانہ ہو جائے

سمجھ کر اے دلِ بیتاب اظہارِ وفا کرنا　　　کہیں ایسا نہ ہو انداز گستاخانہ ہو جائے

نہیں نکلے گا ہشیاری سے کام اُس بزم میں ہرگز　　　کمال مصلحت یہ ہے کہ دل دیوانہ ہو جائے

دلِ دیوانہ اے کاش اس قدر دیوانہ ہو جائے　　　جہاں ویرانہ ہو کر خلوتِ جانانہ ہو جائے

نرالا ہے طریقِ راز داری ان کا دنیا سے　　　جسے کچھ ہوش آجائے وہی دیوانہ ہو جائے

بحسبِ ذوق ہیں اُس حسن کے جلووں کی تاثیریں　　　کوئی دیوانہ ہو جائے کوئی فرزانہ ہو جائے

یہ تیرے حسن کا یا میری آنکھوں کا تصرف ہے　　　کہ ان آنکھوں سے جو دیکھے تجھے دیوانہ ہو جائے

انہیں اپنے ادا و ناز سے مطلب ہے اے اکبر
بلا سے کوئی ہو جائے اگر دیوانہ ہو جائے

نگارِ خوبرو ہے اور میں ہوں　　　بہارِ رنگ و بو ہے اور میں ہوں

فریبِ آرزو ہے اور میں ہوں　　　جنونِ جستجو ہے اور میں ہوں

کمالِ جذبِ الفت دیدنی ہے　　　وہ میرے روبرو ہے اور میں ہوں

جلالِ تمکنت ہے اور وہ ہیں　　　خیالِ گفتگو ہے اور میں ہوں

گئے وہ دن کہ ان کی جستجو تھی
اب اپنی جستجو ہے اور میں ہوں

Marfat.com

ہر آن اک تازہ شکایت ہے آپ سے — اللہ ! مجھ کو کتنی محبت ہے آپ سے

اک اک ادا ہے چشمِ تصور کے رو برو — خلوت ہماری رونقِ جلوت ہے آپ سے

دل میں ہیں آپ، آپ میں لاکھوں تجلیاں — دل کیا ہے ایک حسن کی جنت ہے آپ سے

کیا آپ جانتے ہیں مجھے تو خبر نہیں! — کہتے ہیں لوگ مجھ کو محبت ہے آپ سے

رونا تو ہے یہی کہ نہیں آہ میں اثر — شکوہ ہے آپ سے نہ شکایت ہے آپ سے

اس دل کی آرزوئے محبت کو کیا کہوں — جس دل کو آرزوئے محبت ہے آپ سے

اکبر جو مہرباں ہے وہ جانِ جہاں تو پھر
اہلِ جہاں کو ہو جو عداوت ہے آپ سے

ہجومِ صد بلا ہے اور میں ہوں — تمنائے قضا ہے اور میں ہوں

دلِ درد آشنا ہے اور میں ہوں — محبت کا مزا ہے اور میں ہوں

نہ پوچھو بے دلی ہائے تمنا — دلِ حسرت فزا ہے اور میں ہوں

نہ چھیڑو قصۂ بے تابیٔ غم — دلِ محشر نوا ہے اور میں ہوں

مری دوں ہمتیٔ کار دیکھو — مقدر کا گلا ہے اور میں ہوں

نہیں کوئی ٹھکانہ بے کسوں کا — تری دولت سرا ہے اور میں ہوں

ادھر وہ بت ہے اور ساری خدائی — ادھر میرا خدا ہے اور میں ہوں

ہوا ہوں اس قدر بربادِ الفت — کہ اب دستِ دعا ہے اور میں ہوں

وہی دل ہے وہی دردِ محبت — وہی صبح و مسا ہے اور میں ہوں

میں اکبر کشتۂ خوئے وفا ہوں
وہی نا آشنا ہے اور میں ہوں

Marfat.com

کچھ سوجھتا نہیں ہے ترے انتظار میں
دنیا تڑپ رہی ہے دلِ بے قرار میں
مانا کہ صبر چارۂ اندوہِ عشق ہے
لیکن نہیں ہے صبر مرے اختیار میں
آنکھوں میں دم ہے کشمکشِ انتظار سے
دم توڑتا ہوں کشمکشِ انتظار میں
الفت کے آنسوؤں میں یہ تلخی کہاں کی ہے
تلخی کہاں کی ہے یہ مئے خوشگوار میں
دیوانہ وار دیکھتا ہوں پھول پھول کو
آنکھوں کو ہے تلاش کسی کی بہار میں
دل کا ہر ایک تار لرزتا ہے بار بار
دل جذب ہوگیا ہے نوائے بہار میں
اللہ رے شوق آئے نہ وعدے پہ وہ کبھی
آیا مگر نہ فرق مرے اعتبار میں
اللہ رے میرے حسنِ تصور کے معجزے
وہ شوق ناشناس ہے میرے کنار میں
دیوانہ کر دیا ہے ترے انتظار نے
دیوانہ ہو گیا ہوں ترے انتظار میں
اکبر دل آج تک ہے مرا وقفِ اضطراب
کیا جانے کیا تھا اس نگۂ شرمسار میں

طبع نازک نہ ہو کسی کی ملول
شکوۂ غم کو دے نہ اے دل طول
حسن ہے اور تغافلِ بسیار
عشق ہے اور جنونِ حسنِ قبول
جانے لے جاکے کس جگہ مارے
مجھ کو گم کردہ راہ شوقِ فضول
دونوں عالم سے بے نیاز ہوں میں
ہوں محبت میں اس قدر مشغول
ہے متاعِ وفا مری ناقص
پھر بھی کر لے جو تیرا لطف قبول
واعظوں کی یہ ہرزہ گفتاری (ق) ناصحوں کی یہ پندِ نامعقول
مجھ پہ کوئی اثر نہیں کرتی
کہ محبت ہے میرا اصل اصول
نغمۂ گل طرازِ اکبر سے
ہیں بساطِ سخن پہ پھول ہی پھول

Marfat.com

سمجھ میں آتا نہیں ہے کچھ بھی یہ الفتِ طرفہ کار کیا ہے
یہ دردِ راحت نواز کیا ہے یہ راحتِ دل فگار کیا ہے
یہ رنجِ ناپائیدار کیا ہے یہ عیش بے اعتبار کیا ہے
بلند تر ہے نگاہ میری خزاں کہاں کی بہار کیا ہے
وہ آئے اے محوِ انتظار اور چلے گئے کب کے ہوش میں آ!
تجھے ہے اب انتظار کس کا تجھے یہ اب انتظار کیا ہے
نوازشِ شوخ کی وہ کیفیتیں کوئی میرے دل سے پوچھے
گزارشِ التفات پر ان کا پوچھنا بار بار کیا ہے
کسی سے ملنے کی تو نے اے دل قسم تو کھائی ہے ہو کے نادم
مگر ترا اعتبار کس کو، مگر ترا اعتبار کیا ہے
ہزار باتیں بناؤ اکبرؔ، ہزار الفت چھپاؤ اکبرؔ
یہ آہِ سینہ فگار کیا ہے، یہ دیدۂ اشکبار کیا ہے

وفورِ الفت کی ہیں سراسر یہ میری آئینہ دار باتیں
شبیہ سے ان کی کر رہا ہوں عجیب دیوانہ وار باتیں
وہاں وہ عالم ہے تمکنت کا سکوت طاری ہے انجمن پر
یہاں یہ حالت کہ اضطرابِ جنوں میں ہیں باربار باتیں
ہوئی تصور کی مشق پیہم سے ایک تصویرِ یار پیدا
کرے گی تاثیرِ شوق سے ایک دن یہ تصویرِ یار باتیں
نہ ان سے رسمِ حجاب ممکن نہ مجھ سے ترکِ خطاب ممکن
وہ ان کے بے اختیار جلوے وہ میری بے اختیار باتیں

Marfat.com

وہ عاشق نہ ہو گا کوئی خام ہو گا ‏ ‏ محبت میں جو محوِ آرام ہو گا
خفا ہو نہ جاؤ تو میں تم سے پوچھوں ‏ ‏ جہاں میں کوئی تم سا خودکام ہو گا؟
تجھے ہم نہ کہتے تھے اے حضرتِ دل! ‏ ‏ کہ اس عاشقی کا یہ انجام ہو گا
نگاہیں ہر اک کی اٹھیں گی اسی پر ‏ ‏ جہاں بھی وہ سروِ خوش اندام ہو گا
ہمارے مقدر میں جور و ستم ہے ‏ ‏ کوئی موردِ لطف و اکرام ہو گا
ازل ہی سے اے دل مشیت یہی تھی ‏ ‏ کہ عاشق جو ہو گا وہ ناکام ہو گا
جسے بھیجتے ہیں عدو کی زبانی ‏ ‏ وہ پیغام بھی کوئی پیغام ہو گا
مجھے دیکھ کر اپنی محفل میں بولے ‏ ‏ اسے بھی جہاں میں کوئی کام ہو گا
وہ اکبر کہ تھا پارسائی میں یکتا (ق) ‏ ‏ خبر کیا تھی اس کا یہ انجام ہو گا
اسے حور و کوثر کی خواہش نہ ہو گی ‏ ‏ سدا مستِ عشقِ بت و جام ہو گا

مرے شعر سن کر یہ فرما رہے ہیں
یہ اکبر کوئی رندِ بدنام ہو گا

ہے اگر درد آشنا کوئی ‏ ‏ میرے حق میں کرے دعا کوئی
لطف سے، جور سے، تغافل سے ‏ ‏ لے گیا دل کو خوش ادا کوئی
ہجر میں مشغلہ نہیں دل کا ‏ ‏ آپ کی یاد کے سوا کوئی
پھر ہے محجوب وہ نگاہِ ناز ‏ ‏ پھر ہے بے تابِ مدّعا کوئی
دردِ دل کی دوا ہو تم شاید ‏ ‏ اور اس کی نہیں دوا کوئی
نالۂ دل میں پھر ہوئی تاثیر ‏ ‏ مائلِ لطف پھر ہوا کوئی

اس نے پوچھا جو حالِ دل اکبر
کچھ نہ بن آئی رو دیا کوئی

Marfat.com

آج مہمان ہے وہ شوخ ستمگر میرا
گھر مرا گھر ہے مقدر ہے مقدر میرا
وہ بھی ہیں صحنِ چمن بھی ہے مئے ناب بھی ہے
حور میری ہے، جناں میرا ہے، کوثر میرا
جس کے اک قطرے نے منصور کو بھکا مارا
آج لبریز اسی مے سے ہے ساغر میرا
جب سے نظروں میں سمایا ہے مری تیرا اجلال
کسی فرعون کے آگے نہ جھکا سر میرا
دیکھیے کون اٹھاتا ہے یہاں سے مجھ کو
لو یہ ہے کوچۂ محبوب میں بستر میرا
انتظارِ خلش افروز کے شکوے کیا ہیں
کہتے ہیں تجھ کو نہ تھا وعدہ جو باور میرا
اتنا ٹھہرا ہوں یہاں مثلِ رقیبِ غالب
لوگ سب گھر کو ترے کہتے ہیں اب گھر میرا
غیر کم ظرف ہے ہو جائے گا وہ شادی مرگ
نہ کرو لطف اگر قول ہے باور میرا
یار بھی اس میں جو چھٹتا ہے بلا سے چھوٹے
غیر کے در پہ جھکا ہے نہ جھکے سر میرا
عشق رسوائے زماں' شاعری مقبولِ جہاں
تذکرہ آج زمانے میں ہے گھر گھر میرا
حضرتِ عشق کا ممنونِ کرم ہوں اکبر
کہ نہیں آج غزل میں کوئی ہمسر میرا

عشقِ بتاں سے آپ کو پرہیز کیوں نہ ہو
اکبر دروغِ مصلحت آمیز کیوں نہ ہو
یہ حسن ہو تو عشق جنوں خیز کیوں نہ ہو
یہ لطف ہو تو آتشِ دل تیز کیوں نہ ہو
کچھ بھی جو ہو اسے ہوس و عشق میں تمیز
اغیار سے وہ شوخ کم آمیز کیوں نہ ہو
اس دل کو اپنے شیوۂ تمکیں پہ ناز ہے
اس کی طرف نگاہِ جنوں خیز کیوں نہ ہو
ساقی بلائے جاں ہے جگر تفتگی مجھے
میرے لئے شراب سم آمیز کیوں نہ ہو
حلقہ بگوشِ حسرتِ شیریں سخن ہوں میں
اکبر مرا کلام شکر ریز کیوں نہ ہو

Marfat.com

وہ لطفِ ابتدائے تمنا نہیں رہا
شکوہ تو ہے پہ شکوۂ بیجا نہیں رہا
ہر عرضِ شوق پر وہاں اقرار سہل ہے
یعنی وہ لطفِ حسن تقاضا نہیں رہا
آئینۂ خیال ہے جلوہ گہِ جمال
اب میں حریفِ شوقِ تماشا نہیں رہا
کیا کر دیا نگاہِ حقیقت شناس نے
وہ رنگِ دلفریبیٔ دنیا نہیں رہا
بیزارِ شوق ہے دلِ ناکامِ آرزو
وہ اعتبارِ وعدہ فردا نہیں رہا
مایوسیوں نے سارے زمانے سے کھو دیا
وا حسرتا کہ اب کوئی سودا نہیں رہا
اس رشکِ آفتاب پر اٹھتی نہیں نظر
پردہ یہی ہے اب کوئی پردا نہیں رہا
مشکل میں پڑ گئی نگہِ مشکل آرزو
پردہ بقدرِ ذوقِ تماشا نہیں رہا
میں وہ فریب خوردۂ احباب ہوں جسے
دنیا میں اعتبار کسی کا نہیں رہا
جوشِ جنوں میں گھر ہی کو صحرا بنایئے
اکبرؔ بقدرِ شوق جو صحرا نہیں رہا

بیتابیٔ فراق میں میرا یہ حال تھا
مرنا محال تھا مجھے جینا وبال تھا
میری تباہیوں پہ ہوئے تم بھی خندہ زن
مجھ کو ملال تھا تو بس اتنا ملال تھا
دو دو اثر شکایتِ بیداد کئے ہوئے
وہ منفعل تھے خود بھی مجھے انفعال تھا
حسرت پرست ہے نگہِ تیز تیز کا
وہ دل کہ جس کو لطف و کرم بھی وبال تھا
آغوشِ منتظر میں کوئی تو ضرور تھا
اب جانے وہ تھے یا مرا حسنِ خیال تھا
ہر چند اُن سے عرضِ تمنا نہ کر سکا
ہر مو مرے بدن پر زبانِ سوال تھا
ٹھہری نہ اس کے بعد کسی پر نگاہِ شوق
یعنی وہ حسن آپ ہی اپنی مثال تھا
سب تھے مگر چراغ کسی کا نہ جل سکا
شبِ انجمن میں اکبرؔ جادو مقال تھا

Marfat.com

میری مشکل بھی ہو آساں تنانا ہو یا ہو — المدد اے شہِ مرداں تنانا ہو یا ہو
فاش ہوتے ہیں زمانے پہ رموزِ الفت — چاک ہوتا ہے گریباں تنانا ہو یا ہو
کون اس رمز کو سمجھے کہ جمالِ رخِ دوست — ہے مرا حالِ پریشاں تنانا ہو یا ہو
اثرِ عشق عجب ہے غمِ پنہاں میرا — تیرے رُخ سے ہے نمایاں تنانا ہو یا ہو
زُہد و تقویٰ کا نہیں آج زمانے میں رواج — عام ہے شیوۂ رنداں تنانا ہو یا ہو
تھا کبھی پاسِ گریباں ترے دیوانے کو — دامن اب ہے نہ گریباں تنانا ہو یا ہو
دل میں اب کوئی تمنا ہے نہ کوئی حسرت — مشکلِ عشق ہے آساں تنانا ہو یا ہو
تیری دولت سر و سامانِ نشاط و عشرت — میری دولت دلِ سوزاں تنانا ہو یا ہو
دین و ایماں تری اس کفر نوازی کے نثار — کون ہے آج مسلماں تنانا ہو یا ہو

اے کہ ہے شوق تجھے شعرِ جنوں پرور کا
آ کہ اکبر ہے غزل خواں تنانا ہو یا ہو

سمجھے وہی کہ کیوں نہیں اکبر کو گھر عزیز — جس سے جدا ہوا ہو کوئی فتنہ گر عزیز
ان کے بغیر چارۂ دردِ جگر غلط — لائیں انہیں اگر ہیں مرے چارہ گر عزیز
ناصح رہِ وفا میں ہے کیا جان و دل کا ذکر — ناداں ہے جان و دل سے کوئی بیشتر عزیز
جب اس کو ان کی شوخ نگاہی سے ربط ہے — درماں سے ہے سوا مجھے دردِ جگر عزیز
ناکامیاں ہیں مجھے کامیابیاں — ناکامیوں کا مری غم نہ کر عزیز
کیا جانیے کہ کیوں ہوا دل ان کا مبتلا (ق) کیا جانیے کہ کیوں ہوئے وہ اس قدر عزیز
حالانکہ ان کی خوئے وفا ناشناس سے — ہیں شکوہ سنج دوست ادھر اور اُدھر عزیز

اس رنگ سے گزار دی اکبر نے زندگی
روتے اِدھر ہیں لاش پہ دشمن اُدھر عزیز

Marfat.com

غرورِ حسن یہ طرفہ ادا کیا محبت سے فریبِ اعتنا کیا
جہاں میں اور ہے تیرے سوا کیا میں تجھ کو دیکھ کر پھر دیکھتا کیا
جہاں کو بے حقیقت کر دیا ہے مجھے بخشا دلِ بے مدّعا کیا
میں تاثیرِ وفا کو رو رہا ہوں تری تمکینِ بے حد کا گلہ کیا
پسندِ شوق ہے ہر نازِ جاناں محبت میں وفا کیا ہے جفا کیا
وہ جو چاہیں کریں بے خوف ہو کر کسی کو طاقتِ چون و چرا کیا
وہ شرماتے ہیں عرضِ مدّعا سے کروں اب اُن سے عرضِ مدّعا کیا
ہماری جاں نثاری ہی صلہ ہے ہماری جاں نثاری کا صلہ کیا
مجھے کر دے گا مایوسِ تمنا ترا ہر بات پر کہنا یہ "کیا کیا"
محبت کی اگر یہ ابتدا ہے خدا جانے ہو اس کی انتہا کیا
پلٹنا ہی پڑے گا سوئے کعبہ نہیں ہو گا درِمیخانہ وا کیا
ہمیشہ بے قرار و مضطرب ہے الٰہی میرے دل کو ہو گیا کیا
یہی دیواں کے اوراقِ پریشاں میں شاعر ہوں مرا برگ و نوا کیا

اسے ہر وقت غمگین دیکھتے ہیں
جلال الدین اکبر کو ہوا کیا

دل دردِ محبت سے جو لبریز نہیں ہے جادو بھی سخن ہو تو اثر ریز نہیں ہے
سنتے تھے محبت کو نشاط آورِ مستی دیکھا تو یہ نشہ بھی کوئی چیز نہیں ہے

جانبازیِ فرہاد پہ دل خون ہے اس کا
شیریں کو سرِ عشرتِ پرویز نہیں ہے

Marfat.com

خاموش ہیں لب اور آنکھوں سے آنسو ہیں کہ پیہم بہتے ہیں
ہم سامنے انکے بیٹھے ہیں اور قصہء فرقت کہتے ہیں

اب حسن و عشق میں فرق نہیں اب دونوں کی اک حالت ہے
میں ان کو دیکھتا رہتا ہوں وہ مجھ کو دیکھتے رہتے ہیں

اُن کی وہ حیا وہ خاموشی اپنی وہ محبت کی نظریں
وہ سننے کو سب کچھ سنتے ہیں ہم کہنے کو سب کچھ کہتے ہیں

اس شوقِ فراواں کی یا رب آخر کوئی حد بھی ہے کہ نہیں
انکار کریں وہ یا وعدہ ہم راستہ دیکھتے رہتے ہیں

ہمدرد نہیں ہمراز نہیں کس سے کہیے کیوں کر کہیے
جو دل پہ گزرتی رہتی ہے جو جان پہ صدمے سہتے ہیں

آ دیکھ کہ ظالم فرقت میں کیا حال مرا بے حال ہوا
آہوں سے شرارے جھڑتے ہیں آنکھوں سے دریا بہتے ہیں

اکبر شاید دل کھو بیٹھے وہ جلسے وہ احباب نہیں
تنہا خاموش سے پھرتے ہیں ہر وقت اداس سے رہتے ہیں

سنا ہے دل کو دل سے راہ ہوتی ہے زمانے میں
یہ سچ ہے تو انہیں مجھ سے محبت کیوں نہیں ہوتی

لبوں پہ دادِ وفا ہے ان کے نگاہ میں مسکرا رہے ہیں
الٰہی مجھ کو بنا رہے ہیں کہ میری بگڑی بنا رہے ہیں

Marfat.com

جدّتِ فکر و درد و سوز و گداز　　شعرِ اکبر ہیں یا کوئی اعجاز
اللہ اللہ تیرا جلوۂ ناز　　خود بخود جھک گئی جبینِ نیاز
تو ہے اور جلوہ ہائے رنگا رنگ　　میں اور اندیشہ ہائے دور و دراز
حسن بے تابِ عرضِ جلوہ ہے　　اللہ اللہ عشق کا اعجاز
اضطرابِ وفا کا حال نہ پوچھ　　دل دھڑکنے کی سن ذرا آواز
آفتِ روزگار ہیں دونوں　　حسن کے ناز ، عشق کے انداز
دل میں اک حشرِ آرزو ہے بپا　　ہائے اس کی نگاہ فتنہ طراز
ہے ابد اور ازل سے وابستہ　　میرا انجام اور مرا آغاز
طاعتوں پر غرور واعظ کو　　اور مجھے تری رحمتوں پر ناز
کوئی دیکھے کلامِ اکبرؔ کا
کس قدر دلنشیں ہے یہ انداز

کرتے ہیں غیر سے مرا شکوہ　　ان کو میرا خیال ہے گویا
متبسم ہے چشمِ ذرہ نواز　　رخصتِ عرضِ حال ہے گویا
وصلِ جاناں کی آرزو اکبرؔ
اک خیالِ محال ہے گویا

جام صہبائے مشکبو نہ ہوا　　آج سامانِ ہاو ہُو نہ ہوا
بسکہ مفتِ نظر تھا جلوۂ دوست　　میں ہی افسوس روبرو نہ ہوا
سن تو لیتے وہ التجا لیکن
مجھ کو یارائے گفتگو نہ ہوا

Marfat.com

کیوں اس قدر نگاہ تری عشوہ بار ہے　　میں جانتا ہوں دل کے لئے بے قرار ہے
تم ہو تو مجھ کو فصلِ خزاں بھی بہار ہے　　ہر شے میں حسن ہے تو ہر شے پر نکھار ہے
اکبر جو رہگزر میں تری اشکبار ہے　　کس درجہ تیرے واسطے بے اختیار ہے
دل واقفِ اضطراب ہے جاں بے قرار ہے　　مستی میں بھی نگاہ تری ہوشیار ہے
ہر چند وعدہ آپ کا جھوٹا سہی مگر　　شرمائیں کیوں حضور مجھے اعتبار ہے
پرسش فضول سعیٔ مداوا ضرور ہے　　چہرے سے میرے حالتِ دل آشکار ہے
کیا شے ہے عشق، عشق کے بندوں سے پوچھئے　　ذلت بھی جس کی تاجِ سرِ افتخار ہے
کیا شوق ہے کہ آنے سے انکار ہے انہیں　　یاں میں ہوں اور کشمکشِ انتظار ہے
وہ ہیں کہ ان کو قدرِ محبت ذرا نہیں　　دل ہے کہ ان سے لطف کا امیدوار ہے
یہ حسن کیا؟ گریزِ مسلسل ہے اور کشش　　یہ عشق کیا ہے شوق ہے اور انتظار ہے

اکبر کہ جس کے عشق و محبت کی دھوم تھی
سنتے ہیں آج عابدِ شب زندہ دار ہے

کہتے ہیں وصل میں جو تمہارا یہ حال ہے　　بالفرض ہم جو تم سے جدا ہوں تو کیا کرو
ہے وصل ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں　　چھیڑو کسی کو حضرتِ دل اور خفا کرو

ناراض ہو کے وہ ترے گھر سے چلے گئے
اکبر اُٹھو خدا کے لئے التجا کرو

دلِ محوِ الفت کی دنیا عجب ہے　　کہ آباد ہوتی ہے برباد ہو کر
وفورِ محبت بشکل فغاں اب　　ہمیشہ ہے لب پر تری یاد ہو کر

اسیری محبت کی اچھی تھی اکبر
پھنسے فکرِ دنیا میں آزاد ہو کر

Marfat.com

محفلِ ناز میں ہے حشر بداماں کوئی
آج ثابت نہیں رہنے کا گریباں کوئی

ماہِ تاباں ہے کوئی مہرِ درخشاں کوئی
ان حجابوں پہ بھی ہے صاف نمایاں کوئی

بدگماں مجھ سے ہیں بے وجہ بتانِ کافر
کوئی کہہ دو مرا ایماں نہیں ایماں کوئی

دل میں جو دردِ محبت کی خلش باقی ہے
رہ گیا ہے مگر اس شوخ کا پیکاں کوئی

بدگماں صدقِ وفا سے ہے ہمارے ناحق
جور پر اپنے ہے بے وجہ پشیماں کوئی

جس میں پیوند نہ ہوں عشقِ بتاں کے اے شیخ
مجھ کو ایسا نظر آتا نہیں ایماں کوئی

یا ترا جور بھی تھا وجہ کشش دل کے لئے
یا نوازش سے بھی ہے تیری گریزاں کوئی

نہ وہ شوخی ہے نہ آویزشِ باہم کی بہار
یہ محبت بھی محبت ہے مری جاں کوئی

آج اس شوخ پہ کھلتا ہے غضب رنگِ جمال
دل میں بیدار ہے اپنے مگر ارماں کوئی

جو مرے دل کو جنوں زارِ محبت کر دے
مجھ کو ایسا نظر آتا نہیں انساں کوئی

کس سے رودادِ دلِ سوختہ ساماں کہیے
بزمِ عالم میں نہیں اپنا زباں داں کوئی

ہے یہ اندازِ سخن گوئیِ اکبر سے عیاں
اک نہ اک روز اٹھائے گا یہ طوفاں کوئی

مجھ سا نہ ہوگا کوئی جہاں میں تباہِ ناز
برسوں ستم پر اس کے رہا اشتباہِ ناز

میری شکایتِ ستم ناروا پہ عذر
سوجھا نہ جب کوئی تو لی آخر پناہِ ناز

رو رو کے میں نے قصۂ اندوہ جب کہا
شوخی سے مسکرا کے بھری اس نے آہِ ناز

برسوں رہا ستم پہ تمہارے گمانِ لطف
دیتی رہی فریبِ محبت نگاہِ ناز

باقی ہے یادِ دلبرِ شیریں سخن ہنوز
قائم ہے یعنی رابطۂ جان و تن ہنوز

Marfat.com

نہیں ہے بے سبب اپنی یہ نغمہ پیرائی
نہیں ہے بے سبب اپنی یہ خامہ فرسائی
دلِ حزیں کو ہے تجھ سے نیازِ بے پایاں
دلِ حزیں ہے محبت کا تیری سودائی
ترے لئے مرے اشعار نغز و شوخ ولطیف
ترے لئے مرے خامہ کی نادرہ زائی
مری دعا ترے لطفِ نگاہ کی خواہاں
تری ثنا مرے نغموں کی علّتِ غائی
سخن اگر نہیں ارشاد کا ترے حامل
تمام قافیہ سنجی ہے بادپیمائی
مرا سزکہ بخاکِ درت جبیں سایم
ترا سزدکہ بمن گنجِ فیض بخشائی
تو ہے وہ صاحبِ عظمت کہ سربلندوں کو
ہے وجہِ فخر ترے در کی ناصیہ سائی
ترے وجود سے رونق ہے بزمِ امکاں کی
تجھی سے ہے یہ ولایت کی مسند آرائی
تجھی کو پھبتا ہے طرہ رضائے مولا کا
تجھی کو زیب ہے وحدت کی نکتہ آرائی
تری علالت و رنجوریٔ مسلسل سے
دلِ حزیں پہ ہے رنج و الم کی یغمائی
سرِ نیاز جھکا ہے جنابِ باری میں
خلوصِ قلب سے لب پر ہے یہ دعا آئی

"تنت بنازِ طبیباں نیازمند مباد
وجودِ نازکت آزردۂ گزند مباد"

خدا کا شکر ہے ہم دل سے اس پر صاد کرتے ہیں
بہر حالت ہمارے حق میں جو ارشاد کرتے ہیں
اب ان کی یاد ہے دل کے لیے سرمایۂ شادی
ہم ان کو یاد کرتے ہیں تو دل کو شاد کرتے ہیں
کوئی کیا جانے دل کا اور ان کا رابطہ کیا ہے
کہ دل ہی دل میں ہم ان کو ہمیشہ یاد کرتے ہیں
غلط ہے جو یہ کہتے ہیں کہ وہ برباد کرتے ہیں
جسے برباد کرتے ہیں اسے آباد کرتے ہیں
اب اس سے بڑھ کر اوجِ طالعِ عشاق کیا ہوگا
کہ جب ہم یاد کرتے ہیں تو وہ بھی یاد کرتے ہیں
نہ تکمیلِ جنوں ہے اور نہ اس کے واسطے کوشش
مگر تقلید میری قیس اور فرہاد کرتے ہیں

مرا دل گفتگو کی لذتوں میں ڈوب جاتا ہے
نیا ہر آن وہ طرزِ سخن ایجاد کرتے ہیں

Marfat.com

اے کہ تجھ سے اک جہاں خوشنود ہے — میں ہوں اور جانِ الم فرسود ہے
درد ہے لیکن نہیں لب پر فغاں — دل ہمارا آتشِ بے دود ہے
اِذنِ جانبازی کسے دیتے ہیں آپ — میں بھی حاضر، غیر بھی موجود ہے
اے کہ اپنی بھی نہیں تجھ کو خبر — کیا یہ بحثِ غائب و موجود ہے
وہ نہیں درد آشنائے عاشقی — ان سے اظہارِ وفا بےسود ہے
جذبۂ توفیق جب شامل نہ ہو — میری کوشش سربسر بے سود ہے
اے دو عالم بخشنے والے مجھے — تو مرا مطلوب تو مقصود ہے
اے خوشا یکسوئی حُسنِ خیال — جو مرا محبوب ہے معبود ہے
اے خوشا حسنِ تصور اے خوشا! — میں جہاں ہوں تو وہاں موجود ہے
دل کہ تیری آرزو میں محو ہے — بے نیازِ ہر زیان و سود ہے
حاصلِ کون و مکاں تیرا جمال — اور پھر تو ہر جگہ موجود ہے
وہ فنائے تام کی کیفیتیں — کون شاہد اور کیا مشہود ہے

میری سرمستی میں اکبؔر آج گم
عالمِ نیرنگِ ہست و بُود ہے

اللہ الحمد کہ آساں ہوئی مشکل میری
زندگی تلخ تھی تسلیم و رضا سے پہلے

اللہ رے تیری یاد کی افسوں طرازیاں — دل آرزوئے وصل سے بیگانہ ہو گیا

ہم تو لے دے کے یہ سمجھے ہیں خدا کا مفہوم — کام آئے جو مصیبت میں خدا ہوتا ہے

Marfat.com

ہوا تیرے غم کی جاں فروزی سے قلب میں جو سرور پیدا
تو میری ہستی کے ذرے ذرے سے ہو گیا نورِ طور پیدا
ہے میرے دل میں سرور تیرا، ہے میرے سر میں غرور تیرا
تجھی سے ہے یہ سرور پیدا، تجھی سے ہے یہ غرور پیدا
یہ تیرا نورِ بصیرت افزا ہے میری آنکھوں میں جلوہ فرما
ہوئے ہیں نزدیک و دور پیدا، ہوئے ہیں غیب و حضور پیدا
جو نورِ حق سے ہے دل منور تو آفتیں راحتیں ہیں یکسر
بصیرت آتی ہے جب میسر تو رنج سے ہے سرور پیدا
ازل سے ہے فیض عام تیرا، عجیب ہے اہتمام تیرا
جو دل میں ہر دم ہو نام تیرا تو تیرا دل میں ہو نور پیدا
تری محبت کا فیض ہے سب، ترے کرم کے ہیں سب کرشمے
مجھی سے ہے سلسبیل و کوثر مجھی سے غلمان و حور پیدا
عجب نہیں ہے کہ میرے دل میں جنوں کی جو شورشیں ہیں پنہاں
وہی زمانے میں رفتہ رفتہ ہوں بن کے شورِ نشور پیدا
یہ عرش و کرسی، یہ خلد و دوزخ، تمام ان وسعتوں میں گم ہیں
قیامت اب دل کی وسعتیں ہیں کہ دل میں ہے تیرا نور پیدا
خموش اکبر خموش ناداں رہیں محبت کے راز پنہاں
حقیقتیں ہو گئیں جو عریاں تو فتنے ہوں گے ضرور پیدا

بے نیازِ وصال و فرقت ہوں دور جا پہنچا ہوں محبت میں

لیتا نہیں ہے آج کوئی عاشقی کا نام عبرت ہوئی جہاں کو مرے حالِ زار سے

Marfat.com

اے ودود! اے کریم !اے وہاب
دے غمِ عشق اور بغیرِ حساب

پھر کوئی دلفروز یاد آیا
کھل گئے دل پہ خلد کے ابواب

تیرے روئے نکو سے کیا نسبت
ہم نے دیکھا ہے جلوۂ مہتاب

جلوۂ حسنِ یار کیا کہیے
دل ہے پہلو میں صورتِ سیماب

دل ہے اور جلوہ ہائے حسنِ ازل
خس و خاشاک و تندیِ سیلاب

یہی معراجِ عشق ہے شاید
وہ بھی میرے لئے ہوا بیتاب

آہ وہ گفتگوئے راز و نیاز
کاش حاصل ہو پھر مسرتِ خواب

وہ بھی عالم عجیب ہوتا ہے
جہاں بے لفظ ہیں سوال و جواب

بیخودِ عشقِ یار ہیں اکبر
ہم کو یکساں ہے لطف ہو کہ عتاب۔

نہ کوئی بات آتی ہے نہ کوئی کام آتا ہے
مجھے لے دے کے آتا ہے تو تیرا نام آتا ہے

مصیبت میں زباں پر جب تمہارا نام آتا ہے
سکوں ہوتا ہے دل کو جان کو آرام آتا ہے

ہمارے دل میں کب کوئی خیال خام آتا ہے
مگر اک ذکر تیرا ہے کہ صبح و شام آتا ہے

درِ پیر مغاں سے کب کوئی ناکام آتا ہے
یہاں نوبت بہ نوبت سب کی جانب جام آتا ہے

شکم سامانِ پابندی ہے دنیا میں کہ طائر کو
ہوس دانے کی ہوتی ہے تو زیرِ دام آتا ہے

دلِ مردہ پہ ہیں مسدود سب راہیں محبت کی
جو دل زندہ ہو ہر دم دوست کا پیغام آتا ہے

کہاں میری زباں پر شکوۂ آلام آتا ہے
مجھے بھی صبر کرنا گردشِ ایام آتا ہے

چلا آتا ہے یوں بیت الحرم سے جھومتا اکبر
کہ جیسے میکدہ سے کوئی مے آشام آتا ہے

Marfat.com

اور ٹھہرا ہے کہیں اور نہ کہیں دل ٹھہرے
وہ مری زندگیٔ شوق کا حاصل ٹھہرے

گو ہر اک گام پہ آفاتِ سفر تھیں درپیش
ہم جو منزل کو چلے بر سرِ منزل ٹھہرے

عشق مغلوبِ ہوس ہو کبھی ممکن ہی نہیں
سامنے حق کے نہ ٹھہرا ہے نہ باطل ٹھہرے

وائے تقدیر کہ گردابِ بلا سے بچ کر
جہاں ڈوبے مری کشتی وہیں ساحل ٹھہرے

عقل والوں کو ہوئی حشر میں ذلت ہی نصیب
اُس کے دیوانے ہی ہر لطف کے قابل ٹھہرے

موت ہی چارہ گرِ دردِ دل زار ہوئی
جتنے دعوے تھے طبیبوں کے وہ باطل ٹھہرے

وہ ہر اک مرحلۂ فکر و نظر سے گزرے
ہوش جس کو ہو وہ اس بحثِ بشر سے گزرے

یہی مخصوص ہے اب منزلِ جاناں کے لئے
جس نے جانا ہو اسی راہ گزر سے گزرے

ہر قدم پر نگہِ شوق انہی پر اُٹھی
اور جدھر ان کا اشارہ تھا ادھر سے گزرے

ہم کو کچھ دعویٰ نہیں دیدہ وری کا لیکن
حسن ہی حسن تھا اس رہ میں جدھر سے گزرے

عشق کا جذب ہے اور عقل کی محتاط روش
اب اِدھر سے کوئی گزرے کہ اُدھر سے گزرے

ہم نے ہر راہروِ عشق کو رہبر جانا
ہم ترے شوق میں ہر راہگزر سے گزرے

یادِ جاناں کے لیے کر لیے دل نے محفوظ
جلوے جتنے مری مشتاق نظر سے گزرے

آنکھ بیدار اگر ہے تو ہو دل بھی بیدار
عین ممکن ہے وہ گزرے تو ادھر سے گزرے

ایک بھی آج وہاں گرمِ تگ و تاز نہیں
قافلے شوق کے جس راہ گزر سے گزرے

عشق اور عقل کے دوراہے پہ حیران ہے دل
کس طرف جائے؟ کہاں جائے؟ کدھر سے گزرے

عشق اک نور ہے اور نورِ خدا ہے اکبر
اب جہاں جائے وہ جب جائے جدھر سے گزرے

Marfat.com

یہ کائنات یہ بزمِ ظہور کچھ بھی نہیں
تری نظر میں نہیں ہے جو نور، کچھ بھی نہیں

ترے جمال کا پرتو ہے میرا جذبۂ عشق
مجھے وفاؤں پر اپنی غرور کچھ بھی نہیں

یہ تیرے ذکر کی مستی یہ تیرے فکر کا کیف
کہ جس کے سامنے جامِ طہور کچھ بھی نہیں

ترے وصال میں ہر مو مرا انا الحق گو
ترے فراق میں مجھ کو غرور کچھ بھی نہیں

مجھے بھی اذنِ فغاں بخش کر تماشا دیکھ
یہ حشر خیزئ آوازِ صور کچھ بھی نہیں

نگہ اگر ہو تو ہر ذرہ میں ہزاروں طور
نگہ اگر نہ ہو بالائے طور کچھ بھی نہیں

یہ قرب و بعد بمقدارِ شوقِ سالک ہیں
جسے تو دور سمجھتا ہے دور کچھ بھی نہیں

یہ نکتہ مجھ پہ کھلا ہے فتوحِ غیبی سے
جو آنکھ وا ہو تو غیب و حضور کچھ بھی نہیں

سمجھ رہا ہوں تقاضائے خودنمائیِ حسن
حکایتِ یدِ بیضا و طور کچھ بھی نہیں

مجھے ہے دوست کے جلووں کی آرزو واعظ
یہ سلسبیل، یہ کوثر، یہ حور کچھ بھی نہیں

ترا نیاز نہیں بے نیازِ غیر ابھی
تری نماز میں سوز و سرور کچھ بھی نہیں

یہ فیضِ حضرتِ حاکم علیؒ ہے اے اکبر
مجھے کمالِ سخن پر غرور کچھ بھی نہیں

دنیا کا غم نہ خواہشِ عقبیٰ کرے کوئی
میری طرح جو تیری تمنا کرے کوئی

جب ان کو دیکھنے کی تمنا کرے کوئی
پہلے خود اپنے آپ کو دیکھا کرے کوئی

ہر آن ایک تازہ تجلی ہے روبرو
میری نگاہ سے تجھے دیکھا کرے کوئی

ان کو تو اپنی جلوہ نمائی سے کام ہے
دیکھا کرے کوئی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

سرمایۂ نشاطِ دو عالم ہے دردِ عشق
اچھا کرے کوئی جو نہ اچھا کرے کوئی

جب حد سے بڑھ چکی ہوں تری بے نیازیاں
کیوں اپنی احتیاج کو رسوا کرے کوئی

Marfat.com

یہ بھول بھی کیا بھول ہے یہ یاد بھی کیا یاد
تو یاد ہے اور کوئی نہیں تیرے سوا یاد

وابستہ تری یاد سے تسکینِ دروں ہے
مجھ کو تو ہے لے دے کے یہی ایک دوا یاد

اتنی تو ہو اے کاش تری یاد کی مستی
آئے نہ کبھی کوئی مجھے تیرے سوا یاد

اس حسنِ تعلق کا ادا شکر ہو کیوں کر
میں نے جو کیا یاد تو اس نے بھی کیا یاد

درس ایسا دیا پیرِ طریقت نے رضا کا
مطلب ہے کوئی یاد نہ مطلب کی دعا یاد

وابستہ تیری یاد سے ہے یادِ خدا بھی
آتا ہے جو تو یاد تو آتا ہے خدا یاد

کیا خوب ہے یہ بیخودیٔ شوق کا عالم
اب کوئی عطا یاد ہے تیری نہ بلا یاد

اللہ تری رحمتِ کامل کا کرشمہ
خود مجھ کو نہیں آج کوئی اپنی خطا یاد

اب عشق ہے اور حسنِ رخِ دوست کی مستی
دوزخ کی سزا یاد نہ جنت کی جزا یاد

حقا کہ تری یاد بھی ہے شرک سے بالا
آیا ہے جو تو یاد تو پھر کچھ نہ رہا یاد

اس مردِ خدا مست کی کیا بات ہے اکبر
جس کو نہ رہا کوئی بجز یادِ خدا یاد

اے حیرتِ نظارہ یہ طرفہ تماشا ہے
جلوہ ہے کہ پردہ ہے پردہ ہے کہ جلوہ ہے

اب حسن کی نسبت سے دل حسن سراپا ہے
جو دل کی تمنا ہے وہ شاہدِ رعنا ہے

پوشیدہ نظر سے وہ، ادراک سے بالا ہے
کیا آنکھ نے دیکھا ہے کیا عقل نے سمجھا ہے

یہ ذکر ترا ہر دم جلووں کا تقاضا ہے
یہ فکر ترا پیہم آغوشِ تمنا ہے

دل تیری تمنا میں یوں محو ہوا آخر
جو تیری تمنا ہے وہ دل کی تمنا ہے

گو تاب نہیں ہم کو اظہارِ تمنا کی
آنکھوں سے رواں لیکن سیلابِ تمنا ہے

Marfat.com

جو تری راہ میں ہلاک ہوا ساری آلائشوں سے پاک ہوا
کفر ہے یہ خیال، تیرا شہید (ق) خاک میں مل گیا تو خاک ہوا
کہ یہ ایماں کا گوہرِ شب تاب زیر خاک اور تاناک ہوا
آفتِ ہاویہ وہ دیدہ شوق جو ترے غم میں آبناک ہوا
میرے سودا کا حال کیا کھلتا نہ گریباں ہوا نہ چاک ہوا
مدّعی کو ہے چاکِ جیب پہ ناز یہاں سینہ بھی اپنا چاک ہوا
ان کے پاؤں کی خاک ہوں جن کو نہ کبھی حزن وخوف و باک ہوا
آہ یہ تیرا جذبِ ہیچ نواز کس قیامت کا انہماک ہوا
مر گیا تیرے شوق میں اکبرؔ!
لو یہ قصہ بھی آج پاک ہوا

جسم وجاں میں ہر جگہ روشن تمہارا نام ہے پھر بھی جب تک ''میں'' ہوں سودائے محبت خام ہے
نقد جاں بیعانۂ کیفیت یک جام ہے مے کشو! مژدہ کہ ساقی ہے، صلائے عام ہے
اس جہاں میں لے گیا مجھ کو مرا جوشِ جنوں جس جہاں میں روز و شب ہے اور نہ صبح وشام ہے
تیرے اندازِ مسیحائی کے جان و دل نثار درد ہے لیکن مجھے آرام ہی آرام ہے
رند نے حسنِ یقین سے پا لیا مقصود کو زاہدِ ناکام ہے اور کثرتِ اوہام ہے
محض اک مشقِ رسوم اسلام ہے بے کفرِ عشق یہ مرا کفرِ محبت سر بسر اسلام ہے
عشق ہے جہدِ مسلسل عشق ہے سوزِ دوام کامیابِ عشق ہے جو عشق میں ناکام ہے
سوز و سازو جذب وکیف واشتیاق واضطراب
اکبرِ دیوانہ عصرِ نو کا احمد جامؒ ہے

Marfat.com

یہ جو اہلِ نیاز ہوتے ہیں کس قدر پاکباز ہوتے ہیں
سر جھکاتے ہیں جو ترے در پر بس وہی سرفراز ہوتے ہیں
جو مٹاتے ہیں اپنی ہستی کو صاحبِ امتیاز ہوتے ہیں
دل کی تنہائیوں میں روز و شب ان سے راز و نیاز ہوتے ہیں
یوں بھی دیکھا ہے، تیرے اہلِ نیاز تجھ سے بھی بے نیاز ہوتے ہیں
پہلے دیتے ہیں خود ہی داغ پہ داغ خود ہی پھر چارہ ساز ہوتے ہیں
پختہ کارِ نیاز ہوں اکبر
رات دن ان سے ناز ہوتے ہیں

آج دنیا میں نہیں کوئی خدا کا بندہ جسے دیکھو ہے وہی حرص و ہوا کا بندہ
راحتِ دل نہیں دنیا میں کسی کو حاصل مگر اس کو کہ جو ہے تیری رضا کا بندہ
دل دیا دل کو کیا سوزِ محبت سے گداز میں ہوں اے حُسن ترے حُسنِ عطا کا بندہ
اس کو پھر دیتا ہے جو دیتا ہے دینے والا متحمل ہو اگر کوئی بلا کا بندہ
تم کو ہوں لاکھ وفاداری کے دعوے لیکن ہم نے دیکھا ہی نہیں کوئی وفا کا بندہ
فرش اور عرش سے آمین کے نعرے گونجیں التزام ایسا کرے صدقِ دعا کا بندہ
دور کی بھی اسے نسبت نہیں درویشی سے فرق کرتا ہے اگر شاہ و گدا کا بندہ
مجھ گنہگار کو دعویٰ نہیں معصومی کا کہ مرکّب ہی تو ہے سہو و خطا کا بندہ
عشق میں خانہ خرابی کا ہے لپکا دل کو نہیں سنتا ہے کسی کی یہ خدا کا بندہ
ہیچ کارہ کوئی دنیا میں نہ ہوگا ایسا
نہ تو دنیا کا ہے اکبر نہ خدا کا بندہ

Marfat.com

کبھی جو ترکِ وفا کا ارادہ ہوتا ہے
جنونِ عشق و محبت زیادہ ہوتا ہے
نصیب ہوتی ہے تشنہ لبی کی دولت بھی
مقدروں میں اگر ذوقِ بادہ ہوتا ہے
یہ ماجرا بھی عجیب ہے ستمِ محبت پر
نہونے پر بھی نہایت زیادہ ہوتا ہے
ہمارا شوق ہے اب اک مقامِ تمکیں پر
نہ کم نہ سوزِ محبت زیادہ ہوتا ہے
کسی کا نام مری لوحِ دل کی زینت ہے
اسی سے شام و سحر استفادہ ہوتا ہے
جو سوچتا ہوں تو انجام سے لرزتا ہوں
جو دیکھتا ہوں تو سودا زیادہ ہوتا ہے
اسی کے واسطے ہے یاں متاعِ عشقِ غیور
جو خوش نصیب کہ یکرنگ وسادہ ہوتا ہے
جہاں بھی ہوتے ہیں حرص و ہوس کے ہنگامے
وہاں ضرور کوئی شاہ زادہ ہوتا ہے
وہی ہے قوم کا "رہبر" وہی ہے "ہادیٔ دیں"
فریب و مکر کا جس پر لبادہ ہوتا ہے
ہمارے ہاں تو یہ ہے میرِ کارواں کا نشاں
غلام اُونٹ پر اور خود پیادہ ہوتا ہے
یہ تجربہ ہے کہ دستِ طلب ہو جتنا دراز
تو اتنا دستِ کرم بھی کشادہ ہوتا ہے
ہمیشہ تازہ تر و نوبنو ہے نغمۂ دل
اگرچہ اس کا ازل سے اعادہ ہوتا ہے
بس اتنا اُس کے مقدر میں ہے سکوں اکبر
کہ جتنا قلب کسی کا کشادہ ہوتا ہے

پہلو میں اپنے بھی دلِ منصور ہے مگر
اکبر کہیں جہان میں دار و رسن نہیں

زبانِ شوق پہ ہر دم ہے گفتگو تیری
سرور بخشِ دل و جاں ہے آرزو تیری

عشق کو سمجھے ہو کیا جذب و کشش سے عاری
میں جسے چاہوں اسے مجھ سے محبت ہو جائے

Marfat.com

موت سے اس قدر جو ڈرنا ہے — یہ تو جینا نہیں ہے مرنا ہے
مجھ کو مطلب نہیں ہے غیروں سے — تجھ پہ مرنا ہے تجھ سے ڈرنا ہے
مجھ کو یوں آرزو ہے جینے کی — تجھ کو جی بھر کے یاد کرنا ہے
دل کو کر ذکرِ یار میں جاری — موت اس کے لئے ٹھہرنا ہے
نام پر تیرے جان دے دوں گا — مجھ کو یہ کام کر گزرنا ہے
بار جس کا ہے اس کی گردن ہے — جس کو کرنا ہے اس کو بھرنا ہے
کہہ رہا ہے ہر ایک نقشِ حیات — کہ مجھے مٹ کے پھر اُبھرنا ہے
کہہ رہی ہے کشودِ غنچۂ گل — یہ بگڑنا نہیں سنورنا ہے

آخرت کی بھی فکر کر اکبر
آخرِ کار تجھ کو مرنا ہے

یہ جستجو رہی کہ کوئی راہبر ملے — جتنے ملے وہ ہم سے بھی گمراہ تر ملے
پاکانِ ہوشمند سے اکتا گیا ہے جی — آشفتہ سر ملے کوئی دیوانہ گر ملے
میں خود کو ڈھونڈھتا ہوں تمہاری تلاش میں — میری خبر ملے تو تمہاری خبر ملے
افسردگی میں لذتِ دلبستگی نہیں — شوقِ سفر اگر ہو نشاطِ سفر ملے
اس کی نظر میں عینِ حقیقت ہے یہ مجاز — جس اہلِ دل کو چشمِ حقیقت نگر ملے
اب کون ہے کہ واقفِ اسرارِ عشق ہو — اب کون ہے کہ جس کو ہماری خبر ملے
ان سے کسے امیدِ وفا تھی؟ مگر ہوئی — ان سے کسے گماں تھا ملیں گے؟ مگر ملے
ملنا تھا اُن سے اور نہ کبھی اُن سے دل ملا — ملنے کو رات دن ملے اور عمر بھر ملے

اکبر نہ پوچھ شومئی تقدیرِ کارواں
گم کردہ رہ ملے جو اسے راہبر ملے

Marfat.com

ذکر تیرا جہاں نہیں ہوتا　　ہوں بھی تو میں وہاں نہیں ہوتا
اُتنا تجھ سے قریب ہوتا ہوں　　جتنا میں درمیاں نہیں ہوتا
اس طرح تجھ کو یاد کرتا ہوں　　حالِ دل داستاں نہیں ہوتا
ہم ترے آسرے پہ جیتے ہیں　　جب کوئی مہرباں نہیں ہوتا
عشق کا غم عجیب ہے جس میں　　کچھ غمِ این و آں نہیں ہوتا
جس گلستاں کی تو بہار بنے　　اس کو بیمِ خزاں نہیں ہوتا
ہم کو اس آستاں سے کیا مطلب　　جو ترا آستاں نہیں ہوتا
رنج و غم ہو کہ ہو نشاط و سرور　　کب مرا امتحاں نہیں ہوتا
خوف بھی ہے رجا کے ساتھ مگر　　تجھ سے میں بدگماں نہیں ہوتا
تیرا سودا ہو جس کو اس کو کبھی　　فکرِ سود و زیاں نہیں ہوتا
زندگی ہے پہاڑ اس کے لئے　　عزم جس کا جواں نہیں ہوتا
میری خودرفتگی قیامت ہے　　میں جہاں ہوں وہاں نہیں ہوتا

وہ نہ ہو مہرباں تو اے اکبر
پھر کوئی مہرباں نہیں ہوتا

یہ بات عجب فطرتِ واعظ میں ہے داخل　　دنیا میں کسی شخص کو اچھا نہ سمجھنا

جس دل میں نہیں ہے دردِ الفت　　شیشہ ہے کہ جس میں مے نہیں ہے

میرے نالوں سے وہ برہم نہ ہوا خیر ہوئی　　میرے نالوں کو وہ اک گرمیٔ محفل سمجھا

Marfat.com

مہرباں وہ نہ ہوئے اور کسی عنواں نہ ہوئے — عقدۂ شوق کہ مشکل نہ تھے آساں نہ ہوئے
ہے انھیں تنگیٔ ماحول کا شکوہ یا رب — وہ مری خاک کے ذرے جو بیاباں نہ ہوئے
نگہِ شوق کا کیا جذب ہے اللہ اللہ — اتنی کثرت پہ بھی وہ جلوے پریشاں نہ ہوئے
وہ بھی عالم ہیں نگاہوں میں نہیں جو موجود — وہ بھی جلوے ہیں نظروں میں جو نمایاں نہ ہوئے
سر سے جاتا ہی نہیں عشقِ بتاں کا سودا — ہم تو آزاد بھی ہونے پہ مسلماں نہ ہوئے
اے بتو تم میں بڑا وصف یہی ہے کہ کبھی — وجہِ آسودگیٔ قلبِ مسلماں نہ ہوئے
سببِ گرمیٔ پہلوئے حریفاں ہی رہے — تم کبھی راحتِ آغوش عزیزاں نہ ہوئے
ہم نے تائیدِ الٰہی پہ بھروسا رکھا — اور کبھی کثرتِ اعدا سے ہراساں نہ ہوئے
دل سرِ شام ہی فرقت میں بجھا جاتا ہے — اور اگر داغ بھی سینے کے فروزاں نہ ہوئے
یہ الگ بات ہے برہم ہے مزاجِ گلچیں — مرے نغمے کبھی آشوبِ گلستاں نہ ہوئے
عشقِ مُلہم کے طریقوں کی نہیں حد کوئی — ہم جنوں میں کبھی پابندِ گریباں نہ ہوئے
بے ہنر بن کے رہے ان کی نگاہوں میں سدا — ہم کبھی باعثِ آزارِ حریفاں نہ ہوئے

جن کے دل میں نہیں انسان کا درد اے اکبر
حق تو یہ ہے کہ وہ ظالم کبھی انساں نہ ہوئے

اللہ اللہ بے خودی میری — پاس ہے کوئی اور پاس نہیں

بدگمانی کی بھی اللہ نہیں حد کوئی — کہ محبت کو بھی کہتا ہے خوشامد کوئی

یہ تسلیاں غضب ہیں یہ تشفیاں قیامت — کہ لگا ہے جان و دل کو مری اضطراب اُلٹا

Marfat.com

خوفِ حق ہے دلیلِ راہِ صواب — فَاتَّقُو اللّٰہَ یَا اُولِی الْاَلْبَاب
عقل ہے اور جنونِ سود و زیاں — عشق ہے اور غارتِ اسباب
توڑ دے پائے حرص کو ناداں — کہ یہ دنیا ہے ایک موجِ سراب
ترک کر دے ہوائے نفس کہ بس — روئے مقصود کا یہی ہے حجاب
درِ پیر مغاں کی خاک ہوئے — جب ملا ہم کو جرعۂ مئے ناب
باریابِ جنابِ حسن ہوئے — جب کیا غم نے پائمال و خراب
دل کی نازک مزاجیاں توبہ ! — غمِ دنیا کی اب نہیں اسے تاب
کثرتِ شوق ہے کہ شدتِ غم — خواہشِ لطف ہے نہ خوفِ عتاب
ہم ہیں اور سجدہ ہائے عجز و نیاز — کہ محبت ہے سر بسر آداب
مرا محبوب ہے مرا معبود — اور محبت ہے میرا بادۂ ناب
میرا پیمانہ ذکر و سوز و گداز — میرا میخانہ مسجد و محراب
میرا کاشانہ مہبطِ انوار — میرا پروانہ مجمعِ احباب
میرا ویرانہ منزلِ عشاق — میرا دیوانہ ہر دلِ بے تاب

مستِ صہبائے شوق ہیں اکبر
ہم نہیں جانتے شراب و کباب

مجھ سا بھی زمانے میں گنہگار نہیں ہے — ناکردہ گناہوں سے بھی انکار نہیں ہے

وہ باتیں آہ وہ باتیں وہ راتیں آہ وہ راتیں — وہ باتیں یاد آتی ہیں وہ راتیں یاد آتی ہیں

Marfat.com

یہ ہے طرفہ رسم و رہِ جنوں یہ عجب طلسمِ خیال ہے
کبھی وصل ہی میں فراق ہے کبھی ہجر ہی میں وصال ہے

کوئی ہے جو اس کو سمجھ سکے مجھے اس کا فہم محال ہے
یہ خیال ہے کہ وصال ہے یہ وصال ہے کہ خیال ہے

کوئی حال ہے کہ مقام ہے ترا ذکر ہے ترا نام ہے
مجھے رات دن یہی کام ہے یہی صبح و شام خیال ہے

وہی میں ہوں اور وہی زندگی وہی صبح و شام کی سرخوشی
وہی میرا حسنِ خیال ہے وہی ان کی شانِ جمال ہے

وہاں کبرِ حسن کی سرکشی یہاں عجزِ عشق کی بے بسی
نہ وہ ناز ہے نہ وہ شوخیاں نہ جواب ہے نہ سوال ہے

کہیں عشق خالدِ صف شکن کہیں عشق خسرو و کوہکن
کہیں اُمتوں کا عروج ہے کہیں امتوں کا زوال ہے

ہے وصال و ہجر کا ہم نشیں! یہ عجیب نکتۂ دل نشیں
میں جو بھول جاؤں تو ہجر ہے مجھے یاد ہو تو وصال ہے

کوئی قدر اکبرِ زار کی ہے خواص میں نہ عوام میں
نہ تو کوئی اس میں کمال ہے نہ وہ صاحبِ زر و مال ہے

یہ عالم ہے ترے جلووں سے قلب ناشکیبا کا
تلاطم جس طرح دریا میں ہو امواجِ دریا کا

Marfat.com

مرے سامنے ہیں وہ جلوہ گر مری بے خودی کا کمال ہے
یہ وصال ہے کہ فراق ہے یہ فراق ہے کہ وصال ہے
ترے ذکر و فکر کے فیض سے مرے دل کا اب تو یہ حال ہے
ترا ذکر مجھ کو وبال ہے ترا فکر مجھ کو محال ہے
ترا وصل ہے مجھے بے خودی ترا ہجر ہے مجھے آگہی
ترا وصل مجھ کو فراق ہے ترا ہجر مجھ کو وصال ہے
مرا حال لاکھ خراب ہو میں تری رضا کا غلام ہوں
مجھے اپنا حال عزیز ہے مرا حال تیرا خیال ہے
میں ہوں در پہ اس کے پڑا ہوا مجھے اور چاہیے کیا بھلا
مجھے بے پری کا ہو کیوں گلا مری بے پری پر وبال ہے
یہ کلامِ اکبرِ خوش نوا ہے کمالِ فکر کا معجزہ
یہ صداقتوں کی لطافتوں کی بلاغتوں کی مثال ہے

مجھے فضلِ خدا میسر ہے — عیشِ بے انتہا میسر ہے
مرشدِ حق نما کی برکت سے — کیا کہوں مجھ کو کیا میسر ہے
تندرستی خدا نے بخشی ہے — زندگی کا مزا میسر ہے
صاحبِ مال و زر نہیں لیکن — جو ہے اس کی رضا میسر ہے
مجھے اولاد حق گزار ملی — جسے میری دعا میسر ہے
مجھے احباب جاں نثار ملے — ہر مرض کی دوا میسر ہے
دشمنوں کی مجھے نہیں پروا — دوستوں کی وفا میسر ہے
ذلت چاکری گئی، صد شکر — عزتِ اغنیا میسر ہے

Marfat.com

بخدا ذکرِ دم بدم سے مجھے ہمدمِ خدا میسر ہے
حق تعالیٰ کی دید حاصل ہے مجھے اعزاز کیا میسر ہے
میں غنی سب سے ہوں نہ کیونکر ہوں اس کا جب آسرا میسر ہے
میں گنہگار ہوں مگر مجھ کو کرمِ مصطفیٰؐ میسر ہے
میں ہوں تلمیذِ صاحبِ لولاکؐ کس کو یہ مرتبہ میسر ہے
اپنی خوش قسمتی پہ نازاں ہوں آپؐ کو دیکھنا میسر ہے
میں جنابِ علیؓ سے بیعت ہوں دستِ مشکل کشا میسر ہے
مجھے حسنینؓ نے نوازا ہے یعنی ظلِ ہما میسر ہے
عائشہؓ نے کرم کیا مجھ پر شفقتِ فاطمہؓ میسر ہے
ہیں عمرؓ کی نوازشیں مجھ پر لطف بوبکرؓ کا میسر ہے
مجھے عثمانؓ سے عقیدت ہے شوقِ سیفِ خداؓ میسر ہے
میں ثناخواں ہوں سب صحابہؓ کا سب سے مجھ کو ہُدیٰ میسر ہے
راحتِ جاں نواز حاصل ہے سایۂ انبیا میسر ہے
میں ہوں اور خلدِ جاوداں کی بہار صحبتِ اولیا میسر ہے
دولتِ سوزِ جاں نصیب ہوئی اشکِ عصیاں ربا میسر ہے
مختصر یہ کہ جو تمنا تھی کہیں اس سے سوا میسر ہے
سوچ تو میرا مرتبہ کیا ہے دیکھ تو مجھ کو کیا میسر ہے
خاکساری شعار ہے میرا مجھ کو یہ حوصلہ میسر ہے
زمزمے شکر کے زباں پر ہیں شوق کا ولولہ میسر ہے
بدگمانی گناہ ہے پیارے میں نے جو کچھ کہا میسر ہے

جو میسر ہے آج اکبر کو
کب کسی کو بھلا میسر ہے

Marfat.com

ترے سخن کا یہ اعجاز ہے بہ ربِ ودود
شہود غیب ہے اور غیب ہو گیا ہے شہود

تری زبان سے جو حرفِ مدعا نکلا
وہی خدائے محمدؐ کا ہو گیا مقصود

یہ تیرے نور کی تعظیم تھی، فرشتوں کا
بنایا آدم خاکی کو قبلہ و مسجود

جوامع الکلمی ہے ترے لئے مخصوص
بلاغتیں ہیں ترے ہر سخن کی لامحدود

ترے کلام کی تاثیر کا جواب کہاں
وہ ہوں کلیم کی باتیں کہ نغمۂ داؤد

نہ شعر میں یہ حلاوت نہ سحر میں یہ اثر
کچھ اور چیز ہے ترے کلام میں موجود

ترے کلام کی ایمان بخشیاں اللہ!
کہ منکروں کی جبینیں ہیں اور شوقِ سجود

ترے نفس کی وہ نکہت فروشیاں اللہ!
ہزار جان سے جس پر فدا ہوں عنبر و عود

ترے سخن کی حیات آفرینیوں کی قسم
دلوں کی اس سے کشود آرزو کی اس سے نمود

خدا گواہ کلامِ خدا ہے تیرا کلام
ہزار تجھ پہ سلام اور ہزار تجھ پہ درود

ترے التفات کا فیض ہے ترے فیض کا یہ ظہور ہے
مرے قلب میں ترا نور ہے ترا نور وجہ سرور ہے

ترے ذکر کی ہیں عنائتیں ترے فکر کی ہیں نوازشیں
کہ گدازِ قلب کی لذتوں میں تجلیوں کا وفور ہے

میں گناہگارِ ازل سہی میں سزائے نارِ ابد سہی
مگر ایک بات ضرور ہے تو رحیم ہے تو غفور ہے

ترے لطف و جور کی حکمتیں ترے لطف و جور کی برکتیں
وہی جانے جس کو شعور ہے جو صبور ہے جو شکور ہے

Marfat.com

رباعیات و قطعات

ازبسکہ بلند ہے طبیعت میری
ہمدوشِ ثریا ہے یہ رفعت میری
ہوں بندۂ سرورِ دو عالم اکبر
مسجودِ ملائک ہے محبت میری

جتنا میں سرشار ہوا جاتا ہوں
اتنا ہی خبردار ہوا جاتا ہوں
کیا شے ہے شرابِ معرفت بھی اکبر
پی پی کے میں ہشیار ہوا جاتا ہوں

پیکار عمل کو آبرو کہتا ہوں
دنیا کو مقامِ ہا و ہو کہتا ہوں
اکبر ہے سکون موت میرے نزدیک
ہستی کو مذاقِ جستجو کہتا ہوں

واعظ کو ہوا کرے جو مجھ سے کد ہے
میری پرواز کی تو بس یہ حد ہے
وہ نیک ہے جس کو اس نے نیکی بخشی
بد جس کو بنا دیا وہ ظالم بد ہے

واعظ کو ہوا کرے جو مجھ سے کد ہے
میری پرواز کی تو بس یہ حد ہے
وہ نیک ہے جس کو اس نے نیکی بخشی
بد جس کو بنا دیا وہ ظالم بد ہے

Marfat.com

صہبائے سرورِ سرمدی رکھتا ہوں
یعنی کہ محبتِ نبیؐ رکھتا ہوں
ہرچند کہ بے نوا ہوں لیکن اکبرؔ
سامانِ نشاطِ زندگی رکھتا ہوں

ہر چند سمجھتا ہے اسے دل آساں
مشکل سے مگر ہوگی یہ مشکل آساں
منزل پہ پہنچتے ہی پہنچتا ہے بشر
منزل مشکل ہے فکرِ منزل آساں

کچھ وصل ہی اچھا ہے نہ فرقت اچھی
جس حال میں دل خوش ہو وہ حالت اچھی
نفرت ہے مجھے آہ و فغاں سے اکبرؔ
دل شاد ہو جس سے وہ محبت اچھی

حاصل جسے عیش و عشرت ذاتی ہے
ہمدردیٔ قوم اسے کہاں بھاتی ہے
ملتی نہیں قوم کو جو روٹی نہ ملے
اکبرؔ کو شرابِ ناب مل جاتی ہے

مجھے جہاں میں کوئی راز داں نہیں ملتا
کہ میرے درد کو موزوں بیاں نہیں ملتا
کہاں نہیں ہے اگر دل میں ہے مقام اس کا
کہیں نہیں ہے اگر وہ یہاں نہیں ملتا

Marfat.com

ہے رسولؐ خدا کا یہ فرمان
کہ ہے حبّ الوطن من الایمان
زندگی سے عزیز تر ہے مجھے
وطنِ پاک یعنی پاکستان

محبت بے نیازِ آن و ایں ہے
محبت چشمۂ صدق و یقیں ہے
محبت ہے سکوں بخشِ دل وجاں
محبت حاصلِ دنیا و دیں ہے

بیتاب ہوں میں صبر سے بیگانہ ہوں
اس شمعِ دل افروز کا پروانہ ہوں
کیا کام مجھے عقل و خرد سے اکبر
دیوانہ ہوں میں عشق کا دیوانہ ہوں

مری دنیائے دل زیر و زبر کی
کچھ اس انداز سے اس نے نظر کی
الٰہی زندگی کو موت آئے
یہ اک تہمت ہے مجھ پر عمر بھر کی

پاسِ ادب نے دی نہ کبھی رخصتِ کلام
شکوے مری زبان پر آ کے رہ گئے
تھا مژدۂ وصال کہ شرما کے رہ گئے
کچھ آج زیرِ لب جو وہ فرما کے رہ گئے

Marfat.com

اگر بے تابیاں دل کی یہی ہیں
تواب جا کر ملا اُس جانِ جان سے
ہوائے شوق اڑائے جا رہی ہے
بڑھا جاتا ہوں آگے کارواں سے

اے کاش جنوں کی آبرو تو رہتی
اس جانِ جہاں کی جستجو تو رہتی
اک شغل میں عمر تو گزرتی اکبر
وہ ملتا نہ ملتا جستجو تو رہتی

وہ لطف بھی گیا وہ مدارات بھی گئی
یعنی کبھی کبھی کی ملاقات بھی گئی
تدبیر تھی کہ اور فزوں لطفِ یار ہو
تقدیر کا بُرا ہو کہ وہ بات بھی گئی

جو موجبِ تسکینِ طبیعت نہیں ہوتی
کچھ اور بلا ہوتی ہے الفت نہیں ہوتی
کرتے ہیں مگر کرتے نہیں ہیں کرم خاص
ہوتی ہے مگر مجھ پہ عنایت نہیں ہوتی

نہیں ہے وعدہ کا کچھ اعتبار کیا کیجئے
ہے پھر بھی دل کو مگر انتظار کیا کیجئے
فریب خوردۂ رنگینیٔ بہار ہوں میں
مگر بہار ہے ناپائیدار کیا کیجئے

Marfat.com

زندگانی جسے نہ راس آئے
آئے آئے وہ بے ہراس آئے
جانتا ہوں میں زہرِ غم کا علاج
جسے جینا ہو میرے پاس آئے

عشق میں کوئی احتیاج نہیں
مجھ کو پروائے تخت و تاج نہیں
ہر مرض کا علاج ہے غمِ دل
غمِ دل کا مگر علاج نہیں

مشتاقِ جمال ہیں نگاہیں میری
اشراقِ جمال ہیں نگاہیں میری
طاری ہے جہاں پر مرا حسنِ نظر
خلاقِ جمال ہیں نگاہیں میری

یہ بیتابی یہ بے خوابی یہ غمناکی ہے لا حاصل
تڑپنے تلملانے سے دلِ ناکام کیا ہوگا
ابھی آغاز ہے جانکاہیِ دردِ محبت کا
خدا جانے کہ اس آغاز کا انجام کیا ہوگا

جس جا ترے ذکر و فکر کی آمد ہے
ہم عشق کے بندوں کا وہی معبد ہے
مسجد میں حجاب ہے تو بُت خانہ ہے
بتخانے میں ہے حضور تو مسجد ہے

Marfat.com

ہر چند کہ مست و لاابالی ہوں میں
ہر چند مثالِ خستہ حالی ہوں میں
دل تیرے خیال میں مگن رہتا ہے
ہر چند کرامتوں سے خالی ہوں میں

حق دے تمہیں توفیقِ کرم اور زیادہ
کچھ اس سے نہیں مانگتے ہم اور زیادہ
ازراہِ کرم دیتے ہیں جب دل کو وہ تسکیں
بڑھ جاتا ہے کچھ جوشِ الم اور زیادہ

جب دل دیا تو وسوسہء ننگ و نام کیا
ہم کو ہے اہلِ پند وملامت سے کام کیا
ہر آن تیری یاد ہے ہر لحظہ تیرا ذکر
ہم جانتے نہیں کہ سحر کیا ہے شام کیا

صبر ہی پہلے محبت میں ہوا ہے رخصت
اور بجز صبر محبت میں نہیں ہے چارہ
دیروکعبہ سے تو مدت ہوئی گزرا اکبر
اب خدا جانے کہاں ہو وہ جنوں آوارہ

اے ستمگریوں بھی رازِ عشق چھپتا ہے کہیں
شوق جب پنہاں ہوا تو غم نمایاں ہو گیا
جذب تھیں آنکھوں میں روئے یار کی رنگینیاں
جس بیاباں پر نظر ڈالی گلستاں ہو گیا

Marfat.com

میرے لب پر ہے ابھی تک ذوق افزا نامِ دوست
میرے دل میں ہے ابھی تک آرزوئے خامِ دوست
روح میں ہلکی سی یہ کیفیتِ لرزش ہے کیوں
عالمِ بالا سے آیا ہے مگر پیغامِ دوست

اضطرابِ خلشِ شوق میں رقصاں ہوں میں
یاد میں دلبرِ رعنا کی غزل خواں ہوں میں
اس کے انوارِ محبت سے ہوں عالم افروز
ذرۂ خاک ہوں خورشید بداماں ہوں میں

عشقِ بتاں میں کافر ٹھہرا دین گیا ایمان گیا
پھر بھی نہ اکبر کے دل سے اس چاہت کا ارمان گیا
تذکرۂ حسن والفت پر ہاتھ یہ دل پر کیوں رکھا
اکبر کس کی یاد یہ آئی کس کی طرف یہ دھیان گیا

جنوں پہلو ہے اک اندازِ خاص ہوشیاری کا
محبت دوسرا اک نام ہے بے اختیاری کا
تجھے اکبر یہ ہم آہنگیٔ حسرت مبارک ہو
بہت شہرہ ہے عالم میں تیری جادونگاری کا

فرقت میں آلام ہزاروں دل کو گھیرے پھرتے ہیں
دیکھیں کب وہ ملتے ہیں اور کب دن میرے پھرتے ہیں
اکبر جو میخانے میں بے ہوش ہمیشہ رہتے تھے
آج نجانے مسجد میں کیوں صبح سویرے پھرتے ہیں

Marfat.com

پھر نگاہِ دوست ہے عقدہ کشائے زندگی
پھر نظر آتی ہے ہر مشکل میں آسانی مجھے
پھر خیالِ حسنِ دل آرا نشاط انگیز ہے
پھر ہوا ہے تازہ سودائے غزل خوانی مجھے

کیا ان سے شکایت، مجھے قسمت کا گلہ ہے
وعدہ تو وہ کرتے ہیں وفا ہو نہیں سکتا
جو کہتی ہیں جس طرز سے کہتی ہیں نگاہیں
الفاظ و عبارت میں ادا ہو نہیں سکتا

درد دل کا عیاں نہ ہو جائے
درد دل کی زباں نہ ہو جائے
ضبطِ الفت کی تاب ہے مجھ میں
تو اگر بد گماں نہ ہو جائے

ہمت سے لیا ہم نے لبِ یار کا بوسہ
'ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا'
وا کر دئے وحشت نے میرے بندِ قبا سب
'وہ کونسا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا'

الٰہی کیسی مصیبت ہے ہجرِ جاناں میں
کہ ہر خوشی مجھے وجہِ ملال ہو جائے
کسی طرح تو دلِ مضطرب کو چین آئے
نہیں ہے وصل جو ممکن وصال ہو جائے

Marfat.com

نگاہ کو ذوقِ دید دے کر رہینِ صد اضطراب کر دے
رہینِ صد اضطراب کردے مجھے سراسر خراب کر دے
ادھر ترے لامکاں میں جلوے ادھر مرے اس جہاں میں جلوے
کہیں تو خود بے حجاب ہو جا کہیں مجھے بے حجاب کر دے

تری الفت بھری نظریں وہ تیری پیار کی باتیں
مجھے جب یاد آتی ہیں تو اے جاں لوٹ جاتا ہوں
مجھے سچ سچ بتا تجھ کو قسم میری محبت کی
کبھی لمحاتِ تنہائی میں میں بھی یاد آتا ہوں

ذرا آئینہ لے اور داد دے تاثیرِ الفت کی
تری صورت سراسر میری صورت ہوتی جاتی ہے
ہوس آخر محبت بن گئی حرمانِ پیہم سے
یہ روحِ معصیت عینِ عبادت ہوتی جاتی ہے

کوئی مجھ کو یہ سمجھا دو جواب اس بات کا کیا ہے
وہ کہتے ہیں محبت سے تمہارا مدعا کیا ہے
میں جیتا ہوں تو جیتا ہوں امیدِ مرگ پر اکبر
وگرنہ مجھ سے بیکس کا جہاں میں آسرا کیا ہے

اس امتیازِ رمزِ تغافل کے میں نثار
ہر اک کو دیکھتے ہیں ادھر دیکھتے نہیں
تابِ نگاہِ ہوش ربا بھی نہیں مجھے
اُن سے گلہ بھی ہے کہ ادھر دیکھتے نہیں

Marfat.com

یہ تسبیحِ صد دانہ بفیض تاثیر
ہے سادہ دلوں کے واسطے ایک زنجیر
یہ ریشِ دراز کیا بتاؤں کیا ہے
پھیلا ہے یہ مولوی کا دامِ تزویر

ہم سے کیوں احراق ہے ملّا
بے سبب یہ نفاق ہے ملّا
بت ہمیں اور تمہیں ہے حور پسند
اپنا اپنا مذاق ہے ملّا

میرے جرموں کی انتہا تو نہیں
لیکن اتنا بھی میں بُرا تو نہیں
مولوی مجھ کو مت کہو یارو
میں کوئی دشمنِ خدا تو نہیں

میکدہ میں گیا ہے جو چھپ کر
اور ہے کوئی مولوی تو نہیں
کہتے ہیں مولوی فرشتہ ہے
ہو گا لیکن وہ آدمی تو نہیں

مجھ سے فرماتے ہیں خوشدل[۱] صاحب
میری اس پند پہ عامل رہیے
رنج کو پاس نہ آنے دیجے
یعنی ہر حال میں خوشدل رہیے

---
[۱] میو ہسپتال کے ایک ڈاکٹر

Marfat.com

جو ہے جہاں میں آپ ہی اپنی مثال ہے
میری نظر میں ہر کوئی یوسف جمال ہے
ترکِ تعلقات نہ تجدیدِ التفات
مجھ کو ملال ہے نہ تجھے انفعال ہے

اس زباں آوری پر اس کے حضور
بات کرنے کا ڈھب نہیں آتا
تجھ میں کچھ بات ہے کہ مرتا ہوں
دل مرا بے سبب نہیں آتا

وہ خود ہی آ گئے مرے خط کے جواب میں
کیا جانے لکھ دیا انہیں کیا اضطراب میں
تلخابۂ حیات کا ازبس کہ ہوں حریف
پیتا ہوں زہر گھول کے اکبر شراب میں

جز ترے ذکرِ نشاط افروز کے
ہو گئے ہر بات سے بیزار ہم
روئے انور کے تصور کے طفیل
بن گئے ہیں مطلعِ انوار ہم

اتنے دھبے پڑے ہیں دامن پر
کوئی دھبا نظر نہیں آتا
مجھ سے اسّی ہزار پھرتے ہیں
کوئی تجھ سا نظر نہیں آتا

Marfat.com

ہے مستِ نشاط نغمہ خوانی اکبر
ہے قُمریٔ شمشاد معانی اکبر
ہے فنِ سخن میں آج یکتائے زماں
ہے رشکِ نظیری و فغانی اکبر

مری جاں پر بنی ہے کاہشِ دردِ جدائی ہے
مرے اللہ دہائی ہے دہائی ہے
مجھے غم دے الم دے رنج دے سب زمانے کے
اُٹھائے اُٹھ نہیں سکتا کہ یہ رنجِ جدائی ہے

جی غم سے نڈھال ہو گیا ہے اکبر
سینہ غربال ہو گیا ہے اکبر
ہر دم ہے رہینِ کشمکش ہائے الم
دل و جاں کا وبال ہو گیا ہے اکبر

ان کے بغیر سخت پریشان تھی زندگی
وہ آ گئے تو اور پریشان ہو گئی
یا رب عطا ہو اور کوئی زندگی مجھے
یہ زندگی تو موت کا سامان ہو گئی

بے فائدہ دعوائے محبت نہ کریں
بے صرفہ غرور و نخوت نہ کریں
ایسے ہی جو ہیں بے خودِ الفت اکبر
غم ہائے زمانہ کی شکایت نہ کریں

Marfat.com

ہر آرزوئے نشاط لاحاصل ہے
ہر خواہشِ انبساط لاحاصل ہے
کرتا نہیں التفات کوئی اکبر
ہر کوششِ ارتباط لاحاصل ہے

پامالِ توہماتِ عصیاں ہوں میں
افکارِ عبادات میں حیراں ہوں میں
لا جامِ مئے ہوش ربا اے ساقی
غم ہائے دو عالم سے پریشاں ہوں میں

بے تابِ تمنا ہے محبت میری
سیمابِ تمنا ہے محبت میری
غرقابِ تمنائے محبت ہوں میں
گردابِ تمنا ہے محبت میری

کشمکشِ ہراس کا فیصلہ نہیں کرتے
کرتے تو ہیں کرم مگر برملا نہیں کرتے
پاسِ ادب یہ ہے کہ دوست تیری جفائے ناز کا
اب گلا نہیں ہوتا اب گلا نہیں کرتے

ساقیا غم سے ہے جوانی تلخ
ہوگئی بلکہ زندگانی تلخ
لوہا لوہے کو کاٹ دیتا ہے
مجھ کو دو چار گھونٹ پانی تلخ

Marfat.com

کاش تو نے مجھے اصلا نہ بنایا ہوتا
اور بنایا تھا تو ایسا نہ بنایا ہوتا
دل نوازی کی ادائیں بھی جو اُن میں ہوتیں
شوق کو اور بھی دیوانہ بنایا ہوتا

میرا شبِ فراق میں وہ اضطرابِ دید
وہ بار بار آپ کی تصویر دیکھنا
آغوشِ آرزو میں وہ مایۂ حیات
اکبر فسونِ نالۂ شبگیر دیکھنا

اللہ رے دیوانگی شوق کہ دن رات
رہتی ہیں مری آپ کی تصویر سے باتیں
آغوشِ تصویر میں کوئی جلوہ نما ہے
اب دن مرے دن اور ہیں راتیں مری راتیں

ہے حضوری میں ان سے عرضِ نیاز
غائبانہ دعا بھی کرتا ہوں
ان کو مجھ سے ہے اجتناب تو ہو
میں بہر حال ان پہ مرتا ہوں

اس کی دنیا اس کا عالم اور ہے
دل جسے کہتے ہیں میرا دل کہاں
اب کہاں آغازِ الفت کے مزے
اب وہ لطفِ شکوۂ باطل کہاں

Marfat.com

مری سب مشکلیں آسان کر دے — جنیدؒ و بوذرؓ و سلمانؓ کر دے
مجھے توفیقِ تقلیدِ نبیؐ دے — الٰہی سر بسر قرآن کر دے

چشمِ بینا و دلِ آگاہ دے — درمیانِ جانِ احمدؐ راہ دے
لاالٰہ کی ہو عطا مجھ کو خودی — اور اس پر عجزِ الّا اللہ دے

مری بیداریٔ شب میں اثر دے
مرا دل نور سے معمور کر دے
مجھے ایمانِ بوبکرؓ و عمرؓ دے
مری ' اللہ ہو' میں سوز بھر دے

یہ بےہوشی یہ فرطِ الم کیسا ہے — یہ جان نزار پر ستم کیسا ہے
کچھ بات کر آہوش میں اکبر اکبر — آخر یہ طلسمِ رنج و غم کیسا ہے

حالِ دلِ بے قرار کس سے کہیے — غم ہائے جگر فگار کس سے کہیے
جاں آنکھوں میں آگئی ہے تکتے تکتے — بیتابیٔ انتظار کس سے کہیے

قیامت ہے یہ تاخیر اور طغیان مشتاق — اور کاسا ونا ولہا الا یا ایہا الساقی
مئے باقی مئے باقی مئے باقی مئے باقی ! — مرے ساقی مرے ساقی مرے ساقی مرے ساقی

Marfat.com

کاش تو نے مجھے اصلا نہ بنایا ہوتا
اور بنایا تھا تو ایسا نہ بنایا ہوتا
دل نوازی کی ادائیں بھی جو اُن میں ہوتیں
شوق کو اور بھی دیوانہ بنایا ہوتا

میرا شبِ فراق میں وہ اضطرابِ دید
وہ بار بار آپ کی تصویر دیکھنا
آغوشِ آرزو میں وہ مایۂ حیات
اکبر فسونِ نالۂ شبگیر دیکھنا

اللہ رے دیوانگی شوق کہ دن رات
رہتی ہیں مری آپ کی تصویر سے باتیں
آغوشِ تصویر میں کوئی جلوہ نما ہے
اب دن مرے دن اور ہیں راتیں مری راتیں

ہے حضوری میں ان سے عرضِ نیاز
غائبانہ دعا بھی کرتا ہوں
ان کو مجھ سے ہے اجتناب تو ہو
میں بہر حال ان پہ مرتا ہوں

اس کی دنیا اس کا عالم اور ہے
دل جسے کہتے ہیں میرا دل کہاں
اب کہاں آغازِ الفت کے مزے
اب وہ لطفِ شکوۂ باطل کہاں

Marfat.com

مری سب مشکلیں آسان کر دے جنیدؒ و بوذرؓ و سلمانؓ کر دے
مجھے توفیقِ تقلیدِ نبیؐ دے الٰہی سر بسر قرآن کر دے

چشمِ بینا و دلِ آگاہ دے درمیانِ جانِ احمدؐ راہ دے
لاالہٰ کی ہو عطا مجھ کو خودی اور اس پر عجزِ الاّ اللہ دے

مری بیداریٔ شب میں اثر دے
مرا دل نور سے معمور کر دے
مجھے ایمانِ بوبکرؓ و عمرؓ دے
مری 'اللہ ہو' میں سوز بھر دے

یہ بیہشی یہ فرطِ الم کیسا ہے یہ جان نزار پر ستم کیسا ہے
کچھ بات کر آہوش میں اکبر اکبر آخر یہ طلسمِ رنج و غم کیسا ہے

حالِ دلِ بے قرار کس سے کہیے غم ہائے جگر فگار کس سے کہیے
جاں آنکھوں میں آگئی ہے تکتے تکتے بیتابیٔ انتظار کس سے کہیے

اور کاسا ونا ولہا الا یا ایہا الساقی قیامت ہے یہ تاخیر اور طغیان مشتاقی
مرے ساقی مرے ساقی مرے ساقی مئے باقی مئے باقی مئے باقی مئے باقی !

Marfat.com

ہم کہاں سے تری الفت میں کہاں تک پہنچے
شکوے سب شکر تھے جب دل سے زباں تک پہنچے
اللہ اللہ ترے جلووں کی کرامت دیکھی
آنکھ نے دیکھے نہیں اور دل و جاں تک پہنچے
نار ہو طور ہو یا عرشِ الٰہی اکبر
عشق اک جہدِ مسلسل ہے جہاں تک پہنچے

غم جو بھی ملے عشق میں سہنا ہی پڑے گا　　راضی برضا عشق میں رہنا ہی پڑے گا
اے دل غمِ الفت کے جو انداز یہی ہیں　　خوں ہو کے تجھے آنکھ سے بہنا ہی پڑے گا
گو لائقِ اظہار نہیں حال ہمارا
وہ مائلِ پرسش ہیں تو کہنا ہی پڑے گا

خاموش مجوب ہے میری زبانِ عاشق　　چشمِ حیا پرور تیری ہے رازدانِ عاشق
جذباتِ دل سب سرد ہیں محرومِ ذوقِ درد ہیں　　اے ہم نشیں پھر چھیڑ دے ذکرِ زمانِ عاشق
پہروں اسے سنتے رہے سن کر وہ سر دھنتے رہے
اکبر زبس دلچسپ تھا میرا بیانِ عاشق

اسی کو لوگ شاید عشق سے تعبیر کرتے ہیں　　مرا ہر دم انہیں نظریں چرا کر دیکھتے رہنا

حوصلہ جو دل میں ہو خود بھی روٹھ جانے کا　　ایک ہی طریقہ ہے بس انہیں منانے کا

Marfat.com

اُف جوانی کی قیامت نگہی جس کو دیکھا وہی محبوب ہوا

اگر چہ علم میں بھی اک سرور ہے اے دوست مگر وہ بات کہاں اس میں جو نگاہ میں ہے

اس کی باتوں کا یقیں آئے تو کیونکر آئے وہ جو ہر بات پہ کہہ دیتا ہے اچھا اچھا

میری رسوائی کی منزل ہے قریب اے اکبرؔ عشق بے تاب ہے اظہارِ تمنا کے لئے

مضمون کی وہ شوخی ہے نہ خط کی وہ نزاکت قاصد بخدا ان کی یہ تحریر نہیں ہے

قابلِ دید محبت میں ہے حالت اپنی ان کی میں صورت نظر آتی ہے صورت اپنی

وفورِ شوق سے اے دل تجھے کچھ کام لینا تھا وہ جاتے تھے تو ظالم ان کا دامن تھام لینا تھا

حسن کی ابتدا کمال حسن کی انتہا کمال
عشق کی ابتدا طلب عشق کی انتہا طلب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرہ طیبہ نقشبندیہ مجددیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ: وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

دے کہ یار گذارو قدم بخانۂ ما سزد کہ کعبہ شود سنگِ آستانۂ ما

گذشتہ رمضان المبارک کی ایک رات کو میں نے خواب میں چند متفرق اوراق دیکھے جن میں اولیائے کرام کے اسمائے مبارک تحریر تھے اور سرورق کے اندر کی طرف میرا نام درج تھا۔ اس رویائے صالحہ کا کیف پرور خیال چندروز میرے دل و دماغ اور روح پر طاری رہا۔ پھر ایک نورانی صبح کو جناب رسالتماب سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، امام الانبیا، رسولِ مقبول، حضور پُر نور ﷺ کے دیدار پُر انوار سے مشرف ہوا۔

توباایں جمال وخوبی چوں بطورِ جلوہ آئی ارِنی بگوید آں کس کہ بگفت لن ترانی

آپؐ نے وہی اوراق پریشاں اپنے دست مبارک میں لئے اور فرمایا کہ ان کی جلد بند ھوا لو ورنہ یہ پھٹ جائیں گے۔ اس واقعہ کو کئی ماہ گذر گئے۔ ایک صاحب ذوق صادق الیقین دوست نے جو رابطۂ شیخ و شجرہ کا بڑا پاکیزہ ذوق رکھتے ہیں مجھ سے شجرہ تیار کرنے کی فرمائش کی۔ چنانچہ شجرہ تیار ہوا گویا یہ اس خواب کی تعبیر ہے۔ شجرہ کے ابتدائی اشعار جو حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصومؒ کے اسم مبارک تک ہیں۔ روض الازھار فی ذکر الاخیار سے لئے گئے ہیں۔ ان اشعار میں فنی خامیوں کو دور کرنے کے لئے کافی حک و اصلاح کرنا پڑی۔ باقی اشعار خود کہے۔

اس نظم میں شاعرانہ محاسن کی تلاش فعلِ عبث ہے۔ مقصود صرف اولیائے کرام کے اسمائے مبارک کا اس طرح تحریر میں لانا ہے کہ پڑھنے میں سہولت ہو اور دل میں ذوق و شوق پیدا ہو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ ان اسمائے پاک کی برکت سے پڑھنے والے بہت فیض پائیں گے۔

جلال الدین اکبرؒ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیمُ

شَجَرۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَاءِ

یا الٰہی احمدؐ خیرُ الوریٰ کے واسطے
سرورِ عالمؐ امام الانبیاؐ کے واسطے

جاں نثار و یارِ غار و جانشینِ مصطفیٰؐ
حضرتِ صدیقِ اکبرؓ باصفا کے واسطے

واقفِ اسرارِ ایزد، داخلِ آلِ رسولؐ
حضرتِ سلمانؓ صحابی مقتدا کے واسطے

نورِ عینِ حضرتِ صدیقؓ ہادی جہاں
حضرتِ قاسمؒ امامِ اصفیا کے واسطے

نورِ چشمِ مصطفیٰؐ و مرتضےٰؓ و فاطمہؓ
جعفرِ صادقؒ امامِ اولیا کے واسطے

نیرِ بسطام سلطاں و امام العارفین
عاشقِ حق بایزیدؒ باخدا کے واسطے

شیخ الاسلام اور پیرِ شیخ الاسلامِ ہراتؒ
بوالحسن خرقانیؒ مستِ لقا کے واسطے

پیرِ مولانا غزالیؒ فارمد کے آفتاب
بوعلیؒ شیرِ نیستانِ ہدیٰ کے واسطے

یوسفِ ہمدانیؒ محبوبِ ربُّ العالمین
آفتابِ آسمانِ اِتقا کے واسطے

خواجہ عبدالخالقؒ مرشد، امامِ خواجگاں
تاجدارِ اولیاء و اصفیا کے واسطے

کاشفِ اسرارِ ایزد سروِ باغِ ریوگر
خواجہ عارفؒ حبیبِ مصطفیٰؐ کے واسطے

زینتِ انجیرِ فغنہ خواجہ محمودؒ ولی
رازدانِ سرِ خاصِ کبریا کے واسطے

حضرتِ خواجہ عزیزانِ علیؒ رامیتنی
بادشاہِ ملکِ تسلیم و رضا کے واسطے

خواجہ بابائے سماسیؒ، پیشوائے کاملاں
شاہبازِ اوجِ عرفانِ خدا کے واسطے

سیدِ عالی نسب، خورشید برجِ مکرمت
حضرتِ میرِ کلالؒ پُرضیا کے واسطے

حضرتِ خواجہ بہاؤالدینؒ جنابِ نقشبند
تاجدارِ اولیا، مشکل کشا کے واسطے

شمعِ دین، خواجہ علاءُالدینؒ عطارِ ولی
قطبِ ارشاد و شہِ ملکِ بقا کے واسطے

خواجۂ یعقوبؒ چرخی، آبروئے خانداں
صاحبِ احسان والطاف و سخا کے واسطے

حضرتِ خواجہ عبیداللہ احرارؒ صفی
ناصرِ دینِ شہِ ہر دوسرا کے واسطے

خواجہ مولانا محمد زاہدؒ عالی مقام
صاحبِ حق الیقین، نورِ ہدیٰ کے واسطے

Marfat.com

عارفِ بے مثل، درویشِ محمدؒ محوِ ذات   عاشقِ حق، کشتۂ حُبِ خدا کے واسطے

خواجۂ دیں خواجگیؒ خورشیدِ شہرِ امکنہ   پیرِ کامل ہادیٔ شاہ و گدا کے واسطے

حضرتِ خواجہ محمد باقی باللہؒ رضی   فانی اندر ذاتِ پاکِ کبریا کے واسطے

عارفِ کامل، مجدد، شیخ احمدؒ نورِ حق   ماحیٔ بدعت حبیبِ مصطفیٰؐ کے واسطے

عُروۃُ الوثقیٰ، سراپا اِتقا، قیومِ وقت   خواجۂ معصومؒ محبوبِ خدا کے واسطے

خازنِ رحمتؒ کے فرزندِ سعید و نیک خُو   خواجۂ عبدالاحدؒ پیرِ ہدیٰ کے واسطے

حضرتِ خواجہ حنیفؒ نُورِ کابل کے طفیل   حضرتِ شیخِ زکیؒ پارسا کے واسطے

حضرتِ شیخ محمدؒ بو المساکیں کے لئے   حضرتِ خواجہ زمانؒ باخدا کے واسطے

حضرتِ مخدوم قاضی احمدؒ والا صفت   حضرت سید حسینؒ باصفا کے واسطے

رہبرِ راہِ طریقت رہنمائے انس و جن   حضرتِ سید امامؒ الاولیا کے واسطے

حضرتِ صادق علی شہؒ، مرشدِ روشن ضمیر   حضرتِ باباؒ امیرِ اصفیا کے واسطے

شیرِ حق، حضرت میاں شیرِ محمدؒ فخرِ دیں   آفتابِ چرخِ ارشاد و ہدیٰ کے واسطے

سرگروہِ اولیا، سرتاجِ بزمِ اصفیا   حامیٔ دینِ متینِ مصطفیٰؐ کے واسطے

فخرِ مجذوبان و رشکِ سالکانِ راہِ حق   حضرتِ حاکم علی بو الرضاؒ کے واسطے

حسنِ صورت، حسنِ سیرت کی مثالِ بے مثال   خوش کلام و خوش نوا و خوش ادا کے واسطے

بخششیں ہی بخششیں ہوں رحمتیں ہی رحمتیں   حضرتِ اکبرؒ محبّ الاولیا کے واسطے

عشق اپنا دے مجھے اور معرفت بھی کر عطا   اے مرے پروردگار ان اولیا کے واسطے

دین و دنیا میں مجھے محفوظ رکھ عزت کے ساتھ   آلؑ و اصحابؓ جنابِ مصطفیٰؐ کے واسطے

استقامت اور ایمانِ حقیقی دے مجھے   خواجگانِ نقشبندؒ باخدا کے واسطے

موت جب آئے تو آئے تیرے نام پاک پر   میری جینا ہو فقط تیری رضا کے واسطے

قبر میں اور حشر میں کوئی نہ خوف و حزن ہو   یاالٰہی شافعِ روزِ جزا کے واسطے

آخرت میں نارِ دوزخ سے ہمیشہ امن ہو   جنت الفردوس مل جائے لقا کے واسطے

Marfat.com

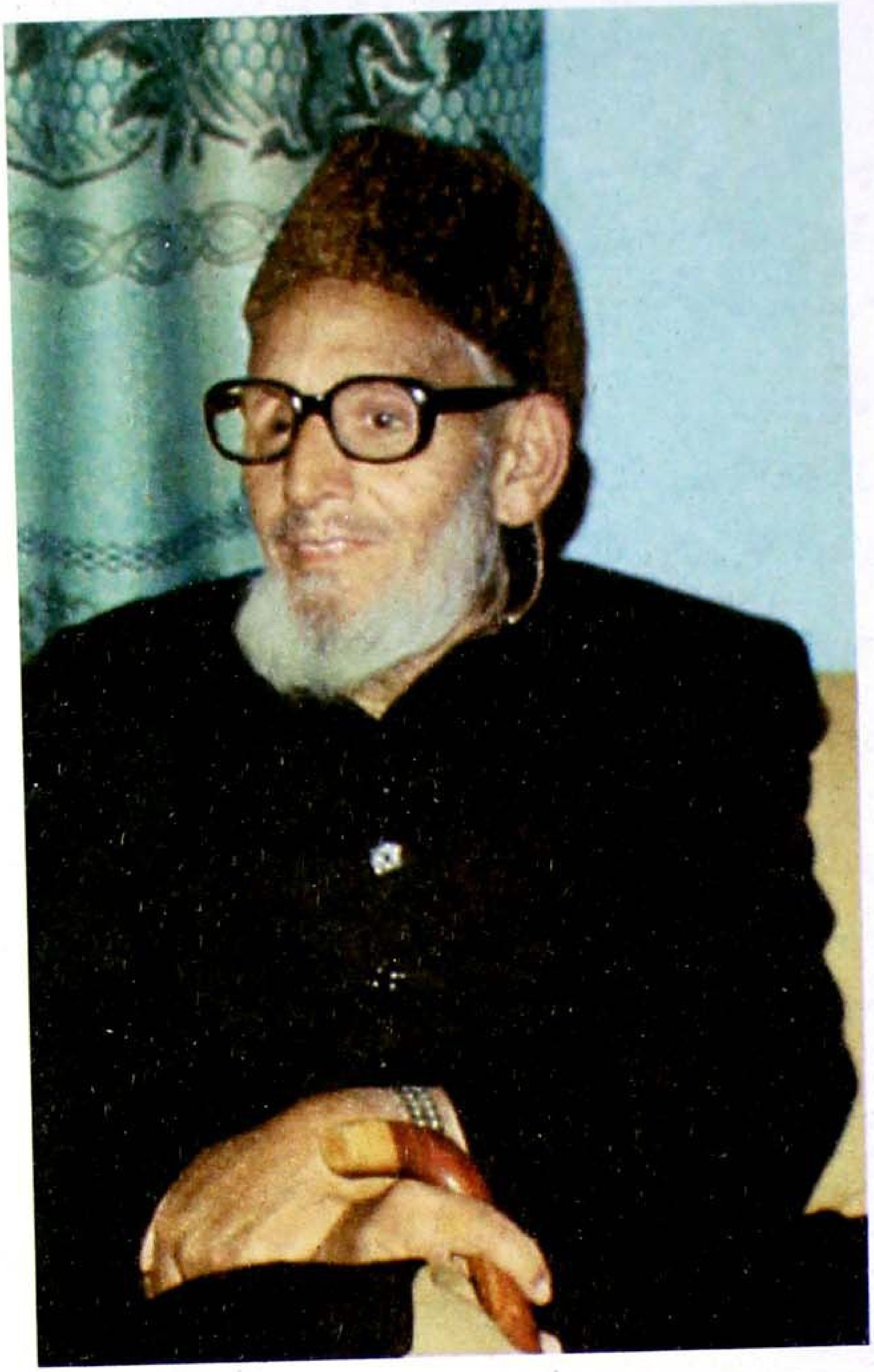

خموش اکبرؔ خموش ناداں رہیں محبت کے راز پنہاں
حقیقتیں ہوگئیں جو عریاں تو فتنے ہوں گے فزوں پیدا

Marfat.com

Marfat.com

آغا جی فاونڈیشن کی کتب

* شجرہ طیبہ نقشبندیہ مجددیہ
(بزرگانِ نقشبند کا منظوم سلسلہ)
از حضرت جلال الدین اکبرؒ
صفحات : 20 (جیبی سائز)
ہدیہ : 5 روپے

* مکتوبِ آغا جی
(روح طریقت و شریعت پر ایک آسان فہم تحریر)
از پیرزادہ محمد حضرت محبوب آغا جی — مترجم عابد محمود قریشی
صفحات : 26
ہدیہ : 25 روپے

* سی و سہ (۳۳) آیات
(قرآن پاک کی پُر برکات آیات و ترجمہ)
صفحات : 24 (جیبی سائز)
ہدیہ : 10روپے

* افغانستان، کیمونزم اور حقائقِ قرآنی
(اسلام اور منطق کی روشنی میں)
از شیخ الاسلام حضرت محمد نادر حارثؒ — مترجم کرنل (ر) غلام جیلانی خان
صفحات : 302 (مجلد)
ہدیہ : 300 روپے

* تجلیاتِ اکبرؒ
از ڈاکٹر علی عاطف گوہیر
صفحات : 182
ہدیہ : 90 روپے

* کتابِ مہدیؑ
(تعارف امام آخر زماں حضرت مہدیؑ) از شیخ الاسلام حضرت محمد نادر حارثؒ — زیر طبع

* Afghanistan and The Islamic Thought for The Last Millenium
By: Sheikh ul Islam Hazrat Muhammad Nadir Harris
Translation: Dr Asim Omar Majid (forthcoming)

منگوانے کا پتہ :
آغا جی فاونڈیشن
سائرہ میموریل ہسپتال 1۔ایم، ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن لاہور، پاکستان
فون : 042-5162546-9 فیکس : 042-5165300 ای میل : ajf@wol.net.pk

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

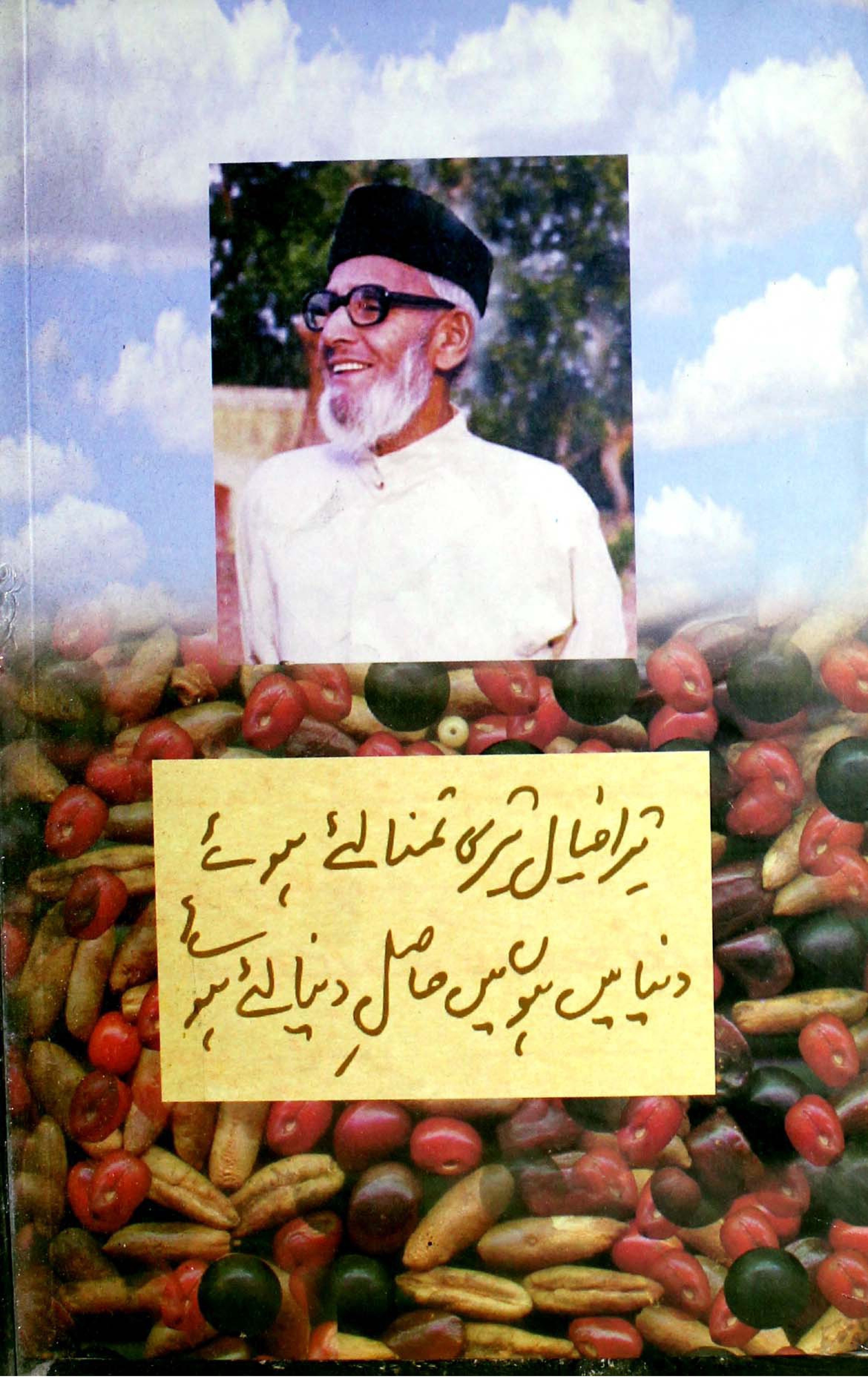
تیرا خیال تیری تمنا لئے ہوئے
دنیا میں ہوں میں حاصلِ دنیا لئے ہوئے

Marfat.com

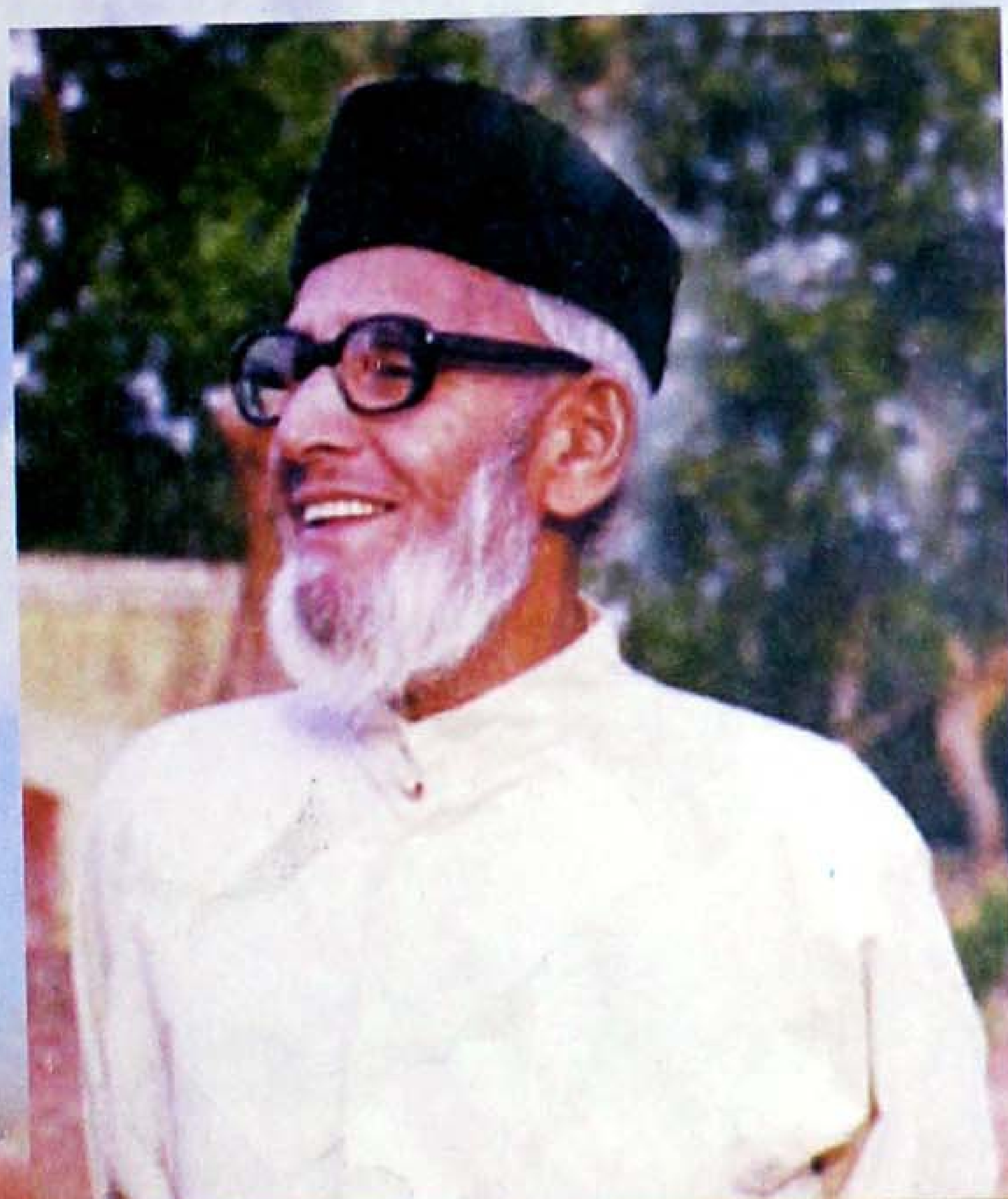

تیرا خیال تیری تمنا لئے ہوئے
دنیا میں ہوں میں حاصلِ دنیا لئے ہوئے

Marfat.com